نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہو

تذکرۂ یوسفیہ رحمۃ اللہ علیہ

عرفانی و روحانی تعلیمات عالیہ سے مزین

قبلہ عالم رہبر شریعت شیخ طریقت حضور مرشد عالی استاد گرامی

چوہدری محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

حسب الارشاد

جناب صاحبزادہ **ڈاکٹر محمد قاسم** صاحب غنی سلمہ

جناب صاحبزادہ **ڈاکٹر میجر محی الدین** صاحب غنی سلمہ

(دربار عالیہ گجرات شریف)

تالیف الحاج الحکیم علامہ **محمد یعقوب رانا** ناظم اعلیٰ دارالعلوم

سلطانیہ۔ لطیفیہ۔ یوسفیہ۔ رضویہ (رجسٹرڈ)

گورکھپور اڈیالہ روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی

تذکرۂ یوسفیہ

تالیف الحاج الحکیم علامہ محمد یعقوب رانا ناظم اعلیٰ دارالعلوم

اللہ جَلِّ جلالُہٗ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"اے باری اِلٰہ ہمارے باطن کی آنکھ کو بینا فرما! آمین"

(دُعا حضرت اُستادِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ○ الذین امنوا و کانوا یتقون ○

نام فقیر تنہاں دا باہوؒ قبر جنہاں دی جیوے ہو

تذکرۂ یوسفیہ

تالیف

الحاج الحکیم علامہ **محمد یعقوب رانا** ناظم اعلیٰ دار العلوم
سلطانیہ۔ لطیفیہ۔ یوسفیہ۔ رضویہ (رجسٹرڈ)
گورکھپور اڈیالہ روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی

ایک عاجزانہ التماس

اہل علم حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ ہم نے اپنی بساط کے مطابق ہر ممکن کوشش کی ہے کہ کوئی لفظی اور علمی غلطی نہ رہ جائے لیکن انسان خطا و بھول کا پتلا ہے اس لئے اگر کوئی غلطی نظر سے گزرے تو براہ کرم فقط تنقید کی بجائے۔بندہ ناچیز کی کمی علمی متصور کر کے درست کرلیں اور خاکسار کو آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسے درست کر دیا جائے

فقیر

محمد یعقوب رانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور

بحضور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

آئینہ حق نما مظہر ذات خدا حبیب کبریا، مالک ارض و سما، خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء و صلی اللہ علیہ والہ و صحبہ و بارک وسلم ابد ابد کے حضور بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں۔

انتساب

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان غوثیہ عاشقاں فنافی الھو حضرت سلطان باھو سرہ العزیز کے نام نامی اسم گرامی سے اپنی اس کاوش کو منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

سرکار میں یہ نذر محقر قبول ہو

ناچیز

محمد یعقوب رانا

الحمد لله رب العلیمن

حمد باری تعالیٰ

تو ہی بے کسوں کا ہے آسرا تیری شان جل جلالہ
تو ہی ہر بشر کا ہے مدعا تیری شان جلا جلا لہ
ہے عیاں بھی تو ہے نہاں بھی تو یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو
کہ ہے تو ہی تو نہیں مثل تیرا تیری شان جل جلالہ
تو ہی رب ہے تو ہی کریم ہے تو قدیر ہے تو رحیم ہے
تو ہی ہے خدا تو ہی کبریا تیری شان جل جلالہ
تیری حمد ہو سکے کیا بیاں کہ ہے تو ہی خالق ایں و آں
تیرے ہاتھ میں ہے فنا و بقا تیری شان جلا جلالہ
تیری کنہ کوئی نہ پاسکا ہوا پست عقل کا حوصلہ
کہ ہے عقل کی یہاں بات کیا تیری شان جل جلالہ

وما ارسلنك الا رحمته اللعلمین

نعت شریف

آیا ہے بلاوا پھر ایک بار مدینے کا
پھر جا کے میں دیکھوں گا دربار مدینے کا

گلشن سے حسین تر ہے کہسار مدینے کا
جنت سے بھی بڑھ کر ہے گلزار مدینے کا

اس در کے بھکاری کی جھولی میں دو عالم ہیں
شاہوں سے بڑھ کر ہے نادار مدینے کا

روتے ہیں جو دیوانے بیکل ہیں جو مستانے
ان سب کو دکھا دیجئے دربار مدینے کا

مرشد کے وسیلے سے اب لطف و کرم کیجئے
دیوانہ بنا لیجئے سرکار مدینے کا

تقدیر چمک جائے قسمت بھی بدل جائے
بن جائے جو ادنی سگ عطار مدینے کا

(مولانا الیاس عطار قادری)

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم افضل الصلوۃ و اتسلیم

پیش نظر

اللہ تعالیٰ کے وہ مقبول بندے جو اللہ قدوس اور حضور اکرم ﷺ کی محبت میں فنا ہو جاتے ہیں۔ ان کو فنا نہیں بلکہ وہ باقی رہتے ہیں ان کا نام رہتی دنیا تک ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

نبی کریم سید عالم ﷺ جب غزوہ بنو قریظہ سے واپس ہونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جہاد اکبر کونسا ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجاہد وہ ہے جو نفس سے جہاد کرے اور اپنے آپ کو ہر اس چیز سے روکے جو خلاف شریعت ہو جو پیارے مصطفیٰ ﷺ کے احکام کی دل و جان سے پیروی کرے اور حضور سید دو عالم ﷺ کے حکم کے اوپر کسی کو ترجیح نہ دے اس کو جہاد اکبر کہتے ہیں

بزرگان دین کی ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ وہ اپنی دنیوی زندگی میں نفس امارہ سے جہاد کر کے خواہشات نفس کو مردہ کر دیتے ہیں۔ کیونکہ نفس امارہ پر قابو پالینا اصل کامیابی اور حیات جاودانی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اور جس طرح روح کی تازگی اصل زندگی ہے اسی طرح نفس کی موت روح کی زندگی ہے۔

مشکوۃ شریف کی حدیث ہے۔ ذکر رب تعالیٰ کا ذاکر اور غافل کی مثال زندہ و مردہ کی مثال ہے یعنی جو ذکر خداوندی کرتا رہتا ہے وہ تو زندہ ہے اور جو غافل ہے وہ مردہ ہے۔

اور جس بشر نے خدا کی یاد اور محبت مصطفیٰ ﷺ سے دل کی دنیا سجائی ہے ہمہ وقت ان کی یاد سے تازگی حاصل کرتا رہتا ہے خواہ وہ جہاں کہیں بھی نظر آئے زندہ ہے۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے　　　مردہ دل کیا خاک جیسا کرتے ہیں

مشکوۃ شریف میں ہے الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون دار الی دار۔ خبردار بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

کون کہتا ہے کو اولیاء مر گئے　　　قید سے چھوٹے وہ تو اپنے گھر گئے

جیسے دنیا کو بارش و آفتاب کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اسی طرح علماء اور اولیاء کی بھی سخت ضرورت ہے

حضور علیہ ﷺ نے علماء دین کو بارش نبوت کا تالاب فرمایا ہے۔ (مشکوۃ)

جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں وہ علماء دین بھی ہوتے ہیں اگر ظاہری علم کی کمی ہوتی ہے تو اللہ رب العلمین اس کو علم لدنی سے نوازتے ہیں جسکی وجہ سے وہ دینی اور دیناوی علوم سے باخبر کر دیئے جاتے ہیں اس بارے میں حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

باجھ علموں جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب تکمیل الایمان میں تحریر فرمایا کہ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو حضرات بحالت زندگی برکات دیا کرتے تھے وہ بعد از وفات بھی توسل و برکت دینے کی اہلیت رکھتے ہیں کیونکہ مرنے کے بعد روح کا باقی رہنا حدیثوں اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اور بحالت حیات بحالت وفات ہر حالت میں روح کام کرتی رہتی ہے۔بدن کو تصرف سے کوئی تعلق نہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے

ہر مشکل دی کنجی یارو مرداں دے ہتھ آئی

مرد دعا کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

حدائق الاخیار میں ہے معرفت اہل اللہ کے نزدیک مقرر ہے۔اس کا حاصل کرنا معمولی سی

بات نہیں ہے۔ اس کا پہلا مرحلہ تبدیل اخلاق۔ تزکیہ نفس تصفیہ دل اور روح کی تجلی ہے۔ اور جذبہ الٰہی کے اسباب ہیں۔ اگر یہ اسباب متحقق ہو جائیں تو اس وقت عشق و محبت جلوہ گر اور معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ نفس اور شیطان سے جہاد صفائی باطن کا باعث ہے جب تک دل تعلقات دنیاویہ کی کدورتوں سے پاک ہو کر سورج کی طرح روشن نہ ہو تب تک اس میں معرفت الٰہی جلوہ گر نہیں ہوتی۔ دل کی صفائی اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب ہمیشہ خدا کا ذکر کیا جائے اور اس کے اسرار و قائق میں غور کیا جائے۔ ہر حالت میں شریعت کا لحاظ رکھے اور اس کے دائرے سے باہر قدم نہ رکھے۔ ورنہ اس کی طریقت و حقیقت میں نقص پیدا ہو جائے گا۔

حضور سید دو عالم ﷺ نے فرمایا الشیر لعة اقوالی و الطریقة افعالی و الحقیقة حالی یعنی شریعت میرے اقوال طریقت میرے افعال اور حقیقت میرا حال ہے۔ پس جو کچھ پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا ہے شریعت ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا طریقت ہے اور ان دونوں کا ثمرہ حقیقت ہے جس کی شریعت ناقص ہو گی اس کی طریقت ناقص ہو گی اور جس طریقت ناقص ہو گی اس کی حقیقت ناقص ہو گی۔ شریعت کو اپنا شعار بنایئے اور اپنے آپ کو شریعت کا موافق بنایئے نہ یہ کہ شریعت کو اپنی خواہشات کے موافق بنانے کی کوشش کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو اس کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گی۔

ولی وہ شخص ہوتا ہے جو خدا کی ذات و صفات کو جانتا ہو۔ ہمیشہ خدا کی عبادت کرے گناہوں سے محترز ہو۔ حریص نہ ہو۔ خواہشات نفسانی کی طرف مائل نہ ہو۔

عطارؒ ہو رومیؒ ہو رازی ہو غزالیؒ ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی آئی کہ فلاں قریہ میں میرا

ایک ولی فوت ہو گیا ہے لہذا اس کو غسل دو اور جنازہ پڑھا کر دفن کرو حضرت موسی علیہ السلام اسی بستی کے لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا یہ گنہگار آدمی تھا۔ حضرت موسی علیہ السلام نے بارگاہ عزت میں عرض کی یا اللہ اس کا صالح ہونے کی تو کوئی گواہی نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا اے میرے کلیمؑ بے شک یہ گناہ گار اور سیاہ کار تھا لیکن مجھے اس کی بات بہت پسند آئی لہذا میں نے اس کی بخشش کر دی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کی مولی وہ کونسی بات ہے جسکے باعث اس کی بخشش ہو گی فرمایا یہ ہر روز آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کرتا تھا۔

اے میرے رب تو جانتا ہے کہ میں خود تو نیک نہیں ہوں مگر میں تیرے نیک بندوں سے محبت کرتا ہوں۔ (نزہتہ المجالس)۔

مشکوۃ شریف میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز محاسبہ کے بعد جب جنتی لوگ جنت میں جارہے ہوں گے اور ایک طرف دوزخیوں کی قطار ہو گی جب ان کے قریب سے کوئی اللہ کا ولی گزرنے لگے گا تو ان دوزخیوں میں سے کوئی ولی اللہ کو پہچان لے گا اور عرض کرے گا۔ کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں ؟ میں وہی ہوں جس نے آپ کو دنیا میں ایک دفعہ پانی پلایا تھا۔ اسی طریقہ سے ان میں سے کوئی اور کسی دوسرے جنتی کو دیکھ کر کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو دنیا میں وضو کروایا تھا ۔پس وہ نیک لوگ ان گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے۔ جس کی وجہ سے انکی بخشش ہو جائے گی۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی ۔۔۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جو لوگ اللہ پاک کے ذکر سے تغافل کشیں ہیں ذکر باری تعالی سے جی چراتے ہیں تو ان کے دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ جس کے باعث ان کو برے بھلے کا شعور نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے

آج اس مادیت اور ظلمت کے دور میں حلال و حرام کی تمیز نہیں رہی اور دین واسلام سے رو گردانی اعلانیہ طور پر کی جا رہی ہے۔ کوئی قرآن کا منکر ہے تو کوئی حدیث کا منکر ہے۔ کوئی نماز کا منکر ہے تو کوئی فقہ کا منکر ہے۔ کوئی قربانی کا منکر ہے۔ کوئی تقدیر کا منکر ہے۔ کوئی تصوف کا منکر ہے۔ کوئی اللہ جل جلالہ اور رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر رہا ہے ۔ کوئی اہلبیت ؓ کا گستاخ ہے۔ کوئی صحابہ ؓ کا گستاخ ہے۔ کوئی وہ قرآن مجید کی آیتیں جو بتوں اور کافروں پر نازل ہوئی تھیں انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کر رہا ہے الغرض جدھر دیکھیں ظلمات ہی ظلمات نظر آرہا ہے۔ یہ سب جہالت بد عقیدہ۔ بد عملی ۔ برا ماحول اور تعصب کا نتیجہ ہے

قرآن مجید سورہ زخرف میں اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے (جان بوجھکر) اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور تحقیق وہ البتہ بند کرتے ہیں ان لوگوں کو راہ سے اور وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

آج کل اس قسم کے بے دین لوگ جو اپنے آپ کو ولی ہونے کا دعوے کر رہے ہیں اللہ تعالی ایسے جھوٹے ولیوں سے ہم سب کو محفوظ رکھے کیونکہ وہ شریعت مصطفی کریم ﷺ کے باغی ہیں اور پرلے درجہ کے شیطان اور ایمان کے ڈاکو ہیں۔ ایسے ولیوں کے بارمیں مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

کار شیطان می کند نامش ولی

گر ولی ایں است لعنت بر ولی

حضرت رومی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں جو اپنے آپکو ولی پیر ظاہر کرے اور اس کے کام شیطان جیسے ہوں تو ایسے ولی پر لعنت ہو۔

صاحبو! شیطان کے کام تو تم جانتے ہو ایک کام اس کا سب سے بڑا یہ تھا کہ سجدہ کرنے سے

اکڑ گیا۔ معلوم ہوا کہ جو آج سجدہ بھی نہ کرے یعنی نماز بھی نہ پڑھے اور پھر پیری کا دعوی بھی کرے در حقیقت انسانی شکل میں شیطان ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں برے برے وسوسے ڈال کر ان کے ایمان لوٹ رہا ہے اور بھولے مسلمان شیطانوں کو پیر سمجھ کر ان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنا قیمتی ایمان ضائع کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں آخری سورت میں ارشاد ربانی ہے۔ وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینوں لوگوں کے جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے ہے۔ معلوم ہوا کچھ تو جنوں کی نسل سے ہے اور کچھ انسانوں میں اسے بھی شیطان ہیں ایسے غلط ولیوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو بظاہر تو انسان ہی ہوں لیکن اندر سے شیطان ہوں۔ اب ولی اللہ شریعت کے پابند قانون خدا کو اپنانے والے ہوں ان کے متعلق مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ کیا ایمان افروز شعر فرماتے ہیں۔

سرمہ کن در چشم خاک اولیاء   تابہ بینی زا لبتد اتا انتہا

حضرت عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے خدا کے بندے اولیاء اللہ کے قدموں کی خاک کو سرمہ بنالے اور پھر تیری نظر اس سرمہ سے اتنی صاف اور تیز ہو جائیگی کہ تو ابتدا سے انتہا تک دیکھ سکے گا ان کے پائے خاک کو سرمہ کرنے سے مراد ان کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ جب بندہ کی روح بیمار ہو جاتی ہے تو وہ بارگاہ خداوندی سے دور ہو جاتا ہے اس لئے کسی مقبول بارگاہ کی سنگت و رفاقت ضروری ہے۔ شیطان نے جگہ جگہ ڈیرے ڈال رکھے ہیں وہ قدم قدم پر طالب مولا کو بھکانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ شیطان لعین کی فریب کاری سے بچنے کے لئے کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سفر کیا جائے تاکہ سلامتی سے منزل مقصود تک پہنچ سکے اور ابلیس کی [illegible] و مکاری سے محفوظ و مامون رہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ناچیز:۔ محمد یعقوب رانا

سبب تصنیف کتاب

ایک مدت مدید سے میری تمنا تھی کہ میں "انسان" کو دیکھوں۔ ایسے انسان کو جس کا دل حسن محبت اور سرور سے معمور اور منور ہو۔ انسان ایک جیسے نہیں۔ اس رنگارنگ کائنات میں کوئی ایک جیسی نہیں۔ انسانوں کو انسانوں پر برتری حاصل ہے۔ یہ قانون الٰہی ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ انسان ایک جیسے ہیں تو اس کی سمجھ ابھی تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ روشنی میں نہیں آئی۔

روشنی بھی عجیب دولت ہے۔ حقائق سے پردے اٹھا کر جلوے دکھاتی ہے۔ پھر وہ کچھ نظر آتا ہے۔ جو آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ وہ صدائیں آتی ہیں جو کان نہیں سن سکتے وہ خوشبوئیں مہکتی ہیں جو ناک نہیں سونگھ سکتی۔ لطف آتا ہے۔ جو زبان نہیں چکھ سکتی ہے۔ اور وہ کیف و سرور محسوس ہوتا ہے۔ جس کو چھو کر نہیں پا سکتے۔ یہ جلوے حواس ظاہری کی پہنچ سے بہت بلند ہوتے ہیں۔

دردمنداں دے سخن محمد دین گواہی حالوں

جس پلے پھل بدھے ہوون آوے خوشبو رومالوں

ایک وہ انسان ہیں جو دنیا کے ہاتھ بک گئے اور ایک انسان وہ ہیں۔ جن کو ان کے مولیٰ نے خرید لیا۔ بھلا یہ دونوں ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں ؟

حسین اور بلند وبالا سیرتیں بھی اللہ کی نشانیاں اور نعمتیں ہیں۔ یہ انسان کو بناتی ہیں اور ماحول کو روشن رکھتی ہیں۔ ان کا وجود اللہ کی دلیل ہے۔ ان کا شعور اللہ کی برہان ہے۔

مجھے بھی ایسے ہی انسان کی طلب و جستجو تھی۔ آخر وہ سہانا اور پیارا دن بھی آیا کہ میں نے وہ انسان حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنی رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں دیکھ لیا اللہ کے فضل و کرم سے اور سرکارؐ کی نظر عنایت سے فیض یاب ہوا۔

ایسے صاحب روحانی اور صاحب سرور انسان کی زندگی طیبہ پر کچھ لکھنا میرے لئے مشکل تر تھا کیونکہ بندہ اپنی علمی حثیت کو جانتا تھا۔ مگر سرکارؒ کی نظر فیض نے اس مرحلہ کو آسان فرما دیا۔

کتاب ہذا میں خاکسار نے حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی مبارک کے کچھ سہانے موتی چنے ہیں۔ جو سرکارؒ کی زندگی مبارک کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ سرکارؒ کے فرمودات۔ کرامات۔ تصوف۔ حقوق اللہ۔ حقوق العباد۔ ملفوظات۔ سرکارؒ ایک حثیت روحانی طبیب۔ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے دربار عالیہ کی حاضری کی ابتدا سرکار کا حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرنا وغیرہ ابواب مرتب کئے ہیں۔

کتاب ہذا لکھنے کا نصب العین ہی یہی ہے کہ ہم سرکارؒ استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم عالیہ پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہوں۔ حضرت استاد گرامیؒ اکثر فرمایا کرتے کہ مکمل طور پر اپنی زندگی اسلام کے سانچے میں ڈالیں۔ پرہیزگاری اختیار کریں۔ صدق مقال اور رزق حلال کا خاص خیال رکھیں۔ ہمیشہ خلوص نیت سے ذکر و فکر میں محو رہیں۔ نماز کسی صورت میں بھی قضا نہ کریں۔ اللہ پاک کا شکر زندگی کے ہر موڑ پر ادا کریں۔ والدین کے ہمیشہ فرما نبردار رہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے میں کبھی سستی نہ کریں۔

سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ جب تک تم صحیح طور شریعت کو اپنے اوپر لاگو نہ کرو گے طریقت میں ناقص رہو گے۔ سرکارؒ کی تو یہ تمنا ہے کہ میرا کوئی عقیدت مند ہر لحاظ سے اکمل ہو میں اس کو قیامت کے دن دربار صمدی میں پیش کر کے فخر حاصل کروں

اہم سبب :۔ جب آخری مرتبہ حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ مسجد حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ تمام عقیدت مندوں کے سامنے سرکارؒ نے خاکسار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا رانا صاحب ان کو تصوف سکھایا کرو۔

یہ کام دو طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ ایک زبان سے اور دوسرا قلم سے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اور حضرت استاد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت سے خاکسار زبان کو بھی استعمال کر رہا ہے اور یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے

خش خش ناوں میں گھٹیا میرے مرشد نوں ووڑیاں
میں گلیاں دا کوڑا روڑا محل چڑھایا سائیاں

حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنیؒ کا خاندان

(چٹھہ خاندان کی ابتداء)

تاریخ ہند کے مشہور راجپوت راجہ پرتھوی راج والئی دہلی اور اجمیر کی چوتھی پشت سے ریاست سنبھل (مراد آباد) کا ایک راجہ ہوا ہے جس کا نام چٹھہ تھا۔ اسی کی مناسبت سے اس کی اولاد چٹھہ کہلاتی ہے۔

راجہ چٹھہ کی دسویں پشت سے دو بھائی راجکمار ڈاہر و اور وہیڑ نے پندرھویں صدی عیسوی کے آغاز میں بعض وجوہات کی بنا پر اپنے اہل و عیال سمیت سنبھل (مراد آباد) کو خیر آباد کہہ کے پنجاب کا رخ کیا۔ راجکمار وہیڑ ضلع سیالکوٹ میں آباد ہو گئے جبکہ راجکمار ڈاہر و ضلع گوجرانوالہ کے اس علاقے میں رہائش پذیر ہوئے جہاں چٹھوں کا مشہور قصبہ منجر چٹھہ نے اپنے نام پر آباد کیا تھا۔ پنجاب میں چٹھوں کے دور اقتدار میں یہی مقام چٹھہ اسلامی ریاست کا صدر مقام تھا۔ منجر چٹھہ مشرف بہ اسلام ہونے پر چوہدری غلام محمد خان کے نام نامی سے مشہور ہوئے۔

راجکمار ڈاہرو کی اولاد نے ارد گرد کے بہت سے بنجر علاقے کو آباد کیا اور وہاں آپ نے زمینداریاں قائم کیں۔ چٹھہ خاندان کو مغل دور میں بھی ایک امتیازی مقام حاصل تھا۔ اس خاندان کے نوجوانوں نے اسلامی فوج کے ہراول دستوں کے طور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کیلئے خاصا کام کیا جب مغل دور زوال پذیر ہوا اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہونے کا رجحان پیدا ہوا تو والئی منجر چوہدری غلام محمد چٹھہ مرحوم نے بھی چٹھوں کی فوج تیار کر کے سیالکوٹ، گجرانوالہ، شیخوپورہ اور گجرات میں دوڑ دھوپ شروع کی اور اس طرح چٹھہ ریاست کی داغ بیل ڈالی۔ چوہدری غلام محمد کے انتقال کے بعد اس خاندان کے ایک بزرگ

چوہدری نور محمد چٹھہ نے عنان اقتدار سنبھالی۔ پانی پت کے معرکہ حق وباطل کے دوران ہندوستان کے اسلامی مجاہدین میں ایک کثیر تعداد چٹھوں کی بھی شامل تھی۔ (انور الحفیظ)

والد ماجد استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی طیبہ کے حالات

(چوہدری محمد الدین)

پیدائش :۔ موضع چوپالہ میں ولادت ہوئی۔ صحیح تاریخ پیدائش معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ انہوں نے اپنے وقت میں پیدا ہونے والے سب عزیزان کے بارے میں اندراج کئے اکثر اوقات فرمایا کرتے کہ وہ عزیزم کرنل محمد عبد الغنی سے **30-28** سال بڑے ہیں مرحوم کی تعلیم چوپالہ سے لیکر علی گڑھ کالج تک کئی مرحلوں میں ہوئی۔ ان کے والد ماجد انہیں پہلوان بنانا چاہتے تھے۔ مگر قدرت نے ان سے بہت کچھ کام لینا تھا۔ اس لئے اپنے ہم عمروں کے ساتھ سب کے کہنے کے باعث مدرسہ چوپالہ میں داخل کرائے گئے۔ اللہ کے فضل و کرم سے بہت ہی ہونہار تھے۔ پرائمری میں وظیفہ حاصل کیا۔ چنانچہ ان کی پڑھائی جاری رکھنے پر اساتذہ نے مجبور کیا۔ مگر اس وقت کسی کو یہ خیال نہیں آیا کہ انگریزی پڑھنا بھی مفید ہوگا۔ چنانچہ اردو فارسی کے مدارس میں مڈل نارمل ایس۔ وی وغیرہ کرتے چلے گئے۔ مڈل میں بھی وظیفہ لیا اور ہر امتحان میں چوٹی کے طلباء میں رہے۔

شروع میں محکمہ تعلیم میں کام کرتے رہے۔ وزیر آباد انگریزی سکول میں تعینات ہوتے ہی انگریزی کی طرف رجحان ہوا اور پرائیوٹ طور پر انگریزی پڑھ کر میٹرک اور ایف اے کر لیا کچھ عرصہ ملازمت کے بعد علی گڑھ میں ایم۔ اے اور کالج میں جا کر بی۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔

1916 تک درس و تدریس کر کے **1917** میں پولیس میں بطور سب انسپکٹر بھرتی ہوئے۔ یہ موضع چوپالہ کے پہلے شخص تھے جو پولیس محکمہ میں بطور انسپکٹر بھرتی ہوئے۔

نماز کے بچپن ہی سے پابند تھے جذبہ جہاد کا بھی از حد شوق وذوق رکھتے تھے۔ چنانچہ پولیس میں جانے سے پہلے ترکی میں جنگ عظیم اول کے دوران انہوں نے اپنے آپ کو والنٹیر کیا۔

جب کرنل محمد عبدالغنی پیدا ہوئے تو ان کا نام سب کی رائے سے تجویز ہو کر طے پایا۔ اس کے بعد مرحوم نے اپنے دل میں "غنی" خاندانی نام بنانے کی ٹھان لی۔ اور جس قدر عزیزان بعد میں پیدا ہوئے سب کے نام کے ساتھ "غنی" لگا۔ اس طرح خاندان کی بنیاد عملی طور پر رکھی گئی اور عرف عام کا باعث بنی۔ چنانچہ مرحوم کا یہ اقدام خاندانی جمیعت کا باعث بنا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے عطا کئے تھے۔ ان میں سے مرحومہ نواب بی بی سب سے بڑی تھیں۔ ان کی شادی الحاج خواجہ پیر مولوی محمد حفیظ رحمتہ اللہ علیہ دربار عالیہ نرالی سرکار بڑیلہ شریف سے ہوئی۔ رشتہ میں حضرت استاد گرامیؒ کے والد ماجدؒ آپؒ کے خالو لگتے تھے۔ پانچ بیٹوں کے یہ نام ہیں۔

(1) کرنل محمد عبدالغنیؒ (2) کرنل محمد اسلم غنی صاحبؒ (3) محمد سلطان غنی صاحب (4) استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنی صاحبؒ (5) محمد فیاض غنی صاحبؒ آپؒ نے 19 فروری 1975ء میں 92 سال کی عمر میں وفات پائی۔ ایک مرتبہ جناب استاد گرامیؒ نے فرمایا کہ میرے والد صاحب ولی اللہ تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

قبلہ عالم حضرت استاد گرامی مرشد عالی

چوہدری محمد یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی

آپ **1924ء** میں مجر گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ زندگی مبارک کا اکثر حصہ گجرات شریف میں ہی بسر کیا۔ آپ نے سکول میں آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی لیکن اسمیں اللہ تعالی کی کچھ اور ہی حکمت تھی۔ اللہ خالق ومالک نے آپ کو علم لدنی سے سرفراز فرمایا۔ اللہ رب قدوس وعلیم نے آپ کو دین ودنیا کے وہ علوم عطا فرمائے کہ ایسے علوم و عرفان کسی نیک بخت شخصیت کو ہی عطا ہوتے ہیں ایک مرتبہ حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے کوئی بھی شریعت وطریقت کا مسئلہ پوچھ لیں اللہ پاک کے فضل و کرم سے بتاؤں گا۔ اور پھر سروس کے دوران ایسا وقت آیا کہ آپ نے فوجی کمیشن افسران کو انگلش میں لیکچرز دیئے۔ اللہ رب خبیر نے آپ کو وہ علم وہبی عطا فرمایا جو کہ تمام علوم ظاہری اور باطنی پر مشتمل تھا۔

بندہ عاجز نے خود مشاہدہ کیا کہ آپ سے کئی مرتبہ علم شریعت وطریقت کے مسائل دریافت فرمائے آپ نے فوراً مکمل اور جامع جوابات سے نوازا۔ آپ انگریزی اس قدر تیز اور مہارت سے بولتے تھے کہ بڑے سے بڑا انگلش دان بھی اس طریقہ سے بول نہیں سکتا۔ ہمارے گھر گورکھپور میں تشریف لائے تو بچوں سے انگلش میں اس طریقہ سے سوالات کیئے کہ ہم سب دنگ رہ گئے۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ رب علیم وخبیر نے آپ کو دین ودنیا کے علوم سے سرفراز فرمایا۔

1942ء میں اٹھارہ سال کی عمر میں آپ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ آپ نے محنت اور جانفشانی سے اپنے فرض منصبی کو سرانجام دیا۔ صوبیدار کے رینک تک پہنچے اصل میں سرکار

کا ایک نہایت ہی سنہری اور دین و دنیا کیلئے کار آمد فار مولہ تھا۔ جو کہ متعدد بار آپ نے بیان فرمایا" جو کام بھی کرو خواہ دین کا ہو یا دنیا کا اس کو صحیح پیمانے پر کرو" پھر تمہاری کامیابی اور کامرانی ہے۔ آپ نے سروس کو عبادت سمجھ کر کیا۔ نہایت ہی ایمانداری ' محنت اور لگن سے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا آپ رزق حلال کے بارے میں بہت ہی تقوی پسند تھے۔

اخلاق حسنہ

آپ سرکارؒ اخلاق حسنہ سے آراستہ تھے۔ آپ نہایت ہی احسن اوصاف اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ سرکارؒ میں ایسے اخلاقی اوصاف جمع کر دیئے تھے۔ جن کا تعلق ولایت سے ہے۔ آپ نہایت ہی سچے محسن 'متواضع' وعدہ کے پکے' صابر' نہایت حلیم' صاحب استقامت' حق گو اور رحیم و شفیق تھے۔

آپ سرکارؒ کا بیشتر وقت عبادت الہی اور ظاہری باطنی فیض رسانی اور تعلیم میں بسر ہوتا تھا۔ آپ فقر وولایت کے اعلی ترین مرتبے پر فائز تھے۔ آپ ایک کامل مرد حق مرد مجاہد مصلح قوم۔ عالم با عمل۔ رہبر شریعت وطریقت اور یگانہ روزگار ولی حق تھے اللہ تعالی نے آپ سرکارؒ کو قبول عام اور محبوبیت خاص کی وہ خلعت فاخرہ عطا فرمائی تھی جس کی مثال دور حاضر میں اگر ناممکن نہیں محال ضرور ہے۔

حسن اخلاق اور اخلاص عمل اولیائے کرام کی ہمیشہ ایک امتیازی شان رہی ہے آپ سرکارؒ میں بھی یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ دیکھنے سننے والے حیرت زدہ اور مرعوب ہو کر رہ جاتے ۔کوئی عقیدت مند سرکارؒ کی ملاقات کیلئے آتا تو سرکارؒ نہایت ہی پر مسرت اور پیار کے لہجے میں فرمایا کرتے آیئے آیئے ! کیا حال ہے ؟

آپ سرکارؒ بلند اخلاق کے مالک تھے۔ آپ کو خود پسندی چھو کر نہیں گزری تھی۔ نہایت ہی نرم دل اور سراپا شفقت و عنایت تھے۔ اعمال میں نہایت محتاط اور باخلوص تھے۔ تمام عمر آپ

سرکارؒ نے اپنے آپ کو "پیر" نہیں کہلوایابلکہ استاد صاحب کہلوانے پر اکتفا کیا۔ آپ کو اعمال میں۔ گفتگو میں بناوٹ اچھی نہیں لگتی تھی۔ آپ سرکارؒ ہمیشہ صاف گوئی اور صداقت کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ آپ اپنے گھریلو معاملات میں اسلامی رنگ پر عمل درآمد کرانے میں ہمیشہ کوشاں رہتے جسکی وجہ سے آپ سرکارؒ کا گھر عقیدت مندوں کیلئے روشنی کا مینار رہا۔ آپ عارف کامل تھے۔ کیا اعمال وافکار اور کیا اخلاق وعادات۔ آپ کریم النفس، محبت نواز، مہمان نواز، سخی وفیاض واقف اسرار طریقت تھے جو آپ کو دیکھتا خدا یاد آتا۔ آپ سرکارؒ عقائد کی صحت اور نماز کی پابندی کی تاکید فرماتے افتراق وانتشار سے الگ رہنے کی تلقین فرماتے۔ آپ سنت نبوی کا پیکر تھے۔

بندہ تو ہے یہ لیکن اوصاف میں یزداں ہے
انساں تو ہے یہ لیکن کچھ اور ہی انسان ہے

مرشد کے پانچ وصف

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شاہ محی الدین غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ تلقین کی طریقت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ جس مرشد میں یہ پانچ وصف نہ ہوں وہ دجال ہے پیر نہیں ہے۔

1- پیر ظاہری شریعت کا عالم ہو۔ (2) علم حقیقت جانتا ہو۔ (3) اپنے پاس آنے والے کے ساتھ عمدگی اور خندہ پیشانی سے برتاؤ کرتا ہو۔ اور مسافروں کو کھانا کھلاتا ہو۔ (4) غربا اور بے حثیت آدمیوں کی ساتھ قولا فعلا عاجزی اور انکساری سے پیش آتا ہو۔ (5) مریدین کی باطنی تربیت وتعلیم کی لیاقت رکھتا ہو اور خود ریا، حسد، خود بینی، غفلت، عیش طلبی سے پاک ہو

(انوار اولیاء)

اللہ خالق ومالک کے فضل وکرم سے مذکورہ باپانچ وصف ہمارے مرشد عالی حضرت قبلہ و

عالم جناب استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی مبارک میں ہم نے یہ اوصاف عملی طور پر مشاہدہ کے طور پر دیکھے۔

شادی مبارک

سرکارؒ استاد گرامی کی شادی مبارک آپ کے چچا صاحب جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب کی دختر نیک اختر محترمہ و معظمہ و مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ کے ساتھ 1950ء میں ہوئی۔

سرکار حضرت استاد گرامیؒ کی محترمہ اہلیہ صاحبہ کے اوصاف

حمیدہ

آپ کے قدم مبارک سے گھر کا ماحول سکون کا گہوارہ اور جنت کا سماں بن گیا۔ آپ نے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنی پیاری اولاد کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کی اور بااخلاق بنانے کی پوری پوری کوشش کی جسمیں آپ کو اللہ کے فضل و کرم سے مکمل طور پر کامیابی اور کامرانی نصیب ہوئی۔ اللہ پاک کی رحمت و عنایت سے آپ اعلی درجہ کی زاہدہ' عابدہ' طاہرہ اور صابرہ خاتون ہیں۔ آپ کا زیادہ ٹائم اللہ پاک کے ذکر و فکر میں گزرتا ہے۔ خواتین کو دینی' روحانی تبلیغ و ترغیب کرنا آپ کا ایک احسن معمول ہے آپ کو دینی کتب کا مطالعہ کرنے کا ازحد شوق و ذوق ہے۔ اس ظلمات اور آزاد خیال دور میں آپ پردہ کا خاص خیال رکھتی ہیں ۔جو کہ ہماری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کیلئے اعلی نمونہ ہے۔ آپ نے اپنی تمام اولاد کو نہایت ہی سلیقہ مندی اور عقلمندی سے اعلی تعلیم دلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ سرکار استاد گرامیؒ کی کوششوں میں برابر کی شریک رہیں۔ آج وہ دینی اور دنیاوی لحاظ سے اعلی مقام پر سرفراز ہیں ۔فرشتہ خصلت ہیں اور قابل رشک ہیں۔

حضور اماں صاحبہ کا خاندان اللہ کے فضل و کرم سے ان پاک ہستیوں کے ساتھ تعلق رکھتا

ہے۔ جو فقر وولایت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔ خاص طور پر جناب الحاج خواجہ مولوی محمد حفیظ اللہ قادری چشتی طرطوسیؒ جو کہ بڑیلہ شریف ضلع گجرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہت ہی مشہور و معروف اور کامل ولی اللہ ہیں۔

حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد امجاد

اللہ پاک نے حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کو تین بیٹوں اور پانچ بیٹیوں سے نوازا۔

1-ڈاکٹر محمد قاسم غنی صاحب سلمہ (2) میجر ڈاکٹر محمد محی الدین غنی صاحب سلمہ

3-جناب محمد یاسر غنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

جناب محمد قاسم غنی صاحب سلمہ امریکہ میں قیام پذیر ہیں۔ وہاں بطور ڈاکٹر کام کر رہے ہیں ۔ان کے بارے میں سرکار استاد گرامیؒ نے فرمایا کہ یہ روشن ہیں یہ سب سے بڑی سعادت مندی ہے۔ طریقت و معرفت کی اعلیٰ نشانی ہے۔

جناب محمد محی الدین غنی صاحب سلمہ پاک فوج میں بطور میجر (ڈاکٹر) کام کر رہے ہیں۔ آپ کی پیدائش کے وقت جناب استاد گرامیؒ کو انت محی الدین خواب میں فرمایا گیا یہ انتہائی رفعت اور سر بلندی کی خوشخبری دی گئی ہے ۔ اللہ عزوجل آپ کو ثانی محی الدین بنائے (آمین)

جناب محمد یاسر غنی صاحبؒ چودہ سال کی عمر میں ایک حادثہ میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ کتابوں میں آیا ہے جو مرد مومن کسی حادثہ میں وفات پائے وہ شہید ہوتا ہے۔ اللہ پاک آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)

سرکار استاد گرامیؒ کی پانچ بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں

(1) جنابہ نشاط عالیہ صاحبہ (2) جنابہ عابدہ پروین صاحبہ (3) جنابہ ستار گلشن صاحبہ

(4) جنابہ فرزانہ یوسف صاحبہ (5) جنابہ نگہت یاسمین صاحبہ

حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ تعالی سے حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کا فیض حاصل کرنا

سروس کے دوران ہی حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ جہاں جہاں جس شہر میں تبادلہ ہو جاتا۔ وہاں کے اولیائے کرام سے ملاقات کرتے اور مزارات پر حاضری دیتے۔ خاکسار کے روبرو کئی مرتبہ سرکارؒ نے مختلف شہروں کے نام لے کر تذکرہ فرمایا

یک زمانہ صحبت با اولیاء ۔۔۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کہ ولی کامل کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بڑھ کر ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اشعتہ اللمعات میں فرماتے ہیں۔ یہ خوشخبری ہے ان کیلئے جو صلحاء علما اتقیا اور اولیاء کو دوست رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ کل ان کا حشر انشاء اللہ انکے زمرہ میں ہوگا اور ان کے ساتھ رہینگے۔

ہر کہ خواہد ہم نشنی باخدا ۔۔۔ او نشیند در حضور اولیاء

جو شخص اللہ تعالی کا قرب چاہتا ہے وہ اولیائے کرام کی مجلس میں بیٹھا کرے ایک مرتبہ حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ کے دربار عالیہ پر ہم لوگ حاضر تھے تو حضور استاد گرامیؒ نے عزیزم لخت جگر قاری محمد افتخار احمد سلمہ اور عزیزی صوفی اطلس محمود سلمہ کو فرمایا اگر کچھ لینا ہے تو تم گجرات آیا کرو۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے سرکار استاد گرامیؒ کی نظر عنایت سے خاکسار اکثر گجرات شریف سرکار کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا اکثر بندہ کے ساتھ عزیزم لخت جگر قاری محمد مہتاب احمد سلمہ ہوا کرتا۔ سرکارؒ بہت خوش ہوتے اور نظر کرم فرماتے بلکہ ایک مرتبہ عقیدت مندوں کے سامنے سرکارؒ فرمانے لگے کہ تم لوگ

نہیں آتے رانا صاحب کو دیکھو وہ میرے پاس سو مرتبہ آئے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس بارے میں ہم لوگوں کی سستی اور تغافل کیشی رہی ہے۔ لیکن اب بھی اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ مرتبہ اپنے مرشد عالی کے دربار عالیہ پر حاضری دیں اور فیض حاصل کریں۔ کیونکہ حضرت سخی سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

نام فقیر تنہاں دا باہوؒ قبر جنہاں دی جیوے ہو

سرکار استاد گرامیؒ سروس کے سلسلہ میں کوہاٹ میں تھے۔ وہاں سے آپ حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہوؒ کے دربار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ رات کا وقت تھا رات مسجد میں گزاری صبح ہوئی ایک آدمی آواز سے بلا رہا تھا کہ جو آدمی کوہاٹ سے آیا ہے اس کو پیر صاحب بلا رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ کوئی اور آدمی ہو گا۔ لیکن جب کوئی نہ بولا تو میں حاضر ہوا۔ انہوں نے بہت شفقت فرمائی اور کھانا کھلایا۔ یہ حکایت حضرت صاحبزادہ میجر محمد محی الدین غنی سلمہ نے سنائی۔

حضور استاد گرامیؒ نے فرمایا کہ ایک رات میں نے اپنے تکیہ کے نیچے کتاب "شمس العارفین" رکھ کر سو گیا تو خواب میں حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہوؒ تشریف لائے اور مجھے حکم دیا میرے پاس آؤ میں تقریباً سوا مہینہ وہاں دربار عالیہ پر رہا حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی نظر عنایت سے مجھے فیض روحانی سے سرفراز فرمایا۔ پھر میری یہ روٹین رہی کہ ہفتہ دو ہفتہ کے بعد دربار عالیہ پر حاضری دیتا رہا۔ ایک دفعہ حضور سلطان العارفینؒ نے مجھے حکم دیا کہ تم بہت دور سے آتے ہو تمہارے نزدیک گجرات میں ایک شیخ چوگانی مقام ہے وہاں حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کا مزار پاک ہے۔ وہاں حاضری دیا کرو اسی طرح حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے ساتھ روحانی و عرفانی رابطہ قائم دائم ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی زندگی طیبہ کا مختصر تذکرہ

گجرات شریف ہیڈ مرالہ روڈ پر شیخ چوگانی میں حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کا مزار پاک ہے جو مٹی کے بلند بالا ٹیلہ پر واقع ہے مزار پاک تک جانے کیلئے ایک ہی راستہ ہے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت یوسف علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ دریائے چناب مزار پاک کی جانب جنوب قدموں کو چھو کر گزرتا ہے۔ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کا مرزا حضرت خواجہ گوہر الدین نے نصف صدی قبل سفید سنگ مرمر سے تعمیر کروایا تھا۔ مزار کی لمبائی 22 گز ہے۔ اہل تصوف ولایت کے متلاشی یہاں حاضر ہوتے ہیں۔ (حوالہ پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزار)

سرکار استاد گرامیؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور! آپ یہاں کتنی مدت سے قیام پذیر ہیں؟ حضور نے فرمایا مجھے یہاں 3200 سال گزر گئے ہیں۔

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے دربار عالیہ کی حاضری

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار قدس کا تعارف سب سے پہلے بذریعہ کشف القبور حضرت حافظ شمس صاحبؒ نے کرایا۔ اور روضہ مبارک کی تعمیر خواجہ گوہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے کی۔

حضرت قبلہ استاد گرامیؒ علیہ نے حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے دربار پر انور کی حاضری 1952ء سے شروع کی۔ یہ حاضری والدہ صاحبہ کی معیت میں ہوئی پھر باقاعدہ حاضری 1972ء سے تا حیات مقدسہ جاری و ساری رہی۔ حضرت قبلہ استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک ابتدائی عقیدت مند جس کا نام راجہ عبد الرزاق ہے جو گلیانہ ضلع گوجر خاں کے رہنے

والے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے اس سلسلہ میں جو معلومات ہم تک پہنچیں ہیں وہ تحریر میں لائی جا رہی ہیں۔ راجہ صاحب قبلہ استاد گرامیؒ کے پرانے عقیدت مند' دیانت دار اور نہایت ہی تابعدار تھے۔ بلکہ راجہ صاحب کا یہ بیان ہے کہ جب ہمارا تبادلہ گجرات سے راولپنڈی ہو گیا تو سرکارؒ نے فرمایا راجہ صاحب اتمہارے بعد مجھے تم جیسا عقیدت مند نہ ملا۔

راجہ صاحب 1975ء تا 1980ء سرکار استاد گرامیؒ کی خدمت اقدس میں رہے اس اثنا میں رات دن سرکارؒ کی صحبت میں رہا۔ قدرتی طور پر ہمارا مکان اور دفتر سرکارؒ کے آستانہ عالیہ کے قریب تھا

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے دربار عالیہ میں سرکار استاد گرامیؒ کی حاضری کا یہ طریقہ ہوا کرتا تھا۔ کہ جب حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کا حکم ہوتا تھا۔ بعض اوقات متواتر ایام بعض وقت دو تین دن کے بعد بعض اوقات ایک ہفتہ کے بعد۔ جب حک ہوتا ہم لوگ حضرت قبلہ استاد گرامیؒ کی معیت میں نماز مغرب تک دربار مبارک پر حاضر ہو جاتے

۔

ذکر و اوراد کا اس وقت یہ سلسلہ تھا کہ حکم ہو جاتا کہ فلاں فلاں کلام اور اتنی تعداد میں گھر پر پڑھ کر آنا ہے یا یہ حکم ہوتا کہ فلاں کلام پاک اتنی تعداد میں روضہ انور پر حاضر ہو کر پڑھنی ہے۔ حکم کے مطابق عمل در آمد ہوتا۔

شیخ چوگانی سے جو راستہ تھا نہایت ہی خستہ حالی میں تھا پیدل چلنا بھی بہت مشکل تھا لیکن یہ حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت دیکھنے میں ہمیشہ آتی رہی کہ سرکارؒ اتنے تیز چلتے کہ ہم لوگ دوڑ دوڑ کر آپؒ سے ملتے لیکن پھر بھی ہم نہ مل سکتے۔

ابتداء میں حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ اپنے عقیدت مندوں کو سخت ریاضت کراتے

ساری ساری رات ذکر و فکر میں گزر جاتی۔ ابتدائی عقیدت مندوں میں جناب راجہ صاحب جناب ماسٹر محمد اصغر صاحب 'راج محمد' قبلہ شاہ صاحب' (اغلبا نام زوار حسین شاہ صاحب) وغیرہ تھے۔ جس وقت مجلس حضوری میں پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ تشریف لاتے تو حضور اکرم ﷺ جو کچھ مجلس نوری میں ارشادات عالیہ فرماتے سرکار استاد گرامیؒ ہمیں مطلع کرتے کہ آج حضور علیہ السلام نے نماز کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے یا طہارت کے بارے میں یہ فرمایا ہے جس موضوع پر حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے سرکارؒ ہمیں آگاہی کر دیتے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ مجلس حضوری میں حضور سید عالم ﷺ تشریف نہ لاتے تو اپنے کسی صحابی کو قاصد کے طور پر بھیج دیتے۔ کبھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کبھی خالد بن ولیدؓ یا جس کو بھی حکم ہوتا مجلس میں حاضر ہو جاتے لیکن جس وقت حضرت عمرؓ تشریف لاتے تو حضرت استاد گرامیؒ ہمیں سختی سے فرماتے کہ جسم کی بالکل کوئی حرکت نہیں کرنی کیونکہ انہوں نے اپنے بیٹے کو بھی معاف نہیں کیا۔

جب ذکر باری تعالیٰ کرتا ہوتا کثیر تعداد میں اولیا کرام جسمیں ہر قسم کے ولی موجود ہوتے سالک بھی آتے مجذوب بھی تشریف لاتے حضرت استاد گرامیؒ ہر ایک ولی کا نام اور مسکن کا نام بتلاتے۔ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے دربار میں نور ہی نور نظر آتا اور سماں بہت ہی پیارا ہوتا۔

رات کو ادھر کوئی نہ آتا شاذو نادر کسی دن کوئی آدمی رات کو نظر آتا۔ ہو کا عالم ہوتا۔ کھانے پکانے کا ادھر کوئی انتظام نہ تھا۔ جب سخت بھوک لگتی تو ہم استاد گرامیؒ سے عرض کرتے سرکارؒ حضرت طانوخ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے تو پکا پکایا کھانا حاضر ہو جاتا اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جو ہم کھانے کی فرمائش کرتے وہی کھانا آجاتا۔

حضرت استاد گرامیؒ نے ہمیں بتلایا کہ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ایسا

وقت آئے گا تو تمہارے تمام عقیدت مندوں کو سلیمانی ٹوپیاں دی جائیں گی۔ میرے پاس ایک رجسٹر ہے جسمیں تمہارے تمام عقیدت مندوں کے نام درج ہیں اور ایسا ہی ایک اور رجسٹر ہے جو آسمان میں موجود ہے۔

صبح کو عموماً حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی طرف سے اجازت مل جاتی سرکار استاد گرامیؒ فرمایا کرتے اٹھاؤ تھیلا اور چلیں۔ اس تھیلے میں موم بتیاں اگر بتیاں، عطر، ماچس اور مزار انور کی صفائی کرنے کے کپڑے ہوتے تھے۔

حضرت قبلہ استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ مزار حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام پر دعوت پڑھا کرتے پہلے سات مرتبہ روضہ انور کے اردگرد سات مرتبہ آذان پڑھا کرتے پھر مراقب ہوتے۔

راجہ صاحب نے بتایا کہ میری پہلی ملاقات ایک ریٹائرڈ تحصیلدار صاحب نے جو کہ قریشی خاندان سے تعلق رکھتے تھے حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ سے کرائی۔ ایک دو دن حضرت استاد گرامیؒ کی خدمت اقدس میں جاتا رہا لیکن سرکار نے توجہ نہ فرمائی۔ میں بڑا حیران ہوا اور تحصیلدار صاحب سے اس امر میں بات کی انہوں نے فرمایا فکر نہ کرو سرکارؒ ضرور توجہ فرمائیں گے۔ تیسرے دن سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا تو سرکارؒ فرمانے لگے راجہ صاحب اگر تم آ ہی گئے ہو تو یاد رکھیں کہ آپ نے اللہ کو صرف اللہ ماننا ہے اور اللہ کہنا ہے۔ پھر مجھے اسم اللہ جو کہ نہایت ہی بہت چھوٹا سائز کا تھا عطا فرمایا اور حکم دیا کہ بند کمرہ میں اکیلے سامنے رکھ کر تصور کرنا اور اس کی روشنی سے سیراب ہونا میں نے اس پر عمل کیا تمام کمرہ جگ مگ ہو گیا انہوں نے بتایا ہمارے زمانہ میں سخت پابندیاں تھیں اور سخت ریاضت کرنے کا حکم تھا حتی کہ جب تک کوئی سخت ریاضت نہ کرتا اسم اللہ عطا نہ کرتے بعد میں حضرت قبلہ استاد گرامیؒ نے پابندیاں بہت نرم کر دیں لیکن پابندیاں نرم کر دی گئیں

ریاضت میں ہم بہت سست وکاہل ہو گئے جسکی وجہ سے روحانیات میں کمی واقع ہوئی۔

1980ء میں راجہ صاحب کا گجرات سے راولپنڈی تبادلہ ہو گیا۔ حضرت استاد گرامیؒ مجھے راولپنڈی بھجنا نہ چاہتے تھے۔ لیکن حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام نے سرکارؒ سے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ حقوق العباد کے بارے سخت تاکید فرماتے ہیں لہذا ان کو راولپنڈی جانے کی اجازت دو کیونکہ وہاں ان کی بیوی اکیلی رہتی ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں ان کو راولپنڈی جانے دو۔ لہذا بندہ راولپنڈی آگیا حاضری کا سلسلہ بدستور قائم دائم رہا۔ جس وقت بھی فرصت ہوتی حاضر ہو جاتا۔

☆☆☆☆☆☆☆

فرامین عالیہ

حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنیؒ

نماز

گجرات شریف یا راولپنڈی میں اکثر حاضری کے وقت سرکار استاد گرامیؒ اپنے عقیدت مندوں کو اپنے پیارے پیارے نہایت ہی پر مغز کار آمد اور مفید افزا فرامین عالیہ سے نوازا کرتے تھے۔

جب کبھی کوئی عقیدت مند حاضر خدمت ہوتا تو سلام دعا کے فوراً بعد سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھتے۔ نماز باجماعت کی ہمیشہ سخت تاکید فرمایا کرتے۔ سفر کے بارے میں فرماتے "سفر ایسا کرو جسمیں نماز قضا نہ ہو"۔

جناب جاوید اقبال اور آصف باٹا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عقیدت مند نے اپنے گھر سرکار استاد گرامیؒ کی خدمت اقدس میں چائے کی دعوت کی۔ سرکارؒ ساتھیوں کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ ہم بھی ساتھ تھے۔ دستر خوان بچھایا گیا کھانے کی چیزیں رکھی گئیں۔ سرکارؒ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے لیکن رک گئے۔ فرمایا یہاں پر اتنا بڑا بے نمازی لکھا ہوا ہے۔ نہ تم نماز پڑھتے ہو اور نہ تمہارے گھر والے نماز پڑھتے ہیں۔ میں بے نمازی کے گھر کا کھانا قطعاً نہیں کھاؤں گا۔ اس نے نماز پڑھنے کا وعدہ کیا تب سرکارؒ نے کھانا تناول فرمایا۔

جو عقیدت مند بے نمازی ہے سرکارؒ اس کیلئے کس طرح توجہ فرمائیں گے۔ نماز کسی صورت میں بھی چھوڑنی جائز نہیں۔ جو بیمار ہے بیٹھ کر نماز پڑھے۔ جو بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ لیٹ کر نماز پڑھے جو لیٹ کر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ اشارہ سے نماز پڑھ لے۔

ایک مرتبہ سرکارؒ نے جناب جاوید اقبال کو خط لکھا۔ خاکسار نے خود وہ خط پڑھا ہے سرکارؒ نے خط کی تحریر لکھنے سے پہلے اوپر کی طرف ایک نہایت اعلیٰ اہم جملہ لکھا ہوا تھا۔ نماز فرض عین ہے۔

اس جملہ مبارک سے نماز کی اہمیت و افضلیت عیاں ہے۔ ایک مرتبہ عقیدت مندوں کے سامنے فرمایا کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ میرے پاس نہ آئے۔ جس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں ہے۔ اس کے ساتھ میں کسی طرح تعلق رکھ سکتا ہوں۔

مذکورہ بالا قول استاد گرامیؒ میں کتنی سخت وعید ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ شدید ایک مرتبہ سرکارؒ نے وعید فرمائی۔

فرمایا کہ لوگ دعا کرانے کیلئے میرے پاس آتے ہیں۔ اللہ ان سے راضی نہیں ہوتا۔ اس کیلئے دعا کرنے کیلئے تیار ہوتا ہوں تو آواز آجاتی ہے کہ اس کیلئے دعا نہ کریں۔

برتر اطاعتوں میں اطاعت نماز ہے   برتر عبادتوں میں عبادت نماز ہے

نماز کی اہمیت وافضلیت قرآن مجید اور احادیث کے حوالہ جات کی روشنی میں

قرآن مجید سورہ روم میں نماز کے بارے میں حکم ربانی ہے۔

و اقیمو الصلوۃ و لا تکونو من المشرکین

یعنی نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔

نماز کو ترک کرنے والوں کیلئے کتنی سخت وعید ربانی ہے کہ جو نماز کا تارک ہوگا وہ مشرکوں کے قریب ہوگا۔

واقیمو الصلوۃ و اتو الزکوۃ و ارکعو مع الرکعین ٥(البقر)

یعنی نماز قائم کرواور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔

احادیث کے حوالہ جات کی روشنی کے مطابق نماز کی تشریح

ایک حدیث میں صاف بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص عمداً نماز ترک کردے وہ کافر ہے بعض علماء نے کہا کہ کافر تو نہیں ہو جاتا البتہ تارک صلوۃ کفر کے قریب ضرور پہنچ جاتا ہے۔ کچھ بھی ہو بہر کیف یہ بہت سخت اور خوفناک وعید ہے۔ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ جس نے عمد نماز ترک کی وہ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ترک کیا اس نے گویا قصر دین کو منہدم کر دیا۔

نماز کی تاکید کا یہ عالم ہے کو نہ صرف اس کے خود پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی اس کے پڑھتے رہنے کی تاکید کرنے اور انہیں اس پر قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ بچہ کی عمر سات سال کی ہوتے ہی اسے نماز کا حکم دو اور جب اس کی عمر دس برس کی ہو جائے اور وہ نماز ترک کردے تو اسے مارو اور سزا دو۔ قیامت میں جس عمل کے متعلق سب سے پہلے سوال کیا جائے گا وہ نماز ہی ہوگی۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان مسلمان ہو کر اسلام کے اتنے عالی شان فریضہ سے غفلت برت رہے ہیں۔ مسجدیں نمازیوں سے خالی رہتی ہیں۔ نماز کی طرف سے بے پروائی عام ہوتی چلی رہی ہے اور کسی کو اس کا تصور بھی نہیں ہوتا کہ کتنا ہولناک گناہ ہے مسلمان جو ذلتیں برداشت کر رہے ہیں اس کا باعث یہی ہے کہ خدا سے غافل ہو چکے ہیں۔

ایمان

کے بعد اعمال میں نماز کا جو درجہ ہے وہ حقیتا اور کسی عمل کو حاصل نہیں ہے۔ صرف نماز ہی ایک ایسا عمل ہے جو کسی صورت کسی مجبوری اور کسی حالت میں معاف نہیں ہو سکتا۔ اس کا اقتضا تو یہ تھا کہ مسلمان اس کا اتنا خاص اہتمام رکھتے کہ اس میں کوئی نقص پیدا نہ ہونے دیتے اور اللہ تعالی سے تقرب حاصل کر لیتے۔ لیکن انہیں اس کا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ نماز کو بوجھ سمجھتے ہیں اور اس سے یکسر غافل ہیں۔ اب تو یہ نوبت پہنچ چکی ہے کہ گھر کے قریب ہی مسجد ہے۔ اذان ہوتی ہے ربانی پکار سنتے ہیں مگر چار قدم چل کر نماز نہیں پڑھی جاتی۔ ترک نماز کا وبال دوسرے اعمال کی بہ نسبت اس اعتبار سے بہت زیادہ ہے کہ یہ بہت بڑا اور اساسی فریضہ ہے۔ دوسرے فرائض کی تو یہ حالت ہے کہ کوئی کبھی فرض ہوتا ہے اور کبھی کوئی زکوۃ پورے ایک سال کی مدت کے انقضاء کے بعد فرض ہوتی ہے۔ حج کیلئے یہ صورت ہے کہ زندگی میں ایک مرتبہ جب چاہے کر لیجئے۔ پھر ان دونوں فرائض کیلئے دولت مند ہوتا شرط ہے روزہ کیلئے بھی قوت و صحت کی ضرورت ہے۔ لیکن نماز تو نزع کے وقت تک حالت جنگ و امن میں معاف ہی نہیں ہو سکتی۔ نماز ی فرض ہے اور ایسا فرض ہے کہ نہ صرف روزانہ بلکہ دن میں پانچ وقت جس کا ادا کرنا ضروری ہے اور ایسا فرض ہے کہ نہ صرف روزانہ بلکہ دن میں پانچ وقت جس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اور جس کا ترک گویا پانچ مرتبہ دن بھر میں خدا کو ناراض کرنا ہے۔ وہ تو ارحم الراحمین ہے ورنہ دنیوی حاکموں کیلئے تو ایک ہی مرتبہ کی ناراضگی کافی اور بہت کافی ہوتی ہے۔ نماز ترک کرنے کا وبال اس وجہ سے بھی زیادہ ہے کہ یہ معراج المومنین ہے۔ عماد الدین ہے۔ ارکان اسلام میں شامل ہے۔ نماز رکن اسلام ہے۔ اور بہت اہم رکن اسلام ہے۔

نماز ترک کرنے کا اصل سبب بے پرواہی ہے۔ مسلمان یہ نہیں سوچتے کہ نماز کے ترک پر

وعید کتنی سخت بیان کی گئی ہے۔ رازق حقیقی اللہ ہے اگر مسلمان خدائے برتر ورحیم ہی کو رازق حقیقی سمجھے تو ہرگز مصروفیت کے عذر نہ پیش کرتے اور ہر صورت میں خدا کی اطاعت ہی کو فرض اولیں سمجھتا رہے۔ درحقیقت نماز کے ادا نہ کرنے کا حقیقی سبب غفلت اور اللہ سے بے رغبتی ہے۔ اگر نماز کی اہمیت مسلمانوں کے پیش نظر رہے اور اللہ سے ڈرتے رہیں تو وہ کبھی نماز کے ترک کرنے کا ارادہ نہیں کر سکتے تھے۔ عورتیں بھی اسی قسم کے عذر پیش کرتی رہتیں ہیں بالخصوص بچوں کی پرورش تو ان کیلئے ایک قوی عذر بن گیا ہے۔ عورتوں کیلئے یہ صراحت موجود ہے کہ اگر حیض کے منقطع ہونے کے وقت نماز کا وقت آخر موجود ہو اور اتنا وقت باقی ہو کہ وہ عجلت کے ساتھ جسم کو خوب ملے بغیر غسل کر سکتی ہو اور کپڑے پہن کر ایک بار ہی اللہ اکبر وقت نماز پر کہہ سکتی ہو تو اس وقت کی نماز بھی اس کے ذمہ فرض ہو جاتی ہے۔ لیکن عورتیں ہیں کہ محض غسل کے اہتمام ہی میں کئی کئی وقت کی نمازیں چھوڑ دیتی ہیں۔ یہ حالت ان کی ہے جو بہت پابند نماز اور دین دار کہلاتی ہیں۔ اس طرح عورتوں کی ہر مہینہ کئی کئی نمازیں قضا ہوتی چلی جاتی ہیں اور ایک لحہ کیلئے بھی ان میں اللہ کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔

سب سے افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ ایسے مرد اور ایسی عورتیں کم ہیں جو محض خوف خداوندی کی وجہ سے بجا آوری احکام کا بندوبست کرتی ہیں۔ پابندی کا بڑا سبب اکثر عادت ہو جاتی رہے۔ عورتوں میں ایام حیض کی رخصت ان کی پابندی کیلئے اور زیادہ مضر ہو جاتی ہے۔

بعض لوگ ترک نماز کیلئے یہ وجہ جواز تلاش کر لیتے ہیں کہ جب یہ حکم ہے کہ حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور حضور قلب ہمیں ہوتا نہیں ہے تو پھر نماز پڑھنے سے فائدہ کیا ہے لیکن یہ استدلال بھی غلط ہے۔ حضور قلب کے بھی مراتب ہیں۔ ایک مرتبہ تو وہ ہے

۔ جسے فقہاء نیت کہتے ہیں۔ جس پر نماز کی صحت کا انحصار ہے اور جس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ دوسرا امر تبہ خشوع ہے۔ اس کے نہ ہونے سے نماز درست ہو جاتی ہے مگر کامل نہیں ہوتی۔ اس کیلئے اتنا ضروری ہے کہ انسان یہ سمجھ لے کہ وہ احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا ہے۔ عاجزی و خشوع صورت بنالیں۔ رفتہ رفتہ نوبت حقیقی خشوع تک بھی پہنچ جائے گی ۔ تیسرا امر تبہ قطع وسواس ہے۔ یہ صورت اصلا استغراق اور حال کی صورت ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو اہل اللہ ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ پہلا اور دوسرا امر تبہ تو اختیاری ہے۔ لیکن تیسرا امر تبہ غیر اختیاری ہے۔ اسلام کے مسائل تو ایسے ہیں کہ اللہ تعالی نے غیر اختیاری امور میں برابر سہولتیں پہنچائی ہیں۔ ارکان نماز تک میں معافی ہو جاتی ہے۔ مثلا قیام فرض ہے مگر عدم قدرت کی صورت میں قعود یعنی بیٹھنا ہی اس کا قائم مقام بن جاتا ہے۔ انتہائی علالت کی صوت میں اشاروں کے ذریعہ سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔

حضور قلب کو اگر ایسا ہی ضروری مان لیا جائے تو اتنا ہی تو ہو گا کہ لوازم ضروریہ کے فوت ہونے کا احتمال ہو گا۔ لیکن ترک نماز کی صورت میں تو اصل نماز ہی کی ادائیگی ختم ہو جاتی ہے اور یہ ایسی بدبختی ہے جو کفر کے قریب پہنچادیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمہارے دروازوں کے سامنے کوئی نہر جاری ہو اور تم میں سے کوئی شخص اس نہر میں روزانہ پانچ وقت غسل کرتا رہے تو کیا اس صورت میں اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہ سکتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ ان کے سبب سے اللہ تعالی گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ یعنی پانچ وقت گناہوں کے میل سے پاک و صاف ہو کر بندہ پاک و پاکیزہ بن جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں

فرض کی ہیں جو انہیں پوری طرح ادا کرے اور ان کے فرائض اور ارکان میں کچھ کمی نہ کرے تو اسکا ذمہ دار اللہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے اور جو انہیں ادا نہ کرے اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد نہیں ہے اسے پورا اختیار ہے خواہ وہ بخش دے اور خواہ اسے جہنم میں داخل کر دے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے 27 درجہ زیادہ ثواب ملتا ہے۔ جامع مسجد نماز پڑھنے کا ثواب تو پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد نبوی اور مسجد بیت المقدس میں نماز پڑھنا پچاس ہزار اور بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

تنہا آدمی سے کسی نہ کسی رکن کے سہو ساقط ہونے کا بھی امکان رہتا ہے۔ لیکن نماز باجماعت کی صورت میں ایسا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔

جماعت کے انتظار کا بھی ثواب ملتا ہے۔ باہم سلام کا بھی ثواب ملتا ہے۔ جماعت کی مشابہت ملائکہ اور مجاہدین کے ساتھ ہوتی ہے۔ اطاعت امام سے تابعداری کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ پانچوں وقت مسجد میں باہم ملتے رہنے سے دلوں کے کینے اور عداوتیں دور ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ میدان حشر میں کھڑے ہونے کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہوتی ہے کہ اول تو نمازیں وقت پر ادا ہو جاتی ہیں پھر قرات و قیام و قعود وغیرہ بھی بقاعدگی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جلدی سے نماز پڑھ لینے کا خیال بھی نہیں آتا۔

(نوٹ) نمازی کی اہمیت وافضلیت کے پیش نظر قرآن وسنت کی روشنی میں مفصل طور تحریر کر دیا گیا ہے۔ آج کل مسلمان نماز کے سلسلہ میں بہت سستی اور غفلت کر رہے ہیں۔ عزیزان بااخلاص خود اور اپنے اہل خانہ کو استاد گرامیؒ کے اس فرمودہ پر مکمل طور عمل کرنے اور کرانے کی کوشش کریں۔

فرمودات

(2) گجرات شریف آستانہ عالیہ پر حاضری کے وقت حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے تین چیزوں پر بہت زور دیاوہ یہ ہیں۔اور فرمایاجب تک ان تین چیزوں پر عمل نہ کروگے معرفت نہ ملے گی۔

(1) غرور (2) بدکاری (3) رزق حلال

غرور

تکبر وہ قبیح ومذموم چیز ہے۔جو سخت حرام اور گناہ ہے۔اور یہ وہ جرم ہے کہ دنیاو آخرت دونوں جگھوں میں اس کا انجام ذلت وخواری ہے۔یہی وہ گناہ ہے جس نے ہمیشہ کیلئے ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیااور وہ مردود ہو کر بہشت سے نکال دیا گیااور قیامت تک تمام ملائکہ اور جن وانس اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے اور قیامت کے دن اور اس کے متبعین جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

تکبر عزازیل رِاخوار کرد
بز ندان لعنت گرفتار کرد

یعنی غرور و تکبر نے عزازیل کو ذلیل وخوار کر دیااور لعنت کے قید خانے میں گرفتار کردیا۔

"عزازیل" فرشتوں کا معلم اور بہت بڑا عابد وزاہد تھامگراس نے غرور سے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے کم تر جتایااور سجدہ نہیں کیا تو وہ مردود بارگاہ الٰہی ہو کر بہشت سے نکالا گیااور تمام مخلوق کی لعنت وملامت میں گرفتار ہو گیا۔باربار قرآن مجید میں اعلان فرمایا کہ

فبئس متوی المتکبرین (الزمر)

تو کیا ہی برا ٹھکانا ہے مغروروں کا

اسی طرح غرور کی چال کو حرام فرماتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

ولا تمش فی الا رض مرحا انك لن تخرق الارض و لن تبلغ الجبال طولا o کل ذلك کان سیه عند ربك مکر وحاo (بنی اسرائیل)

ترجمہ: ۔ اور زمین میں اتراتا مت چل تو ہر گز نہ زمین چیر دے گا اور ہر گز نہ بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا۔ جو کچھ گزران میں کی بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے۔

حدیثوں میں بکثرت تکبر و غرور کی قباحت و مذمت بیان کی گئی ہے۔

(1) حدیث :۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے (بوجہ غضب کے) اللہ تعالی نہ کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا۔ نہ انہیں گناہوں سے پاک فرمائے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

(1) زناکار بڈھا (2) جھوٹا بادشاہ (3) متکبر فقیر (مشکوۃ)

(3) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم لوگ غرور سے بچو۔ اس لئے کہ آدمی ہمیشہ تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی (فرشتوں کو) حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کو جبارین (ظالموں) میں لکھ دو (کنز العمال)

تکبر کی وجوہات اور ان کا علاج

عموماً چار وجوہات کی بنا پر انسان میں تکبر پیدا ہوتا ہے۔ علم، تقوی۔ حسب و نسب اور مال و جمال۔ چونکہ ہر وجہ کا علاج مختلف ہے۔ چنانچہ ہر مضمون کو ہم جدا جدا بیان کرتے ہیں۔

(1) علم پر تکبر اور اس کا علاج

علماء تکبر سے بہت کم خالی ہوتے ہیں کیونکہ علم کے برابر کسی چیز کی فضیلت نہیں ہے۔ لہذا اس کو حاصل کر کے دو خیال پیدا ہو جاتے ہیں۔ (1) یہ کہ ہمارے برابر اللہ کے یہاں دوسروں کا رتبہ نہیں ہے۔ (2) یہ کہ لوگوں پر ہماری تعظیم واجب اور ضروری ہے۔ پس اگر لوگ تواضع کے ساتھ پیش نہ آئیں تو ان کو تعجب ہوا کرتا ہے۔

پہلا تکبر دینی ہے اور دوسرا تکبر دنیوی ہے۔ ایسے عالم کو جاہل کہنا چاہیے کیونکہ علم کا منشاء تو یہ تھا کہ انسان اپنے شریر نفس کی حقیقت اور اللہ عزوجل کی عظمت کو معلوم کرتا اور سمجھتا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اور اس کا حال کسی کو معلوم نہیں پس جو شخص اپنے آپ کو قابل عظمت سمجھتا ہو تو گویا وہ اپنی اصلیت سے نہ ناواقف اور خاتمہ کے اندیشہ سے بے خوف ہے۔

اور یہ بڑی معصیت ہے۔ کیونکہ جاہل شخص اگر کسی گناہ کے ارتکاب میں اپنی ناواقفیت کی وجہ سے معذور سمجھا جائے تو کچھ عجب نہیں مگر عالم چونکہ جان بوجھ کر گناہ کر رہا ہے اس لئے وہ معذور نہیں ہو سکتا۔

سلف صالحین کے حالات دیکھو ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نماز میں امام بنے اور سلام پھیر کر فرمانے لگے کہ بھائیو اپنے لئے کوئی دوسرا امام تلاش کر لو یا علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کرو۔ میں امامت کے لائق نہیں ہوں کیونکہ اس وقت میرے نفس میں یہ خطرہ آیا کہ چونکہ میرے برابر ساری جماعت میں کوئی شخص نہ تھا لہذا مجھے امام تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالی نے بلعم باعور (حضرت موسی علیہ السلام کے زمانہ کا ایک عالم) کو جو بڑا زبردست عالم تھا اس کتے کی مثل فرمایا ہے جو زبان باہر نکال دے اور علمائے یہود کو گدھا فرمایا ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں اور اسی لئے کہ وہ شہوات نفسانی میں گرفتار تھے تکبر کرتے اور خود کو بڑا سمجھتے تھے۔ دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود غافل تھے پس ان واقعات اور احادیث میں

خود غور کرو گے تو تکبر جاتا رہے گا۔

(2) تقویٰ پر تکبر اور اس کا علاج

تکبر کی دوسری وجہ تقوی اور پرہیز گاری ہے۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ عابد بھی اکثر تکبر کرنے لگتا ہے اور بعض کی تو یہاں تک حالت ہو جاتی ہے کہ لوگوں کو ایذا پہنچانے کو اپنی کرامت سمجھنے لگتے ہیں۔ عابد کو ہر شخص کے سامنے تواضع کرنی چاہیے مثلاً کسی عالم گنہگار کو دیکھے تو اس کے سامنے علم کی وجہ سے جھک جائے اور اس کے گناہ کا خیال نہ کرے کیونکہ علم کی بڑی فضیلت ہے۔ اور جاہل فاسق کو دیکھے تو یوں سمجھے کہ کیا خبر ہے شاید اس کی باطنی حالت مجھ سے بدرجہ بہتر ہو اور اسمیں کوئی ایسی محدود صفت ہو جو اس کے ظاہری گناہوں کو چھپالے اور میرے اندر کوئی ایسی خباثت ہو جس کے باعث میری ظاہری عبادتیں ضبط ہو جائیں۔ اللہ تعالی تو دلوں کو دیکھتا ہے صورت کو نہیں اور کسی کے دل کا حال سوائے اللہ تعالی کے دوسروں کو معلوم نہیں پھر تکبر کیسا؟ علاوہ ازیں خود تکبر بھی تو ایک باطنی خباثت ہے۔ حضرت عطا سلمی رحمتہ اللہ علیہ باوجود نہایت درجہ متقی اور عابد و زاہد ہونے کے جب بھی تیز ہوا چلتی یا بادل گرجتا تو یوں فرمایا کرتے تھے کہ مجھ بد نصیب کی وجہ سے لوگوں پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔ پس اگر عطا مر جائے تو ان مصیبتوں سے لوگوں کو خلاصی مل جائے۔ دیکھو اس اخلاص اور کثرت عبادت پر ان کو کس قدر تواضع اور اللہ تعالی کا خوف تھا۔ اور اس زمانہ میں تو یہ حالت ہے کہ دو چار ظاہری اعمال پر نازاں ہوتے اور اللہ تعالی پر احسان جتاتے اور اس کی حکومت و سلطنت جبروتی کی باگ اپنے ہاتھ میں لینی چاہتے ہیں کہ کسی کو ماریں کسی کو جلائیں حالانکہ ان عبادتوں میں ریاء کا احتمال جدا ہے اور انجام و خاتمہ کا خطرہ الگ۔

(3) حسب و نسب پر تکبر اور اس کا علاج

خود کو اعلی یا شریف خاندان کا فرد سمجھ کر تکبر کرنا حسب و نسب پر تکبر کہلاتا ہے۔ اس کا

علاج یہ ہے کہ اپنے نسب پر غور کرو کہ وہ کیا چیز ہے ظاہر ہے کہ ہر شخص کا نسب اس کے باپ کا ناپاک نطفہ اور ذلیل مٹی ہی تو ہے کہ ہر شخص اسی سے پیدا ہوا ہے۔ پس دوسروں کے خصائل اور غیروں یعنی باپ دادا کی خوبیوں پر ناز کرنا کیسی غلطی کی بات ہے اگر اباواجداد کو گویائی مرحمت ہو تو یقیناً وہ بھی کہیں کہ صاحبزادہ دوسروں کے محاسن پر فخر کرنے والا تو کون ۔ تو تو ان کے پیشاپ کا کیڑا ہے۔ جنہوں نے قابل فخر کام کیے تھے پس پیشاپ کے کیڑے اور ناپاک نطفہ کو تو اپنی اصلیت دیکھنی چاہیے نہ کہ آباواجداد کے قابل تعریف اور بہادرانہ کام کہ میرے باپ ایسے بہادر تھے اور دادا ایسے سخی تھے پھر اگر دنیاداروں کے نسب پر تکبر اور فخر کیا جائے تب تو حماقت کا کچھ ٹھکانہ ہی نہیں کیا خبر ہے کہ وہ نسب کہاں گئے جن کو علم و عمل دونوں حاصل تھے وہ تو تکبر سے کوسوں بھاگتے تھے اور تم باوجود کہ دونوں صفتوں سے بے بہرہ ہو محض ان کی اولاد ہو کر نسب پر فخر کرتے اور متکبر بنے جاتے ہو۔

(4) مال و جمال پر تکبر اور اس کا علاج

مال و دولت اور حسن و جمال پر فخر کرنا بھی تکبر ہے اور یہ سراسر حماقت ہے۔ بھلا مال جیسی ناپائیدار چیز کہ ڈاکہ پڑ جائے یا نقب لگ جائے تو سب جاتا رہے۔ اسی طرح حسن جمال جیسی عارضی چیز کہ مہینہ بھر بخار آئے تو سارا حسن و جمال خاک میں مل جائے چیچک نکل آئے تو صورت کا روپ بدل جائے۔ فخر کے قابل کس طرح ہو سکتے ہیں حسین صورت اگر اندرونی نجاستوں میں غور کرے تو اپنے ظاہری جمال پر کبھی فخر نہ کرے۔ یاد رکھو کہ جس حسن و جمال کو بناوٹ اور آلائش کی حاجت ہے وہ ہرگز فخر کے قابل نہیں ہے۔ اگر ہر ہفتہ غسل نہ کیا جائے تو دیکھ لو بدن کے رنگ و بو کا کیا حال ہوتا ہے تھوک بول و براز جیسی نجاستوں سے سارا بدن بھرا ہوا ہے۔ پھر بھلا نجاست کے ڈھیر اور غلاظت کے کوڑے کو کیا زیب ہے کہ خود کو صاحب جمال سمجھے اور اس پر نازاں اور متکبر ہو۔

مسائل وفوائد:۔ اچھا لباس اچھا مکان وسامان رکھنا یہ تکبر نہیں ہے۔ بلکہ تکبر یہ ہے کہ حق سے سرکشی کرے۔ اپنے کو بڑا اور عزت والا سمجھے اور دوسرے کو اپنے سے کم تر اور ذلیل سمجھے۔ درحقیقت یہی وہ تکبر ہے۔ جو دنیا و آخرت میں آدمی کو ذلت کے غار میں گرانے والا اور جہنم میں پہنچانے والا گناہ ہے۔ (خطبات غزالی)

بدکاری

یہ وہ جرم عظیم ہے کہ دینا کی تمام قوموں کی نزدیک فعل قبیح اور جرم و گناہ ہے۔ اور اسلام میں یہ کبیرہ گناہ اور دنیا و آخرت میں ہلاکت کا سبب اور جہنم میں لے جانے والا بدترین فعل ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

ولا تقربو الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلاo (بنی اسرائیل)

اور تم لوگ زنا کے قریب مت جاؤ یقیناً یہ بے حیائی اور اللہ کی ناراضگی ہے اور یہ بہت ہی بری راہ ہے

زناکاری کی مذمت وممانعت کے بارے میں احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ زنا کرنے والا جتنی دیر تک زنا کرتا رہتا ہے اس وقت تک وہ مومن نہیں رہتا (مشکوۃ)

مطلب یہ ہے کہ زناکاری کرتے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ اس کے بعد توبہ کرلیتا ہے تو اس کا نور ایمان پھر اس کو مل جاتا ہے ورنہ نہیں۔

(2) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے آیات بینات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

(1) شرک نہ کرو (2) چوری نہ کرو (3) زناکاری نہ کرو (4) اور اس جان کو نہ قتل کرو جس کو اللہ نے حرام فرمایا ہے مگر حق کے ساتھ (5) کسی بے قصور کو بادشاہ کے سامنے قتل کیلئے پیش نہ کرو (6) جادو مت کرو (7) سود مت کھاؤ (8) کسی پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت نہ لگاؤ (9) جہاد کفار کے وقت میدان جنگ چھوڑ کر نہ بھاگو (10) خاص یہودیوں کیلئے یہ کہ سنیچر کے دن کا نہ احترام کریں۔ (مشکوۃ)

(3) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کون سا گناہ اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ بڑا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہے کہ تم اللہ کے لئے کوئی شریک ٹھہراؤ۔ حالانکہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے تو اس شخص نے کہا کہ پھر اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہے کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی اس پر اس شخص نے کہا کے پھر اس کے بعد کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ہے کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ (مشکوۃ)

مسائل و فوائد:۔ زنا بہت سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے جسکی سزا آخرت میں جہنم کا عذاب ہے اور دنیا میں زناکار کی یہ سزا ہے کہ زناکار مرد و عورت اگر کنوارے ہوں تو بادشاہ اسلام ان کو مجمع عام میں ایک سو درے لگوائے گا اور اگر وہ شادی شدہ ہوں تو انہیں عام مجمع کے سامنے سنگسار کرا دے گا۔ یعنی ان پر پتھر برسا کر ان کو جان سے مار ڈالے گا۔

اور دنیا میں خداوندی عذاب کے بارے میں ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ **کثر فیھم الموت** ۔ یعنی زناکار قوم میں بکثرت موتیں ہوں گی (مشکوۃ)

اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اخذو بالسنۃ یعنی زناکار قوم قحط میں مبتلا کر دی جائے گی۔ (مشکوۃ)

الغرض دنیاو آخرت میں اس فعل بد کو انجام ہلاکت وبربادی ہے لہذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے معاشرہ کو اس ہلاکت خیز بدکاری کی نحوست سے بچائیں۔ اللہ تعالی اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والتسلیم کے طفیل میں ہر مسلمان مرد و عورت کو اس بلاء عظیم سے محفوظ رکھے ۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

رزق حلال

(1) رزق حلال سے سکون قلبی حاصل ہوتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ جو انسان کہ پہنچتا ہے وہ سکون قلب ہے۔ کیونکہ رزق حلال سے جس جسم کی پرورش ہوگی وہ یادالہی کی طرف ضرور مائل ہوگا اور ذکر الہی سے انسانی قلب منور ہوگا۔ دل کی یہ روشنی قلبی اطمیان کاباعث بنتی ہے۔ اس لئے تو کہا جاتا ہے کہ سکون قلب بھی ایک دولت ہے جو اللہ کے خاص بندوں ہی کو حاصل ہوتی ہے اور دنیا میں جس شخص کو ذہنی اور قلبی سکون حاصل ہو وہ انتہائی خوش قسمت ہوتا ہے۔ یاد رکھیں انسان پریشانیوں میں اس وقت ہی مبتلا ہوتا ہے ۔ جب وہ حلال و حرام کی تمیز چھوڑ دیتا ہے۔

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص دست سوال دراز کرنے سے بچنے کیلئے اور اہل و عیال کی کفالت نیز پڑوسیوں سے حسن سلوک کیلئے حلال رزق حاصل کرتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالی اسے یوں اٹھائینگے کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوگا اور جو شخص خزانہ بنانے اور دوسروں پر فوقیت جتانے

کی غرض سے حلال رزق کماتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے یوں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔

(3) روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بھیس بدل کر گھر سے نکلتے اور اپنی مملکت کے ہر ملنے والے سے اپنے متعلق سوال کرتے۔ ایک دن انہیں انسانی شکل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ملے تو آپؑ نے حسب روایت اس سے پوچھا کہ داؤد علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا داؤد علیہ السلام اچھے آدمی ہیں مگر ان کی ایک بات ہے۔ پوچھا وہ کونسی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ وہ مسلمانوں کے بیت المال سے کھاتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ شخص وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتا ہے یہ سنتے ہی حضرت داؤد علیہ السلام روتے ہوئے محراب میں آئے اور گڑگڑا کر عرض کی اے رب مجھے کوئی ہنر تعلیم فرما تاکہ میں اپنے ہاتھ سے کماؤں اور مسلمانوں کے مال سے بے پرواہ ہو جاؤں پس اللہ تعالیٰ نے انہیں زرہ بنانے کا ہنر تعلیم فرمایا اور لوہے کو ان کے ہاتھ پر گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم فرما دیا۔ آپ زرہیں بنا کر بیچ کر اپنے گھر کا خرچہ چلاتے۔ (تنبیہ الغافلین)

رزق حلال کے سلسلہ میں مزید تفصیلات کے لئے ہماری "کتاب محمود" کا مطالعہ کریں

صدقہ

(طریقہ حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر صدقہ کے بارے میں حکم فرمایا کرتے تھے فرمایا اگر خدانخواستہ کسی کو برا خواب یعنی خون، بھینس، سانپ، بری حالت میں مردہ دیکھے یا کوئی مصیبت، دکھ، درد، کوئی پریشانی، کوئی دینی دنیاوی الجھن یا روحانی۔ جسمانی

بیماری میں ملوث ہو۔ تو صدقہ دیں۔ صدقہ دینے کا جو طریقہ سرکارؐ نے ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے

طریقہ :۔ ایک مرغا چھوٹا ہو یا بڑا ذبح کریں اور بیس روپے نقد دونوں چیزوں کو کسی یتیم مسکین۔ غریب کو اللہ کے راستہ میں دے دیں۔ تاکہ پکا کر کھا سکے۔ اب صدقہ کی فضلیت کو قرآن و سنت کے حوالہ جات کے تحت تحریر کیا جاتا ہے۔

فضلیت صدقہ

اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جو کچھ اللہ کی راہ میں اللہ کے مقرر کردہ مستحقین کو دیا جاتا ہے۔ صدقہ کہلاتا ہے صدقہ کے لغوی معنی تو سچائی کے ہیں مگر اصطلاحا اس لفظ کا اطلاق نیکی کو فروغ دینے کے لئے محتاجوں کو ضروریات پوری کرنے پر ہوتا ہے۔ علماء کے نزدیک صدقہ کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام میں جو دولت انسانوں کی فلاح و ہمدردی کے باعث خرچ کی جاتی ہے۔ صدقہ کہلاتی ہے گویا کہ صدقہ ہر وہ چیز ہے جو انسان اپنے مال میں اسے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ صدقہ کے مفہوم کے لئے انفاق فی سبیل اللہ اور سخاوت کے الفاظ مستعمل ہیں اور محدود مفہوم کے لئے صرف صدقہ مطلق جو شرعی حقداروں کے لئے ہے۔

تصوف کے نقطہ نظر سے صدقہ بڑی فضلیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور حب الٰہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے پروردگار عالم نے اس کے بے پناہ ترغیب دی ہے۔

آیات فضلیت

(1) ان المصدقین و المصدقت و اقرضو اللہ قرضا حسنا یضعف لھم و لھم اجر کریم ۝

(حدید)

بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کو قرض حسنہ دینے والے ان کو دوگنا دیا جائے گا۔ اور ان کے لئے کرم والا اجر ہے۔

(2) من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعفا کثیرۃ واللہ یقبض و یبصط و الیہ ترجعونo(البقر)

ترجمہ:۔ ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کیلئے بہت گنا بڑھادے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اس کی طرف پھر جانا ہے۔

(1) تفسیر:۔ اس آیت کا گذشتہ آیت جہاد سے نفیس تعلق ہے۔ جہاد میں جان بھی خرچ کی جاتی ہے اور مال بھی۔ اب فرمایا گیا کہ ہر دو چیزیں ہمارے ذمہ کرم پر قرض کی بطور ہیں کہ ضرور مع نفع کے واپس کی جاویں گی۔

(2) ان کو قرض اس لئے فرمایا گیا کہ جس طرح شاہی بنک میں روپیہ جمع کرنے والا مطمئن رہتا ہے اسی طرح اس کو بھی چاہئے کہ مطمئن رہے کہ مع نفع کے واپس کیا جائیگا۔ اللہ کے بنک مدارس اور مساجد اور میدان جنگ ہیں۔ قرض کہا دین نہ کہا کہ دین کی مدت معین ہوتی ہے قرض کی کوئی مدت ہی نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے اجر کیلئے یہ ضروری نہیں کہ قیامت ہی میں ہے۔ بلکہ دنیا اور قیامت دونوں جگہ بھی مل سکتا ہے۔ قرض اور دین میں فرق یہ ہے کہ روپیہ دے کر روپیہ لینا قرض ہے اور مال دے کر قیمت کچھ مدت بعد لینا دین۔ قرض کے معنے ہیں کاٹنا' مقراض قینچی۔ چونکہ قارض اپنے مال سے کاٹ کر دیتا ہے یا قرض کی وجہ سے دونوں کی محبت کٹ جاتی ہے۔ اس لئے اسے قرض کہتے ہیں۔ قرض کو حسنا فرمایا یعنی نیک نیتی یا خوش دلی سے خرچ کر دیا۔ پاک کمائی سے خرچ کر دیا۔ اس قرضے سے ہماری تمہاری محبت میں کمی نہ آوے گی بلکہ بڑھے گی۔ کیونکہ یہ قرض حسن ہے۔ قرض حسن بندوں میں اس کو بھی کہتے ہیں جو بغیر مطالبہ کا قرض ہوا۔ اسی طرح صدقہ اور

بغیر سود کے قرض اور جس قرض میں ثواب کی نیت ہو سب قرض حسن کہلاتے ہیں۔
اضعافا کثیر ۃ سے معلوم ہوا کہ اس قرض میں اتنی زیادتی کی جاوے گی۔ جو تمہارے حساب سے باہر ہے۔ یہ زیادتی سود نہیں کہ مالک اور غلام میں سود نہیں ہوتا۔ نیز بندوں سے سود لینا حرام ہے۔ کیونکہ سود دینے والا تباہ ہو جاوے گا۔ خدائے قدوس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں۔ لہذا اس سے سود لینا جائز ہے اگر یہ زیادتیاں نہ ہوں قیامت میں ہمارا دیوالیہ ہو جائے کہ اہل حقوق سوائے روزے کے باقی تمام عبادات معاوضہ حق میں لے لیں گے اگر یہ زیادتیاں رب نہ فرماوے تو کس طرح کام چلے (روح البیان)۔
حکایت :۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا آپ نے باہر سے غلہ منگایا ۔مدینہ پاک کے بیوپاری جمع ہو کر خریدنے کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا میں اس کو غلہ دوں گا۔ جو سات سو گنا نفع دے۔ بیوپاریوں نے کہا کہ ایسا خریدار کون ملے گا؟ فرمایا میرا رب خریدار ہے اور وہ آیت پڑھی

کمثل حبة انبتت سبع سنابل (عمران)

ترجمہ:۔ اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور یہ تمام غلہ خیرات کر دیا۔

واللہ یقبض و یبصط کی کئی توجیہیں ہیں۔ ایک یہ کہ طریقہ الٰہی یہ ہے کہ بعض سے لیتا ہے اور بعض کو دیتا ہے۔ اگر تم نے اس طرح نہ دیا تو اور طرح تمہارا مال دوسروں کے پاس پہنچ جائے گا۔ بیماری' مقدمہ بازی' چوری وغیرہ۔ دوئم یہ کہ اللہ تعالٰی کسی پر روزی تنگ فرماتا ہے۔ اور کسی پر کشادہ تو چاہیے کہ اغنیاء فقراء پر سخاوت کریں۔ سوئم یہ کہ ایک ہی شخص پر کبھی تنگ زمانہ آتا ہے اور کبھی وسیع آدمی وسعت کے زمانہ کو غنیمت جانے اور راہ مولا میں خیرات کرے۔ یہ وقت سدا نہ رہے گا۔

جس کھیتی دا ککھ نہ رہیانہ سکانہ ہریا

کس کم دھپ سکاون والی کس کم بدل بھریا

نکتہ :۔ قبض والصبط یعنی تنگ اور کشادگی ہر طبقہ کی ہوتی ہے۔واعظین‘ علماء ‘عابدین‘عاملین‘ اولیاء اللہ کوئی ہمیشہ ایک حال پر نہیں ملتا۔ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب تک ہم مجلس پاک میں رہتے ہیں تو ہمارے قلوب کا حال اور ہوتا ہے اور جب گھر میں جاتے ہیں تو بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر ہمیشہ تمہارا ایکساں حال رہے تو ملائکہ تم سے مصافحہ کریں۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے مصر سے قمیض فرزند کی خوشبو پالی۔ مگر جب وہ ماہ کنعان چاہ کنعان میں رہا تو خوشبو محسوس نہ ہوئی یہ بسط و قبض ہے۔

ایک بار فقراء اور اغنیاء میں مناظرہ ہوا۔اغنیاء نے کہا کہ ہم فقراء سے افضل ہیں کہ اللہ پاک نے ہم سے قرض طلب فرمایا فقراء نے کہا کہ ہم افضل ہیں کہ ہمارے لئے قرض طلب فرمایا اور کسی سے قرض لینا محبّ کی خاص علامت نہیں ہاں کسی کے لئے قرض لینا علامت محبت ہے۔ حضور علیہ السلام نے یہودی سے قرض لیا اپنے اہل کے لئے لیا تو اہل محبوب تھے نہ کہ یہودی اس کا کرم تو دیکھو مال اس کا مالدار اس کا اور بندہ محتاج اس کا' اپنے بندے کو اپنا مال دیا۔ پھر اپنے ہی بندے کو دلوایا۔اور اسے قرض کی طرح اپنے پر لازم فرمالیا ورنہ حق یہ ہے کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

احادیث فضیلت

(1) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ اللہ کے غضب کو

بجھا دیتا ہے۔اور دردناک موت کو دور کرتا ہے۔(ترمذی)

(2) حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ دینے میں جلد کرو کیونکہ بلا اس کی وجہ سے سبقت نہیں کرتی۔(زرین)

(3) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے اور اس سے انسان ' پرندہ یا چرندہ فائدہ حاصل کرتا ہے تو وہ اسکے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔(مسلم)

(4) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس نے مردہ زمین کو زندہ کیا تو اس کے لئے اجر ہے اور جو کچھ اس میں سے جانوروں نے کھا لیا تو وہ اسکے لئے صدقہ ہے۔ (دارمی)

(5) حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا انسان اگر زندگی میں ایک درہم صدقہ کرے اس کیلئے بہتر ہے بمقابلہ اس کے کہ مرتے وقت 100 درہم صدقہ کرے (ابو داؤد)

(6) حضرت سعد بن عبادہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ام سعد کے انتقال ہو گیا ان کے لئے کونسا صدقہ افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پانی کا لہذا میں نے ایک کنواں کھودوایا اور اس کی ام سعد کے نام سے موسوم کیا (نسائی۔ ابو داؤد)

(7) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی تو اس نے پہاڑوں کو بنایا اور انہیں زمین کے کناروں پر ٹھونگ دیا تو زمین ساکن ہو گئی لیکن فرشتے پہاڑوں کی طاقت سے متعجب ہوئے اور انہوں نے رب سے سوال کیا خداوندا کیا کوئی مخلوق پہاڑ سے زیادہ قوت والی ہے رب نے فرمایا ہاں وہ لوہا ہے۔

فرشتوں نے پھر سوال کیالوہے سے بھی زیادہ طاقت ور کئی چیز ہے رب نے فرمایاہاں وہ آگ ہے۔ فرشتوں نے ایک اور سوال کیاخداوندا کیاآگ سے بھی کوئی طاقتور مخلوق ہے۔رب نے فرمایاہاں وہ پانی ہے۔ فرشتوں نے مزید سوال کیاکہ پانی سے بھی زیادہ کوئی طاقتور چیز ہے۔رب نے فرمایاہاں وہ ہوا ہے۔ فرشتوں نے ایک اور سوال کیاکہ ہوا سے بھی زیادہ کوئی طاقتور مخلوق ہے رب نے فرمایاہاں وہ ابن آدم ہیں جبکہ وہ اس طرح صدقہ کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے دیتے ہیں اور بائیں ہاتھ سے چھپاتے ہیں (ترمذی شریف)

صدقہ کے ذریعہ سے مصیبتوں کا دور ہونا

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندیؒ اپنی سند کی ساتھ شی الازدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کاایک گاؤں سے گزر ہوااور اس گاؤں میں ایک دھوبی رہتا تھا۔ گاؤں والوں نے عیسی علیہ السلام سے عرض کیاک یہ دھوبی ہمارے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور اپنے پاس بھی رکھ لیتاہے آپ نے اللہ تعالی سے دعاکریں کہ یہ اپنے گھاٹ سے واپس نہ آئے حضرت عیسی علیہ السلام نے عرض کیایااللہ یہ دھوبی اپنے گھاٹ سے واپس نہ آئے۔ کہتے ہیں دھوبی اپنے گھاٹ پر کپڑے دھونے گیااس کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ وہیں پہاڑوں میں عبادت میں مشغول ایک عابد رہتاتھاوہ اس دھوبی کے پاس آیااور سلام کر کے کہا کہ تیرے پاس روٹی ہے؟ اگر ہے تو مجھے کھلایاصرف دکھائے دے تاکہ میں ایک نظر روٹی کو دیکھ لوں اور اس کی خوشبو سونگھ لوں کیونکہ بہت عرصہ سے میں نے روٹی نہیں کھائی۔ دھوبی نے اس ایک روٹی دے دی۔ عابد نے کہااے دھوبی اللہ تیرے گناہوں کو بخش دے اور تیرے دل کوپاک کرے۔ دھوبی نے دوسری روٹی بھی عابد کودے دی۔ عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالی تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے۔ دھوبی نے تیسری روٹی بھی دے دی عابد نے کہااے دھوبی اللہ تعالی جنت میں تیرے لئے محل بنائے۔ شام کو دھوبی

صحیح سالم لوٹا تو گاؤں والوں نے کہا اے عیسی علیہ السلام یہ دھوبی تو لوٹ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ جب دھوبی آیا تو عیسی علیہ السلام نے فرمایا اے دھوبی بتاؤ آج تم نے کونسا عمل کیا ہے اس نے بتایا کہ ان پہاڑیوں میں سے ایک عابد میرے پاس آیا تھا اس نے مجھ سے کھانا مانگا تو میں نے اسے تین روٹیاں دے دیں۔ پس اس نے ہر روٹی پر مجھے دعا دی۔ عیسی علیہ السلام نے فرمایا اپنی گٹھڑی لاؤ تا کہ ہم اس کو دیکھیں وہ لایا اسکو کھولا تو اسمیں ایک سیاہ سانپ تھا۔ جس کے منہ میں لوہے کی لگام تھی۔ عیسی علیہ السلام نے فرمایا اے کالے سانپ اس نے جواب میں کہا میں حاضر ہوں اے اللہ کے نبی آپ نے فرمایا کیا میں تجھے اس کی طرف نہیں بھیجا تھا؟ اسے نے عرض کیا ہاں لیکن پہاڑوں سے ایک عابد اس کے پاس آیا تھا اور روٹی مانگی تھی پھر ہر روٹی ملنے پر اس نے اس کو دعا دی تھی اور پاس کھڑا فرشتہ آمین کہتا تھا۔ پھر اللہ تعالی نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے لوہے کی یہ لگام دے دی۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے اس دھوبی سے فرمایا تیرے عمل نے تجھے بچالیا بے شک اللہ تعالی نے اس عابد پر صدقہ کرنے کی برکت سے اللہ تعالی نے تجھے بخش دیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

باغ والوں کا قصہ

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص ایک جنگل میں تھا۔ اس نے ایک بادل میں سے یہ آواز سنی کے فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے بعد فوراوہ بادل کی طرف چلا اور ایک پتھریلی زمین میں خوب برسا اور وہ سارا پانی ایک نالے میں جمع ہو کر چلنے لگا۔ یہ شخص جس نے آواز سنی تھی۔ اس پانی کے پیچھے چل دیا۔ وہ پانی ایک جگہ پہنچا جہاں ایک شخص کھڑا بیلچہ سے اپنے باغ میں پانی پھیر رہا تھا۔ اس نے باغ والے سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سے سنا تھا۔

پھر باغ والے نے اس سے پوچھا کہ تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا؟ اس نے کہا میں نے

بادل میں سے جس کا یہ پانی آرہا ہے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے اور تمہارا نام بادل میں سنا تھا تم اس باغ میں کیا ایسا کام کرتے ہو۔ (جس کی وجہ سے بادل کو یہ حکم ہوا کہ باغ کو پانی دو) باغ والے نے کہا کہ جب تم نے یہ سب کہا مجھے بھی کہنا پڑا۔ میں اس کے اندر جو کچھ پیدا ہوتا ہے اس کو دیکھتا ہوں اور اس کے تین حصے کرتا ہوں ایک حصہ یعنی تہائی تو فوراً اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے اہل و عیال کھاتے ہیں اور ایک تہائی اسی باغ کی ضروریات میں لگا دیتا ہوں۔

واقعہ نمبر 1

منقول کیا گیا ہے کہ حضرت مالک بن دینارؒ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا آپ کے پاس کھجوروں کا ٹوکرا رکھا تھا۔ بیوی سے کہا کہ یہ ٹوکرا مجھے دو پھر اس میں سے آدھی کھجوریں فقیر کو دے دیں اور آدھی بیوی کو لوٹا دیں۔ بیوی نے کہا تیرے جیسے زاہد کہلاتے ہیں؟ کیا کوئی ایک ایسا شخص دیکھا ہے جو بادشاہ کے پاس نامکمل ہدیہ بھیجے؟ چنانچہ مالک بن دینار نے سائل کو بلا کر بقیہ کھجوریں بھی اسے دے دیں۔ پھر بیوی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ تیرا جہاد ہے۔ اور مزید کوشش کرا ے بیوی جان لے کہ ہم نے ایمان لا کر وبال کا ایک حصہ اپنی گردن سے اتار دیا ہے جبکہ دوسرا حصہ صدقہ سے اتار دیں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

واقعہ نمبر 2

محمد بن الفضل اپنی سند سے روایت کرتے ہیں ایک بصری نے بتایا کہ ایک اعرابی کے پاس بکریاں تھیں مگر وہ مال کے مقابلے میں صدقہ کم دیتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے انتہائی لاغر اور کمزور بکری کا بچہ صدقہ میں دیا تھا۔ تو اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام بکریاں اسکے ادگرد جمع

ہیں اور اسے سینگ مار رہی ہیں۔ جب کہ وہ لاغر بچہ اس کا دفاع کر رہا ہے۔ پس جب وہ بیدار ہوا تو کہا اللہ کی قسم اگر میں قادر ہوا تو تیرے حامی بڑھاؤنگا۔ بعد ازاں اللہ کی راہ میں وہ خرچ کرنے لگا۔ (تنبیہ الغافلین)

سات باتوں سے صدقہ بڑھ کر دگنا ہو جاتا ہے

☆ حلال مال سے صدقہ نکالنا۔

☆ صدقہ دو چاہے تھوڑا ہی دو۔

☆ صدقہ جلدی دو کہیں وقت نکل نہ جائے۔

☆ صدقہ میں اچھا مال دو۔

☆ چھپا کر دو ریا کے خوف سے۔

☆ احسان نہ جتلاؤ ورنہ اجر ضائع ہو جائے گا۔

☆ صدقہ کے بعد اس کو اذیت نہ دو کہ یہ گناہ ہے۔

(تنبیہ الغافلین)

مشاہدہ

ابتدا میں جو حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامیؒ کے فرمودہ کے مطابق صدقہ دینے کا جو طریقہ ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اور مرشد عالی کی نظر عنایت سے اس کا عمل ہم نے اور ہمارے احباب نے کیا ہے۔ بلا مبالغہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے نتائج بہت ہی اچھے رونما ہوئے ہیں۔ اس کا مشاہدہ احسن طریقہ سے ہو چکا ہے۔

حقوق والدین

حضرت قبلہ استاد گرامیؒ گورکھپور تشریف لائے۔ اتفاقاً بندہ کے والدین کریمن بھی فیصل آباد سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ سرکارؒ پہلے بندہ کی دکان پر تشریف لائے۔ خاکسار حضرت استاد گرامیؒ کا کئی مرتبہ غیبی طور تذکرہ کرچکا تھا ان کو سرکار کی زیارت کا ازحد اشتیاق تھا۔ بندہ نے والدین کی درخواست یعنی حضورؒ کی ملاقات کے سلسلہ میں عرض کی کہ وہ جناب والا کی ملاقات کے متمنی ہیں بندہ کو گھر سے والدین کو سرکارؒ کی خدمت اقدس میں لانے کی اجازت فرمائیں۔ سرکارؒ نے فرمایا نہیں بھئی ہم خود آپ کے گھر آپکے والدین کو ملنے جائیں گے۔ سرکارؒ بندہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں مسکرا کر فرمایا رانا صاحب اتنی دور کہاں لے جا رہے ہو؟ خاکسار نے عرض کی حضور وہ سامنے مکان ہے۔ فرمانے لگے جہاں دروازہ سے روشنی نکل رہی ہے۔ گفتگو کا انداز اس طرح تھا کہ گویا کہ آپ یہ مکان پہلے دیکھ چکے ہیں۔

اللہ پاک کا ہم سب نے شکر ادا کیا سرکار عالی جنابؒ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے ہیں۔ سرکارؒ گھر میں اس طرح گھل مل گئے جس طرح کہ مدتوں کی جان پہچان ہے گفتگو کے دوران سرکارؒ نے والدین کی خدمت اور اطاعت گزاری کے متعلق بڑی جامعیت کے ساتھ اسکی اہمیت اور افضلیت بیان فرمائی۔ آپ نے اپنے والدین کی خدمت گزاری کے متعلق فرمایا حتی کہ فرمایا میں خود اپنے والد کو اپنے ہاتھوں سے غسل کرایا کرتا اور جسم پر مالش کیا کرتا اور پاؤں کو دبایا کرتا ان کی ہر ڈیمانڈ کو پورا کیا کرتا فرمایا ایک مرتبہ والد گرامی نے کباب کھانے کی خواہش ظاہر کی میں بازار سے کباب لاکر جناب کی خدمت میں پیش کر دیئے حتی کہ ایک ہفتہ ہر روز کباب پیش کر دیتا تو فرمایا "یوسف یار" بس کرو اب۔ سرکارؒ نے بندہ کے

والدین کریمین کے بارے میں فرمایا کہ آج تمہارے والدین کو بغیر ریاضت کے اسم اللہ پاک اللہ کے فضل و کرم سے عطا کر رہا ہوں۔ اور آپ لوگ ریاضت کریں گے۔ تب اسم اللہ پاک عطا کیا جائے گا۔ سرکارؒ کی ملاقات کے بعد بندہ کے والد ماجد نے مجھے فرمایا کہ مرشد بہت دیر سے ملا مگر بہت ہی ستھرا ملا۔ فرمایا کرتے کہ میرے دل میں جو روشنی ہے وہ آفتاب سے بھی زیادہ ہے۔ والدہ صاحبہ فرمایا کرتیں کہ میرے اندر اس طرح معلوم ہو رہا ہے جیسے کوئی گیس جل رہا ہے۔

خاکسار کا داماد عزیزم قاری محمد بشیر حسین سلمہ گجرات شریف حضور کی زیارت کیلئے گئے تھے وہاں والدین کے بارے میں سرکارؒ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہاں نورانی مجلس میں آپ نے ایک نہایت ہی پر مغز اور جامع فقرہ ارشاد فرمایا "والدین کے ہمیشہ فرمانبردار رہو"

لہذا ہمیں سچے دل اور محبت سے ان کی خدمت کرنی چاہئے ان کی طرف سے دکھ برداشت کرے۔ ان کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرے۔ شرعی مخالفت نہ ہو تو کسی کام میں ان کی مخالفت نہ کرے۔

اکثر نشستوں میں سرکار استاد گرامیؒ نے والدین کی اطاعت گزاری خدمت گزاری کے بارے میں سخت تاکیدیں فرمائی ہیں۔

اب قرآن و سنت اور اولیائے کرام کے حوالہ جات کی روشنی میں والدین کی فرمانبرداری کی اہمیت وافضلیت بیان کی جائے گی۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے والدین کو بڑا مرتبہ فرمایا ہے اور والدین کی اطاعت و خدمت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بہت تاکید کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(1) لاتعبدون الا اللہ و بالوالدین احسانا (البقرہ)

ترجمہ:۔ اللہ کے سوالے کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

(2) وبالوالدین احسانا ...... و قل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا ٥ (بنی اسرائیل)

ترجمہ:۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو انہیں اف تک نہ کہو نہ ہی انہیں جھڑک کر جواب دو۔ بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔ اور نرمی ورحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو۔ اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم کر جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ والدین سے اچھا سلوک کرو۔ اور ان کے ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان کے سامنے اف تک کہنا جائز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ والدین کہ جھڑکنے کا تو تصور تک نہیں کیا جاسکتا اور صرف یہی کافی نہیں کہ اف تک نہ کریں۔ اور جھڑکنے سے احتراز کریں بلکہ والدین سے قولا کریما یعنی ادب سے بات کرنے کا حکم ہے۔ حضرت زبیر بن محمد نے قولا کریما کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ماں باپ جب تجھے بلائیں تو کہو کہ میں حاضر ہوں۔ اور تعمیل ارشاد کے لئے موجود ہوں۔ حضرت سعید بن المسیبؒ کا کہنا ہے کہ زر خرید غلام کی جس طرح سخت آقا کے ساتھ گفتگو کرتا ہے اسی طرح والدین سے بات کرے تو قولا کریما ہوگا۔

حضرت حسنؒ کا قول ہے کہ اف کے نیچے بھی کوئی درجہ ماں باپ کے تکلیف دینے کا ہوتا تو اللہ جل شانہ اس کہ بھی حرام قرار دے دیتے۔

والدین کے اولاد پر اس قدر احسانات ہیں کہ انہیں شمار کرنا مشکل ہے۔ اگر تمام عمر اولاد ان

کی خدمت کرتی رہے تو بھی ان کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔
والدین کی اطاعت و خدمت ہر حال میں لازم ہے۔ مگر اس حال میں اطاعت جائز نہیں۔ جہاں ان کا حکم اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہو۔ لیکن ایک صورت میں اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ اپنے مشرک والدین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرو۔ اور بھلائی سے پیش آؤ۔ ان کے کہنے پر ایمان کو چھوڑنا بالکل جائز نہیں۔

احادیث

(1) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا عرض کیا پھر کونسا فرمایا ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ عرض کیا پھر کونسا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۔ (بخاری)

(2) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے والدین کے بارے میں اللہ کی اطاعت کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک ہی ہے تو ایک ہے تو ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک ہی ہے تو ایک دروازہ اور اگر اس نے والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جہنم کے دو دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک ہے تو ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا گیا اگر ماں باپ ظلم کریں جب بھی کہا ظلم کریں جب بھی (مشکوۃ)

(3) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ اس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی فرمایا جس کے والدین یا

ان میں سے ایک بھی اس کی زندگی میں بوڑھے ہو گئے اور وہ جہنم میں جائے (یعنی بد نصیب ہے جو بوڑھے ماں باپ کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرے) (مسلم شریف)

(4) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص جہاد کے لئے آیا آپ نے فرمایا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہاں ہاں آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان کی خدمت کرو۔ یہی جہاد ہے۔ (ترمذی)

(5) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تین دعائیں وہ ہیں جن کی مقبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ مظلوم کی دعا' مسافر کی دعا' اور والدین کی اپنی اولاد کے لئے دعا۔ (ابو داوٴد۔ ترمذی)

(6) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو خدمت گزار بیٹا اپنے والدین پر رحمت و شفقت سے نظر ڈالتا ہے تو ہر نظر کے بدلے میں ایک حج مقبول کا ثواب پاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر سو مرتبہ نظر کرے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سو مرتبہ (یعنی اس کو سو مقبول حج کا ثواب ملے گا)۔ (مشکوۃ)

(7) حضور ﷺ فرماتے ہیں آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے اسکا رزق قطع ہو جاتا ہے۔ (طبرانی)

(8) حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ جب تم میں کوئی شخص کچھ نفل یا خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کر طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب سے کچھ نہ کم ہو گا۔ (طبرانی)

(9) حضور ﷺ نے فرماتے ہیں جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس سورۃ یٰسین پڑھے بخش دیا جائے جو ہر جمعہ والدین یا ایک ہی کی زیارت قبر کرے وہاں سورۃ یٰسین پڑھے۔ سور یٰسین شریف میں جتنے حروف ہیں ان سب کی گنتی کے

برابر اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرتیں فرمائیں گے۔ (راوہ ھوالخلیلی والبو شیخ والدیمی وابن انجار)

(10) حضور ﷺ فرماتے ہیں جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روز قیامت نیکوں کے ساتھ اٹھے (طبرانی)

(11) حضور ﷺ فرماتے ہیں جو چاہیے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے تو وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں ' دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے۔ (رواہ ابو لعسیلی وابن حبان عن ابن عمرؓ)

خلاصہ

حقوق والدین یہ ہے کہ اولاد پر چار چیزیں واجب ہیں۔

محبت :۔ جیسے کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ حب الوالدین واجب ہے۔

شکر :۔ جیسے کہ عقلا شکر منعم واجب ہے اور اللہ کے بعد والدین ہی نعمات عطا کرتے ہیں۔

اطاعت :۔ جیسے کہ عقلاو شرعا اطاعت والدین ضروری ہے۔

احترام :۔ جیسے کہ ہر محسن کا احترام واجب ہوتا ہے اور والدین سے بڑھ کر کوئی محسن نہیں ہے۔

آثار سعادت

یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرنے دنیا و آخرت کے کیا فوائد مرتب ہوتے ہیں۔

☆ اس نعمت عظمیٰ کے ذریعہ رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ عمر طولانی ہوتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ سکرات الموت کو خفیف کر دیتا ہے۔

☆ اس سعادات سے انسان کو آخرت میں بھی نجات حاصل ہوتی ہے۔ جنت جیسا

مجتمع نظر آتے ہیں۔ ہر خوشی اور غمی میں ایک دوسرے سے پورا پورا تعاون کرتے ہیں ان کی انفرادی اور اجتماعی حثیت یکساں ہوتی ہے ان میں سے ایک کا دوست سب کا دوست ہوتا ہے ۔ایک کا دشمن سب کا دشمن ہوتا ہے۔ اور لوگوں میں ہر دل عزیز پائے جاتے ہیں۔ اجتماعی حثیت سے جس کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں تو کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر وہ خاندان ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کا اجتماعی کردار لوگوں میں مثال بن جاتا ہے۔ یہ سب کچھ والدین کی اطاعت اور تربیت کا نتیجہ ہے۔

نیز وفادار انسان کی اولاد بھی نیک سیرت ہوتی ہے۔ اور یہ تشکیل خانہ وخاندان اور تولید نسل وتربیت فرزندان میں ہرج ومرج کی گنجائش نہیں رہتی ۔ گویا آنے والی نسلیں بھی اس سعادت عظیمہ سے دنیاو آخرت میں کامیاب قرار پاتی ہے۔

ماں باپ کی نافرمانی کا وبال

ماں باپ کی نافرمانی اللہ جبار وقہار کی نافرمانی ہے۔ اور اس کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے لئے جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اسکے لئے دوزخ ہیں۔ جب تک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض کوئی نفل کوئی عمل نیک اصلا قبول نہ ہوگا۔ عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی بلا نازل ہوگی مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(1) اللہ کی اطاعت والد کی اطاعت ہے۔ اور اللہ کی معصیت (نافرمانی) والد کی معصیت (طبرانی)

(2) رسول اللہ ﷺ اللہ کی رضا والد کی اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں (ترمذی)

(3) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ۔ ماں باپ کی نافرمانی

کرنے والا اور دیوث اور وہ عورت جو مردانی وضع بنائے۔(نسائی)

(4) سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے لئے اٹھار رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اس کے جیتے جی سزا پہنچاتا ہے۔(طبرانی)

(5) کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب کبیرہ گناہوں سے سخت تر گناہ کیا ہے؟ کیا نہ بتادوں کہ سب کبائر سے بدتر کیا ہے؟ کیا نہ بتاؤں؟ کہ سب کبیروں سے شدید تر کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی ارشاد ہو۔

فرمایا۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کو ستانا۔(ترمذی)

(6) ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے۔ ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے۔(طبرانی)

فرمودات بزرگان دین

حضور غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادرؒ

والدین کی فرمانبرداری کے لئے نفلوں کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ افضل ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ والدین نے جن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ان سے خود بھی ترک تعلق کرے اور جن لوگوں سے والدین کے تعلقات ہوں ان سے خود بھی تعلق رکھے اگر تم نے اللہ کے حکم کے خلاف ماں باپ کے ساتھ کوئی سلوک کیا ہے تو غصہ فرو ہو جانے کے بعد رب تعالیٰ سے اس کی معافی چاہوں اور توبہ کرو۔ اگر والدین کی شفقت کی یاد بھی غصہ کو فرو نہ کر سکے تو سمجھ لے کہ وہ بد نصیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گرفتار ہے۔(غنیۃ الطالبین)

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ

جاننا چاہئے کہ ماں باپ کے حقوق نہایت عظیم الشان ہیں کیونکہ ان سے قرابت زیادہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ نماز، روزہ حج وعمرہ وغیرہ سے فاضل تر ہے۔ اور فرمایا یا لوگ بہشت کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے سونگھیں گے۔ لیکن ماں باپ کا عاق اور قطع رحم کرنے والا نہ سونگھے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کا کیا نقصان ہے۔ جو ماں باپ کے نام پر صدقہ دے تا کہ ان کو ثواب ملے اور اس کے ثواب میں بھی کمی نہ ہو۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

فرمایا:۔ پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے۔

☆ ماں باپ کا چہرہ ☆ قرآن مجید

☆ عالم دین کی صورت ☆ خانہ کعبہ

☆ اپنے پیرو مرشد کی صورت

حقوق الاولاد

حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ بیٹے کیلئے والدین پر تین چیزیں واجب ہیں۔

(1) بچے کی ماں پاک دامن اور صاحب عفت اختیار کرے۔

(2) بچے کا نام اچھا اور حسین تجویز کرے۔

(3) بچے کے آداب واخلاق فاضلہ میں سر توڑ کوشش کرے۔

(4) قرآن وحدیث کی تعلیم دے کر پاک دامن بنائے۔

(5) باپ پر لڑکی کا حق یہ ہے کہ وہ اچھا نام تجویز کرے اور قرآن پاک کی تعلیم دے۔

(6) والدین پر واجب ہے کہ اولاد کو دینی تعلیم اور ضروری احکام شریعہ اور اخلاق حسنہ سے مزین و مستحن بنائیں

انتباہ

والدین اور اولاد کے علاوہ دیگر قرابت داروں کے حقوق کی حفاظت بھی واجب ہے۔ بڑے بھائی کا احترام چھوٹے بھائی پر والدین کی مانند واجب و لازم ہے۔ جیسے کہ چھوٹے بھائی کی تربیت بڑے بھائی اور والدین کی عدم موجودگی میں پوری اہمیت کے ساتھ عائد ہوتی ہے۔ آپس میں پیار و محبت اور حسن سلوک سے زندگی بسر کریں۔ اور ایک دوسرے کے حقوق کا خاص خیال رکھنا دونوں کیلئے ضروری ہے۔ رشتہ اخوت کے علاوہ باقی رشتہ داروں کے حقوق بھی پامال نہ ہونے پائیں۔ دامے درمے سخنے اور دیگر احسانات سے انہیں نوازا جائے اسی کا نام صلہ رحمی ہے وہ لوگ جو فرمان خداوندی کے تحت والدین کے حقوق کی صحیح طور پر بجا آوری میں بہ دل و جان کوشاں رہتے ہیں۔ وہ دنیا میں بھی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اور آخرت کی ازلی و سرمدی نعمتوں سے بھی بہرہ اندوز انشاء اللہ ہونگے اور جنہوں نے ان کے حقوق بجالانے میں کوتاہی کی وہ اکثر دنیا میں بھی اشک ندامت بہاتے دیکھے گئے ہیں۔ اور آخرت میں بھی کف افسوس ملیں گے۔

خود خدا حامی ہے ایسی نیک بخت اولاد کا   مانتی ہو حکم جو ماں باپ کا استاد کا

نوٹ:۔ حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے والدین کی ارواح کو ایصال ثواب کرنے کیلئے دو نفل ہر روز پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ہر رکعت میں تین تین مرتبہ قل شریف (سورہ اخلاص) بعد الحمد شریف پڑھیں۔ اور دو نفل پڑھ کر والدین کی ارواح کو بخشیں۔ اللہ پاک ہمیں خلوص نیت سے اپنے والدین کے حقوق پورے ادا کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے امین (ثم آمین)

تصوف

حضور استاد گرامی رحمتہ علیہ جب حضرت سیدنا طانوخ علیہ الصلوۃ والسلام کی آخری حاضری پر مسجد میں تشریف فرما ہوئے ۔ آپ نے تمام عقیدت مندوں کے روبرو اپنے نورانی ملفوظات سے سرفراز فرمارہے تھے۔ اس مبارک اور مقبول وقت پر بندہ ناچیز کے دل میں ایک پیاری تمنا کا معاتصور پیدا ہوا کہ اللہ خالق ومالک نے بندہ عاجز کو علوم ظاہر وباطنی سے لطف اندوز فرمایا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ شریعت وطریقت سکھانے کیلئے اجازت مرحمت فرمائیں اسی وقت فوراً بندہ عاجز کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا رانا صاحب ان کو تصوف سکھلایا کریں۔

اب اللہ تعالیٰ کی فضل وکرم سے حضور اکرم ﷺ کی نظر عنایت سے اور اپنے مرشد عالی کی نظر فیض سے تصوف کی حقیقت تصوف کی تعریف واہمیت وغیرہ قرآن سنت محدثین کرام۔ آئمہ عظام اور اولیائے ذیشان کے حوالہ جات کی روشنی میں رقمطراز ہوں ملحوظ خاطر رہے کہ کتاب ہذا کا یہ باب حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی حکم کے مطابق تحریر کیا جارہا ہے۔ یہ اپنے مقام پر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ لہذا اس کو نہایت ہی شوق وذوق اور تفکر کے ساتھ مطالعہ کریں۔ اور اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے پرزور کوشش کریں کیونکہ تصوف ہی شریعت وطریقت کا تخم ہے

تصوف کی تعریف

(1) حضرت امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں تصوف سے مراد اخلاق حسنہ ہیں اور ان کا تعلق خالق و مخلوق دونوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حسن اخلاق یہ ہے کہ اس کی قضا کے سامنے سر جھکا دے اور راضی برضائے مولا رہے۔ (تصوف)

(2) صاحب کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں تصوف کے معنی ظاہری اصلاح اور صفائی باطن کے ہیں۔ اور ایسے شخص کو جسکا ظاہر اور باطن پاکیزہ ہو صوفی کہتے ہیں۔

(3)(ا) حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حظ نفسانی کو ترک کرنے کا نام تصوف ہے۔ اور صوفی وہ ہوتا ہے۔ خواہش نفسانی سے پاک ہو اور اس کی روح کدورت بشری سے منزہ ہو۔ (تصوف)

(ب) تصوف نام ہے خدا سے ملنے یا اسے دریافت کرنے یا اسے دیکھنے کی شدید ترین آرزو۔

(ج) تصوف کیا ہے؟ روح انسانی کا اپنی اصل (خدا) سے واصل ہو جانے کا اشتیاق (تاریخ تصوف)

(4) حضرت مرتعش رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تصوف حسن خلق کا نام ہے اور وہ تین قسم کا ہے۔ (1) خدا کے ساتھ حسن خلق یعنی اس کے احکام کو بغیر ریاکاری کے ادا کرنا۔ (2) مخلوق کے ساتھ حسن خلق یہ ہے کہ بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنا برابر والوں سے انصاف کا برتاوء کرنا اور کسی سے بدلہ نہ چاہنا۔ (3) گناہ کے کاموں اور شیطانی وسوسوں سے پرہیز کرنا۔ (تصوف) (5) علم تصوف بھی جدید علوم شرعیہ میں شمار ہوتا ہے۔ اسکے اصلیت یہ ہے کہ طریق تصوف کو صحابہؓ تابعین اور سلف صالحین کے دور میں ہمیشہ وقعت کی نظر سے دیکھا گیا۔ اسکو حق ہدایت کا راستہ سمجھا گیا۔

تصوف کے مقاصد اصلیہ یہ ہیں کہ انسان عبادت الٰہی میں جان کھپائے پوری طرح اللہ کا ہولے اور دنیا اور دنیا کی لغویات سے بالکل منہ موڑے اور عام دنیادار جن پر مٹے پڑے ہیں یعنی لذات دنیویہ مال و جاہ سے قطعی کنارہ کش ہو جائے عبادت کیلئے عزلت نشینی و گوشہ نشینی پسند کرے وغیرہ وغیرہ (ابن خلدون حصہ اول)

(6) تصوف انسان کے باطن کو پاک و صاف اور اس کے دل کو آئینہ حق نما بناتا ہے۔ اگر

سالک راہ تصوف کی طرف آئے تو اس کا پہلا قدم مقام طلب پر ہوگا۔ طلب اس کو مجاہدہ کے راستے میں دوڑائے گی مجاہدہ اس کیلئے طریق ہدایت کو کھول دے گا۔ اور اسکے دل کو توبہ سے دھو کر پاک کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اسے ہدایت و توبہ عطا فرمائے گا۔ تو نتیجہ یہ ہوگا اکہ اس کا خیال جملہ اطراف سے سمٹ کر مطلوب کی طرف مجتمع ہو جائے گا جب خیال میں جمعیت ہوگی تو حضور میں ماسوائے سے یکسوئی حاصل ہوگی اور مطلوب کی طرف کشش ہوگی اور جب سالک مطلوب میں جذب ہو جائیگا تو واردات غیبی اس پر وارد ہونگے اور جاں تک اس کا مقدر ہوگا اسے رفعت تک لے جائیں گے اور اس پر وہ کمالات عرفانی ظہور کریں گے جو دوسروں سے مخفی رہتے ہیں۔ (مینائی مصطفائی دور اول)

(7) حضرت شیخ رزوق رحمتہ اللہ علیہ نے تصوف وفقہ کی ضرورت کے بارے میں حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا یک عمدہ مقولہ قواعد الطریقہ میں تحریر فرمایا ہے۔ جس نے تصوف سیکھا اور فقہ (احکام مسائل) نہ سیکھا وہ زندیق ہے (بے دین ہے) اور جس نے فقہ سیکھا اور تصوف نا سیکھا وہ فاسق (گناہ گار) ہے اور جس نے ان دونوں کو جمع کیا وہی محقق و کامل ہے۔

(8) حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں تم سب کہ یہ وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ و اطاعت پر قائم رہتے ہوئے شریعت کی ظاہری چیزوں کو لازمی قرار دے لو۔ سینے کو سلامت رکھو۔ نفس کو سخاوت پر آمادہ رکھو۔ چہرے سے اظہار بشاشت کرو۔ خوب خرچ کرو۔ کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ مشائخ کا احترام کرتے ہوئے فقر و درویشی اختیار کرو۔ بھائیوں کو خوش رکھو۔ چھوٹوں کو نصیحت کرتے رہو۔ مال کی ذخیرہ اندوزی سے اجتناب کرو۔ اور جو لوگ سالکین میں سے ہوں ان کی صحبت سے گریزاں نہ رہو دنیا و آخرت کے معاملات میں ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ جو مخلوق تم ہی جیسی ہے اس سے

اپنی احتیاج کا اظہار نہ کرو اور تونگری کی علامت یہ ہے کہ اپنے ہی جیسے لوگوں سے مستغنی ہو جاؤ۔ تصوف کا ماخذ قیل و قال نہیں ہے بلکہ یہ بھوک اور مرغوب اشیاء کے ترک سے ماخوذ ہے۔ یاد رکھو کہ تصوف کہ بنیاد آٹھ چیزوں پر قائم ہے۔ (1) حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی سخاوت (2) حضرت اسحاق علیہ السلام جیسی رضا (3) حضرت ایوب علیہ السلام جیسا صبر (4) حضرت ذکریا علیہ السلام جیسی مناجات (5) حضرت یحیی علیہ السلام جیسی مسافرت (6) حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا صوف کا لباس (7) حضرت عیسی علیہ السلام جیسی سیاحت (8) حضور اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ جیسا فقر کہ آپ کا ارشاد ہے کہ کہ "الفقر فخری فقر میرے لئے وجہ فخر ہے۔ (فتوح الغیب مقالہ نمبر 75)

غوث الاعظم درمیان اولیاء — چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء

حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک تعلیم۔ طریقت و تصوف کی تشریح

قرب الہی: ۔ اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کے خواہش مند کو چاہئے کہ فرض کی ادائیگی کے بعد ان اذکار و اشغال میں مصروف ہو جن کی وہ طاقت رکھتا ہو اور ہر لحظہ یہ خیال کرے کہ اس اٹھنا۔ بیٹھنا دوڑنا' بھاگنا' رونا' ہنسنا غرض ہر قول و فعل اللہ تعالی کے لئے ہے۔ اس نتیجہ محبت الہی ہے اور محبت الہی محبت الہی حاصل ہو جائے تو انسان کو کسی کی احتیاج نہیں رہتی۔

افضل الذکر: ۔ تمام اذکار سے افضل اور بہتر لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے۔ جس قدر زیادہ ممکن ہو سکے اس کا ورد روزانہ صبح۔ عشاء اور تہجد کی نمازوں کے بعد کرے۔

اسم اعظم: ۔ اسم اعظم اللہ ہی ہے۔ اس کا اثر البتہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب پڑھنے والے

کے دل میں سوائے اللہ کے کچھ نہ ہو۔ عارف کا بسم اللہ کہنا ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا کن کہنا۔ اسم اعظم کے اثر سے دنیا کی ہر مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ اور ہر آروز پوری ہو جاتی ہے۔

ولی کی صفات:۔ ولی میں بارہ صفات کا ہونا لازمی ہے۔

(1) عیب پوش ہو (2) رحمدل ہو (3) شفیق ہو (4) رفیق ہو (5) حق پسند ہو (6) حق گو ہو (7) نیکی کا مبلغ ہو (8) برائیوں سے روکنے والا ہو (9) شب بیدار ہو (10) عالم ہو (11) شجاع ہو (12) غریب پرور ہو۔

عبادت کی ترتیب:۔ مومن کو چاہئے کہ پہلے فرائض ادا کرے پھر سنن میں مشغول ہو اور سنن کے بعد نوافل اور مستحبات میں ۔ فرائض سے فارغ ہونے سے قبل دوسری عبادات میں مشغول ہونا حماقت ہے۔ کہ فرائض کے بغیر وہ مقبول نہیں ہوں گی۔

مقامات صوفیہ:۔ صوفیہ کے لئے دس مقامات ہیں

(1) توبہ (2) ہربات میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا (انابت) (3) زہد (4) ریاضت (4) ورع (انتہائی پرہیزگاری (6) قناعت (7) توکل (8) تسلیم (9) صبر (10) رضا

تصوف ۔ دل کو ہر قسم کی آلائش سے صاف کرنے کا نام تصوف ہے۔ صوفی وہ ہے جو اپنی مراد کو مراد حق کے تابع کردے اور ترک دنیا کر کے مقدرات کی موافقت کرنے لگے اس وقت اس کو مراد کے مطابق آخرت سے قبل ہی دنیا حاصل ہو جائے گی اس پر خدا کی جانب سے سلام آنے لگے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک

تصوف۔ طریقت۔ تعلیم

سلسلہ تصوف کے پیش نظر حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے ایک سو سے متجاوز کتابیں علم تصوف میں تصنیف فرمائی ہیں۔

تقریبا ہر زبان و ہر زمان کے جملہ متقدمین و متاخرین۔ سالکین و مشائخ کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا ہے۔ لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سلطان العارفین کی کتابوں میں پائی ہے۔ دیگر تصانیف سے کہیں اس کو بو بھی نہیں آئی۔ اللہ تعالی شاہد حال ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آنحضرت کی روح پر فتوح کے حروف اور عبارت میں اس طرح جاری اور ساری ہے کہ محض کتاب کے پڑھنے سے ہی طالب کے وجود میں حضرت سلطان رحمتہ اللہ علیہ وحید الزمان کی توجہ کا نور برق براق کی طرح بے واسطے متجلی ہو جاتا ہے۔ اور اہل مطالعہ کو بے ریاضت مقام راز پہنچا دیتا ہے اور بلا مجاہدہ صاحب مشاہدہ بنا دیتا ہے۔ کیسی خوش قسمت ہے وہ زبان جو اس بیان حق ترجمان سے گویا ہے۔ اور کس قدر مبارک ہیں وہ کان جو اس القائے حق سبحان سے شنوا ہیں اور کتنی سعادت مند ہے وہ آنکھ اور دل جو اس سخن کنہ کن اور علم من لدن سے بینا اور دانا ہے۔

(نور الہدی) شرح فقیر نور محمد)

مشاہدہ:۔ بندہ عاجز نے شمس العارفین کتاب (جو کہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ) کی مختلف کتب کے اقتباسات کا مجموعہ ہے کلید التوحید۔ قرب دیدار۔ عقل بیدار۔ جامع الاسرار۔ نور الہدی۔ فضل اللقا کی تصنیفات کا مرکب ہے) کا جس وقت بھی مطالعہ کیا

کتاب کی ہر سطر کے نیچے چمکتا ہوا نور دیکھا۔ خاکسار کو استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کتاب ہذا کا مطالعہ کرنے کی تاکید بھی فرمایا کرتے۔

تصوف:۔ کی تعریف حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے یوں کی ہے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول کریم ﷺ کے باتیں ام العلوم اور احیاء العلوم ہیں۔ علم تصوف سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے۔ جو شخص علم تصوف نہیں پڑھتا اسکا دل سیاہ رہتا ہے۔ اور ہمیشہ جہل و نفاق میں رہتا ہے۔ علم تصوف ہی علم فقر اور سلوک فقر ہے۔ اس سے قلبی تصدیق، توفیق حق رفیق، تحقیق فضل اللہ حاصل ہوتے ہیں۔ علم تصوف سے عارف رحمت لمیٰ بن جاتا ہے۔ جو شخص علم تصوف سے منع کرتا ہے وہ بے دین ہے (امیر الکونین)

سلوک کی ابتدا کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ابتدائی طریقہ قادری کو پانچ علم نصیب ہوئے ہیں۔ وہ گویا پانچ خزانے ہیں۔ اول ان میں قرآن و تفسیر و احادیث دوم علم دعوت کہ ہر دم اس کے دم سے تکبیر نکلتی ہے۔ سوم نظر کیمیا کہ مردہ دل کو ایک نظر میں زندہ کرتا ہے۔ اور عارف باللہ بناتا ہے۔ اور اس کا وجود اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ چہارم علم تاثیرات۔ تصور۔ تصور برزخ سے اسے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔ پنجم علم فنافی اللہ سے وہ اپنے نفس پر حاکم ہو کر شریعت کا تابعدار بناتا ہے۔

(گنج الاسرار)

شرح:۔ گویا اول علم دین، دوم علم دعوت، سوم جذب یا توجہ، چہارم تصور اسم ذات اور پنجم نفس اور شریعت کی پاسداری، یوں سلوک کی ابتدا ہوتی ہے۔

ان میں علم دین کی تحصیل، ضبط نفس اور شریعت کی پاسداری کی خصوصیات تو فقیر اور ایک عام مسلمان میں بھی مشترک ملیں گی۔ جذب یا توجہ مرشد کی محبت اور سلوک میں انہماک کے ثمرہ کے طور پر فقیر کو حاصل ہوتی ہے۔ جس سے اس کے ذوق و شوق میں اضافہ ہو

جاتا ہے۔اور دوسرے لوگ بھی اس گرم جوشی سے متاثر ہونے لگتے ہیں۔اب صرف دو علم باقی رہ جاتے ہیں۔ جن سے حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے عملی سلوک کی ابتداکرائی ہے۔اور انتہا تک ان پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔

(1) تصور اسم ذات جسے وہ علم اکسیر بھی کہتے ہیں۔

(2) علم دعوت القبور جسے وہ علم تکسیر کا نام دیتے ہیں۔

تصور اسم ذات:۔ سب سے پہلے تصور اسم ذات کو لیجئے۔ اسکی بنیاد ذکر ہے جسے تمام صوفیاء نے فرض دائمی قرار دیا ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ اپنا کشف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

طریقہ قادری دو طرح ہے ایک قادری زاہدی دوم قادری سروری۔ قادری سروری یہ ہے جو اس فقیر کو حاصل ہے۔کہ یہ فقیر مجلس محمدی سے مشرف ہوا اور جناب رسالت ماب ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ ﷺ نے بیعت لی اور خندہ رو ہو کر فرمایا:۔

جو کچھ ہے وہ ذکر اللہ ہے اور اسی سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔(عین الفقر)

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ ذکر الٰہی کے مختلف مروجہ طریقوں کو بیان ضرور کرتے ہیں مثلاً ذکر جہر ذکر خفی وغیرہ لیکن ان تمام اقسام ذکر میں انہوں نے تصور اسم ذات کو زیادہ موثر قرار دیا ہے فرماتے ہیں۔ذکر کی چابی اسم اللہ ذات کا تصور ہے (کلید جنت)

اللہ تعالیٰ کی کوئی شکل مقرر نہیں کی جاسکتی کہ وہ ذات بے مثال بے نظیر اور لامحدود ہے بقول حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صورت مقرر کرنا کفر' شرک اور زندقہ ہے۔چنانچہ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی تلقین یہی ہے کہ اس کے اسم کا تصور کیا جائے اور لکھے ہوئے حروف کی شکل میں اس کا تصور ہر وقت سامنے رہے۔اس کی بدولت حجابات ہٹنے شروع ہو جاتے ہیں اب اس صورت میں یہ کرنا چاہیئے کہ اسم اللہ ذات خوب

صورت انداز میں لکھ کر اس کا تصور حافظے میں محفوظ کر لیا جائے۔ پھر طالب جس حال میں بھی ہو اسے خیال ہی خیال میں اپنے دل پیشانی اور جسم کے تمام اعضاء پر لکھے اور اپنے جسم کے اس کی شعاعوں سے منور سمجھے۔یہی نہیں بلکہ حضرت سلطان باہوؒ نے اپنی کتب میں اسماء و کلمات مثلاً۔ ھو۔ محمدؐ۔ فقر۔ سلطان الفقر وغیرہ کے دائرے اور نقوش لکھے ہیں اور ان کے تصور کی مشق کرنے کی بھی ہدایت کی ہے۔ یہ سب مراتب ان کے نزدیک تصور ہی کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں

اور تصور ہی قرب الٰہی کا طریق ہے۔ تصور ہی توفیق ہے۔ تصور ہی تحقیق ہے۔ صاحب تصور حق کا رفیق ہے تصور دراصل مجاہدے کے بغیر مشاہدہ ہے۔(قرب دیدار)

اول تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے دل پر ہر قسم کی واردات غیبی اور فتوحات لاریبی دن رات نازل ہوتے ہیں۔بعد اللہ تعالی طالب کو اپنی قدرت سے جذب کر کے لاہوت لامکان میں ڈال دیتا ہے اس وقت طالب اللہ تعالی کی طرف متوجہ اور اس کے انوار میں غرق ہو کر اس سے یکتا ہو جاتا ہے

(نور الہدی)

حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرمایا اے تلمیذ لرحمٰن واضح رہے کہ سلک سلوک کی برکتوں کے فیض تصوف کے نکات تصرف کے تصور اور ذات کی عین توحید اسم اللہ کا تصور ہے۔

(محبت الاسرار)

باجھ وصال اللہ دے باھو سب کہانیاں قصے ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام میں تصوف کی ابتدا

اسلام کی روحانی زندگی یا تصوف کا آغاز کس طرح ہوا؟ یہ ایک سوال ہے اور بے حد اہم سوال ہے۔ اسکا جواب بھی بہت واضح اور صاف رہے۔ اسلام میں روحی زندگی کا آغاز حضور سید المرسلین ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ ساتھ ہوا نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب اطہار رضوان اللہ علیہم حب دنیا سے نفور تھے۔ دینا کی چمک دمک سے بے نیاز تھے۔ جاہ اور نمائش کا ان کی زندگی میں ذرا بھی دخل نہ تھا۔ وہ صرف خدا کی طرف متوجہ تھے اور زندگی کے ہر مرحلہ پر اس سے لو لگاتے تھے۔ وہ اللہ کیلئے زندہ رہتے تھے اللہ کے لئے جہاد کرتے تھے۔ اللہ کے لئے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوتے تھے۔ ان کا جینا اور مرنا صرف خدا کے لئے تھا دنیا کے لئے نہ تھا۔ ان میں ایمان کی قوت اور یقین کی حرارت اسی جذبہ اسی زندگی نے پیدا کی تھی۔

تصوف کا مقصد و منشا

تصوف ایک نہایت جامع نام ہے یہ مختلف عبادت گذار اور دنیا بیزار گروہوں پر چسپاں ہو سکتا ہے۔ اس کی تعلیم اس کا مقصد و منشا اس کے ریاضات و مجاہدات کا محور صرف یہ ہے۔

(1) تنقیہ نفس

(2) تصفیہ قلب

تہذیب نفس، محاسبہ اور مراقبہ سے یہ صوفیہ الہام کی دولت سے سرفراز ہوئے اور کوئی شبہ نہیں یہ دولت اس راستہ پر چل کر حاصل ہوئی جو حضور سید عالم ﷺ نے اختیار فرمایا تھا۔ غار حرا میں آپ کی خلوت گرینی بالا آخر وحی پر منتج ہوئی تھی۔ (انوار اولیاء)

تصوف کا قرآنی ماخذ

صوفیائے کرام اپنے مسلک کی تائید جن قرآنی آیتوں سے کرتے ہیں وہ یہ ہیں

(1) استغفر و ربکم ثم توبو الیه

اپنے رب سے طلب مغفرت کرو اور اس سے توبہ کرو

(2) یا ایها الذین امنو توبو الی الله توبة نصوحا

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو توبہ نصوح

(3) یاایهاالذین امنو صبرو و صابر و رابطوا

اے ایمان والو صبر سیکھو۔ صبر کرو اللہ تعالیٰ سے رشتہ استوار رکھو۔

(4) و توکل علی الحی الذی لا یموت

اللہ پر بھروسہ کرو جو زندہ اور جسے موت نہیں آسکتی

(5) واذکر سم ربك

اللہ کے نام کا ذکر کرو۔

(6) و اعبد ربك حتی یاتیك الیقین

اپنے رب کی اس وقت تک عبادت کرو۔ جب تک موت نہ آجائے۔

(7) اعلمو انما الحیوة الدنیا لعب ولهو

جان لو دینا کی زندگی لہو ولعب ہے

(8) وما لحیوة الدنیا الا متاع الغرور

حیات دیناوی کی متاع کے سوا کچھ نہیں

(9) ولنبلو نکم.حتی نعلم المجاهدین منکم والصابرین

ہم تمہاری آزمائش کریں گے۔ یہاں تک جان لیں کہ تم میں مجاہدین اور صابرین کون ہیں

(10) ان فی خلق السموت ولا رض و ختلاف اللیل والنھار لایت لا ولی الالباب الذین یذ کرون الله قیاما و قعود و علی جبو بھم و یتکفرون فی خلق السموت ولا رض

زمین و آسمان کی پیدائش میں لیل و نہار کے اختلاف میں صاحب عقل کے یہاں نشانیاں ہیں۔ جو کھڑے ہوئے۔ بیٹھے ہوئے اللہ کی یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش (کے اسرار) پر غور کرتے ہیں۔

(11) تصوف کی بنیاد ہی عشق الٰہی پر رکھی گئی ہے جس طرح دریائے نیل کے بغیر ملک مصر کا تصور نہیں کا کیا جا سکتا۔ اسی طرح عشق کے بغیر اقلیم تصوف کا تصور نہیں ہو سکتا۔ تصوف کا تار بھی عشق ہے اور پود بھی عشق ہے۔ یہ بنیاد بھی قرآن و حدیث سے ماخود ہے۔

آخری قرآنی ماخذ

والذین امنو اشد حبا للہ

جو لوگ مومن ہیں وہ اللہ کی محبت میں اشد ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور سید المرسلین ﷺ کا تصوف

حضور نبی کریم ﷺ نے جو تصوف سکھایا اور جس تصوف کی تعلیم دی وہ خالص تھا۔ ہر قسم کی آمیزش سے الگ اور جدا آپ ﷺ نے تصفیہ نفس پر زور دیا۔ ریاضت کے اصول اور آئین مقرر کیے۔ تفکر اور عبادت کے آداب سکھائے اور ان کی ایک خاص ترتیب اور وضع قائم کی۔ اسی اصول پر اسلام کی حیات روحیہ کا آغاز ہوا۔ اسلام نے ایک خدا کی طرف قلوب کو متوجہ کیا۔ اس نے جنت کی دعوت بھی دی اور جہنم سے ڈرایا بھی لیکن خدا کی محبت کو ان سب سے بالا رکھا اس نے عمل کو اصل اور اساس قرار دیا۔ اس نے دنیا میں رہ کر دنیا کو برت کر دینا سے تعلق قائم رہتے ہوئے دنیا سے الگ رہنے سے متاثر نہ ہونے اور اس کے دل کشی کو بے نیازی کے ساتھ ٹھکرا دینے کا گر سکھایا۔ یہ تصوف خالص اسلام کی پیداوار ہے اس میں دنیا کا نقشہ کوئی مذہب اور کوئی تصوف اسلام کا شریک نہیں ہے۔

احادیث وارده

قرآن مجید کے بعد حدیث پر ایک نظر ڈالئے تو اس سے بھی یہی ثابت ہو گا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تم کو دھوکے میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ دھوکہ باز شیطان تم کو اللہ سے دھوکا میں ڈال دے۔

(1) اپنے بعد میں تم سے جس چیز کے بارے میں خائف ہوں کہ دنیا کی زینت اور کامیابی کے دروازے تم پر کھل جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

(2) دنیا میں زہد کی زندگی بسر کر۔ خدا تجھے محبوب رکھے گا۔ اور اگر تو زہد لوگوں کے لئے اختیار کرے تو لوگ تجھے محبوب رکھیں گے۔

(3) دنیا مومن کے لئے زندان خانہ ہے۔ اور کافر کے لئے جنت (ابن ماجہ)

(4) دنیا سے نفرت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ (ابن ماجہ۔ طبرانی)

(5) اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور دنیا کی نفرت اسکے دل میں پیدا کر دیتا ہے۔ اور دنیا کے عیوب اس کے سامنے کھول دیتا ہے (البیہقی)

(6) جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو دنیا سے نفرت کرتا ہے تو اس کا قرب حاصل کرو۔ وہ تمہیں حکمت بتائے گا۔ (ابن ماجہ)

(7) ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے میں ہر روز ستر مرتبہ اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ (بخاری)

(8) جاننا چاہیے کہ کامیابی صبر کے ساتھ ہوتی ہے تکلیف کے بعد فراخی کا دور آتا ہے۔ تنگی کے بعد آسانی کا زمانہ آتا ہے۔ (ترمذی)

(9) اے اللہ علم سے میری مدد کر علم سے مجھے میزین فرما۔ تقوی سے مجھے سرفراز فرما اور صحت سے مجھے ہمکنار کر۔ (کنز العمال)

(10) اے اللہ مجھے تجھ سے صحت۔ عافیت۔ انابت۔ حسن خلق اور رضا بالقدر طلب کرتا ہوں (طبرانی)

مذکورہ بالا احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ عباد کی عبادت۔ زہاد کا زہد اور صوفیا کا تصوف کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ حضور انور ﷺ کے اقوال و افعال سے ماخوذ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

صحابہ کرامؓ اور تصوف

اب اگر ایک نظر ہم صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کی حیات گرامی پر ڈالیں تو معلوم ہو گا وہ بھی حضور سید عالم ﷺ کے فیض صحبت سے پورے طور پر متاثر تھے ان میں زہد وورع کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا وہ پورے طور پر اللہ کی طرف متوجہ تھے اور دنیا سے بیزار تھے۔

حضرت ابو بکرؓ کا یہ قول بھی ہے کہ

"جس نے معرفت کا ذائقہ چکھ لیا۔ وہ ماسوائے اللہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور لوگوں سے اسے وحشت ہونے لگتی ہے۔"

کیا حضرت عمرؓ کی دنیا بیزاری کا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ خلافت کے منصب پر فائز ہو چکنے کے بعد خطبہ دے رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ آپؓ کی آزار میں 12 پیوند لگے ہوئے تھے قمیض پر چار پیوند تھے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اکثر وبیشتر حضرت عمرؓ اپنا لباس پانا لباس خود اپنے ہاتھ سے دھو لیا کرتے تھے؟ کیا حضرت عمرؓ ہی کا یہ مقولہ نہیں ہے کہ "زندگی کی بہترین چیز صبر ہے۔"

حضرت عثمانؓ کا زیادہ وقت عبادت اور ریاضت میں بسر ہوتا تھا۔ آپؓ کے زندگی سراپا زہد و تقوی تھی۔ آپ ہمیشہ یاد الہی میں مستغرق رہتے تھے۔ قرآن مجید ذوق و شوق سے تلاوت فرمایا کرتے تھے "قرآن میرے رب کی کتاب ہے"۔ غلام کے لئے ضروری ہے کہ جب اس کے رب کا نام آئے تو ہر روز اس پر ایک نظر ڈال لیا کرے تاکہ اس کا احکام کی صحیح صحیح پیروی کر سکے۔ حضرت عثمانؓ کو قرآن مجید سے کس درجہ شغف تھا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ عین قتل کے وقت بھی آپ کے سامنے قرآن مجید موجود تھا اس کی تلاوت فرما رہے تھے۔

حضرت علیؓ حضور انور ﷺ کے اجل صحابہ میں تھے۔ حضرت فاطمہؓ کے شوہر اور نبی کریم ﷺ کے برادر جاں نثار اور سرفروش حضرت علیؓ کی زندگی سوا تقویٰ اور عبادت کے کچھ نہ تھی۔ آپ کا زہد وورع سب بڑھا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کی پیوند لگی ہوئی قمیض دیکھ کر کسی نے سوال کیا یا امیر المومنین یہ کیوں ؟ آپ نے فرمایا "تاکہ دل خدا سے ڈرتا ہے"۔

اصحاب صفہؓ

خلفائے اربعہ سے قطع نظر کر کے دوسرے صحابہ کرام کے احوال وحیات گرامی کا اگر بہ نظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ بھی دنیا سے نفرت کرتے تھے اور رضائے الٰہی کے طالب رہتے تھے۔ مثال میں ہم اصحاب صفہ کو پیش کریں گے۔

اصحاب صفہ کی منزلت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اصحاب صفہ نے اسلام کی روحانی تاریخ پر گہرا اور زبردست اثر ڈالا ہے۔ جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی اور خاص کر تصوف کی تاریخ تو یہیں سے شروع ہوتی ہے چنانچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ "صوفی" کا لفظ اصحاب صفہ ہی سے مستعار لیا گیا ہے۔

اہل صفہ کا گروہ مقدس ان انصار ومہاجرین پر مشتمل تھا جو بالکل بے نوا تھے یہ گویا رسول اللہ ﷺ کے مہمان تھے۔ ان کے پاس نہ اہل وعیال تھے نہ مال وزر' زن وفرزند کے بندھن میں انہوں نے اپنے تئیں پھنسنے ہی نہیں دیا ان لوگوں کی یہ دنیا بیزاری اور اہل دنیا سے بے تعلقی دیکھئے مسجد نبوی کے نزدیک ایک چبوترہ بنا دیا گیا۔ یہ ساری دنیا وما فیھا سے بے پرواہ ہو کر یہیں کے مکیں بن گئے اور اپنا سارا وقت عبادت' ریاضت اور مجاہدہ نفس میں صرف کرنے لگے۔

انہوں نے دنیا سے بالکل منہ موڑ لیا اور کوئی واسطہ نہیں رکھا۔ یہ اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جن سے خود نبی ﷺ محبت فرماتے تھے مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے۔ ان کے ساتھ نشست و

برخاست رکھتے تھے۔

خلفائے راشدین اور اصحاب صفہؓ کے علاوہ اگر بنظر تفحص دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام میں بہت سے ایسے بزرگ تھے۔ جو اپنے زہد وورع کے لحاظ سے ممتاز اور مشہور تھے۔ دنیا سے بیزار تھے۔ اور خدا کی یاد میں مست رہتے تھے۔ وقت کا بڑا حصہ عبادت وریاضت میں بسر کرتے تھے حضرت ابوذ غفاریؓ کی دنیا بیزاری اور عبادت وریاضت کا پایہ تو بہت ہی زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ دن اور رات کا بڑا حصہ وہ عبادت وریاضت اور مجاہدہ نفس میں بسر کرتے تھے۔ ایک پیسہ بھی پاس رکھنے کے روادار نہیں تھے۔ مالداروں اور دولت مندوں سے بہت چڑتے تھے۔

(انواراولیاء)

محبت کیلئے کچھ اہل دل مخصوص ہوتے ہیں

یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

☆☆☆☆☆☆☆☆

تصوف

حضرت استاد گرامی قبلئہ عالم

چوہدری محمد یوسف غنی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک

حضور جناب استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ گورکھپور جب آخری دفعہ تشریف لائے تو سرکارؒ نے تصوف کے دو بہترین موتی انمول ہم سب کو عنایت فرمائے۔

(1) نفس امارہ نفس ملہمہ۔ نفس لوامہ۔ نفس مطمنہ کے تمام تقاضے پورے کرنے ہیں۔

(2) شریعت ہی وہ واحد راہ ہے۔ جسمیں سے گزر کر طریقت کے مقام اعلی کو پایا جاسکتا ہے جو حقیقت میں منزل حقیقت کا دوسرا نام ہے۔ شریعت پر عمل نہ کرنے والا کسی بھی طور پر ولی اللہ نہیں کہلا سکتا۔ (حضرت استاد گرامیؒ حوالہ حضرت سید آل حسن کامل شاہؒ)

اب اللہ تعالی کے کرم سے اور اپنے مرشد عالی کی نظر عنایت سے مذکورہ بالا دونوں حصوں کی تشریح قرآن و سنت اور اولیائے کرام کے حوالہ جات کی روشنی میں کی جائے گی۔

(1) نفس امارہ، نفس ملہمہ۔ نفس لوامہ۔ نفس مطمئنہ کی تشریح

نفس امارہ:۔ نفس امارہ خراب ہوتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔ روح زندہ ہوتی ہے۔ (محک الفقرا)

جب انسان ابتدا میں نیکی وبدی کی تمیز کے بغیر اپنی خواہشات کا کا غلام ہوتا ہے تو اسے نفس امارہ کہتے ہیں (احوال ومقامات)۔

نفس امارہ ہمیشہ انسان کو برائیوں کی طرف متوجہ کرتا اور برائیوں کی خواہش پیدا کرتا رہتا ہے لذائذ کی طرف راغب کرتا ہے۔ اور ناملائمات پیش آنے پر بہت جلد غصہ ہو جاتا ہے (جو دراصل ایک صفت حیوانی ہے)۔ اور یہ صفت انسان کو ہمیشہ حق و حقیقت اور سلامت روی سے دور رکھی ہے۔ یہی نفس امارہ ہے جو انسان کو خدا کے طرف متوجہ ہونے سے روکتا ہے۔ یہی نفس امارہ ہے جو انسان کو شرک اور کفر کی طرف متوجہ کرتا ہے یہی نفس امارہ ہے جو حقائق بینی پر ہمیشہ پردہ بنتا ہے۔ یہی نفس امارہ ہے برائیوں اور بد تہذیبوں میں پھنساتا ہے۔ مگر ان برائیوں کے بھی مراتب ہیں مثلاً کوئی شخص اپنی بد تہذیبی کے اندر بھی کم بد تہذیب ہے یا زیادہ بد تہذیب ہے کوئی شخص اپنے کفر میں شدت پسند ہے۔ کوئی نرمی پسند ہے۔ کفر کی حالت میں بھی بعض اخلاق نیک صادر ہوتے ہیں۔ مگر وہ اعمال نیک یا اخلاق نیک کفر کے ساتھ بعینہ اس طرح ہے۔ جس طرح آپ ایک سیمنٹ کی زمین پتھر پر تخم ریزی کریں۔ ممکن ہے پانی دینے سے وہ بیج تھوڑا سر نکالے لیکن وہ قائم نہیں رہ سکتا بہت جلد جل بھن کر خاک ہو جائے گا۔ یہی حال تخم عمل کا ہے۔ جب اسے اسلام کی نرم و لطیف زمین میں بویا جاتا ہے تو پھلتا پھولتا ہے۔ اور کفر کی زمین میں خشک ہو کر رہ جاتا ہے۔ تخم عمل ہمیشہ ایسی زمین میں ڈالو جو نرم اور جوہر دار ہو انسان کا دل اسلام سے نرم اور ایمان سے جوہر دار ہوتا ہے۔ جب اسمیں نیک نیتی کا بیج بویا جاتا اور اسے اخلاص کے پانی سینچا جاتا ہے تو عمل صالح کی شاخیں اسمیں پھولتی پھلتی اور سرسبز و شاداب ہوتی چلی جاتی ہیں۔ لیکن اگر زمین قلب شور و سخت ہو تو جو اعمال نیک ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ وقتی اور سطحی ہوتے ہیں بعد میں ان کا کوئی اثر باقی نہیں رہ جاتا خلاصہ یہ ہے کہ نفس امارہ سے یہ لازم نہیں کہ انسان تمام اعمال زشت کا مالک بن جائے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اعمال نیک بھی ظاہر ہوں لیکن کفر و شرک اور اعتقاد باطل کی وجہ سے وہ اعمال نیک نتیجہ خیز نہیں ہوتے اور عموماً جو لوگ اسلام سے محروم

ہیں وہ صاحبان نفس امارہ ہیں۔ (مینائی مصطفائی دور۔۱)

نفس ملہمہ :۔ نفس پر باطن کی طرف سے من جانب اللہ الہام تقوی ہوتا ہے۔ یعنی ایک مسلمان جو خدا پر اعتقاد رکھتا ہے اور تمام ضروریات ایمانی پر عامل ہے۔ وہ برائیوں بھلائیوں کو سمجھ لیتا ہے۔ اس کو نفس ملہمہ کہتے ہیں۔ اور اس الہام کے بعد بھی یہ ممکن ہے کہ کسی وقت اس سے کوئی برائی سرزد ہو جائے اور ارتکاب گناہ کرے کیونکہ ابھی اس کے نفس میں اماریت کا رنگ باقی ہے۔ اگر خدا کی توفیق شامل ہے تو یہ نفس ایک درجہ اور ترقی کر کے مرتبہ لوامیت پر آجاتا ہے۔

نفس لوامہ :۔ نفس کے مرتبہ لوامیت پر آنے کے بعد اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اگر تم سے کوئی برائی ہو جائے تو نفس خود کو ملامت کرتا ہے۔ جس کو آواز ضمیر کہتے ہیں۔ ملامت نفس سے بے چینی پیدا ہوتی ہے اگر بے چینی بڑھ جائے ملامت نفس پر حاوی ہو جائے تو نفس برائیوں سے بیزار ہو کر نیکی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور جیسے جیسے نیکی کا جذبہ قوی ہوتا جاتا ہے۔ برائی کا جذبہ کمزور ہونے لگتا ہے۔

(مینائی مصطفائی ص160)

نفس مطمئنہ :۔ پھر وہ مرحلہ آتا ہے کہ نفس برائیوں سے بالکل بیزار ہو کر دل اور روح کے القا کو قبول کرنے لگتا ہے۔ یعنی تقاضائے قلب و روح نفس کیلئے باعث اطمینان ہوتا ہے۔ ایسے نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ جس میں نرمی و لطافت اور حسن و جمال پسندی آ جاتی ہے۔ حسن و جمال پسند سے ہماری مراد حسن حقیقت ہے۔ ہر خوبی کے اندر حسن ہے۔ اور ہر کمال کے اندر جمال ہے۔ اس لئے تمہارا نفس حسن حقیقی اور جمال باکمال کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں تزکی اور پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے۔

(مینائی مصطفائی ص160)

نفس مطمئنہ انبیاء کا ہوتا ہے یا خاص خاص اولیاء اور فقرا کا (توفیق الہدایت)

فقر کے مدارج طے کرنے کے لئے نفس مطمئنہ کا حصول ضروری ہے۔ کیونکہ نفس مطمئنہ ظاہری و باطنی لحاظ سے وہ حالت ہے۔ جو روحانی ترقی کے لئے مرکز کا کام کرتی ہے۔ یہ وہ بنیاد ہے جس پر عمارت استوار کی جاتی ہے۔ اگر نفس مطمئنہ نہ ہو تو اذکار و اشغال کوئی اثر نہیں کرتے اور وجود طاہر و مطہر نہیں ہوتا لیکن نفس مطمئنہ کے حصول کے بعد ترقی کرتے کرتے آدمی وہاں پہنچ سکتا ہے۔ جہاں وہ اپنے آپ کو خدا سے جدا نہیں جانتا۔

جب ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ تو نفس مطمئنہ قلب کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اور قلب روح کا نور حاصل کرتا ہے۔ روح امر ربی ہے۔ روح سر سے مل جاتا ہے۔ اس کے مغز پوست، جاں اور ہر رگ و ریشے میں ذکر اثر کر جاتا ہے۔

(کلید التوحید کلاں 309)

نفس مطمئنہ کا مالک حضرت سلطان باہو رحمتہ علیہ کی نظر میں فقیر صاحب عنایت ہے نور الہدیٰ میں انہوں نے اس مرتبے کے فقیر کی یوں تعریف کی ہے فقیر صاحب عنایت وہ ہوتا ہے کہ جملہ گنج ہائے ظاہری و باطنی کا تصرف اس کی نظر میں ہو۔ اس کا نفس مطمئنہ نور نوادر ہو اور وہ اپنے نفس پر قادر ہو۔

تزکیہ نفس بحوالہ جات قرآن مجید

(1) قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دین اسلام میں کامیابی و کامرانی کا مدار ہی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب (گناہوں سے نفس کی پاکیزگی قلب کی صفائی) پر ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ قد افلح من زکھا و قد خاب من دسھا (الشمس) تحقیق وہ کامیاب ہوا جس نے اس کو پاک کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو (گناہوں میں) گاڑ دیا۔

(2) قرآن مجید میں رسول اکرم شفیع محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت باعث رحمت و سعادت کا مقصد ہی

تلاوت آیات تزکیۂ نفس اور تعلیم کتاب و حکمت بیان کیا گیا ہے۔ **یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ** (الجمعہ)۔ تصوف کیا ہے؟ تزکیۂ نفس کا دوسرا نام ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت کے چار مقاصد میں سے دوسرا مقصد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سید دو عالم ﷺ کو مسلمانوں کے نفوس کا تزکیۂ کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ تزکیۂ نفس کے بغیر نفس مغلوب نہیں ہو سکتا اور جب تک نفس مغلوب نہ ہو کوئی مسلمان نہ جہاد فی سبیل کر سکتا ہے۔ نہ اللہ کے راستہ میں کچھ خرچ کر سکتا ہے۔

اللہ کہتا ہے کہ اپنا مال میری راہ میں خرچ کرو۔ لیکن نفس انسان سے کہتا ہے کہ اگر تم نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تو تم مفلس ہو جاؤ گے اور تمھارے متعلقین (بیوی۔ بچے) فاقے کریں گے۔ لہذا جب تک نفس مغلوب نہ ہو اس وقت تک کوئی مسلمان اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف نہیں کر سکتا اللہ کہتا ہے کہ میری راہ میں جہاد (قتال) کرو۔ نفس انسان کو ورغلاتا ہے کہ اگر تو میدان جنگ میں گیا تو گمان غالب یہی ہے کہ مارا جائے گا۔ اس صورت میں تیری بیوی تیرے بچے برباد ہو جائیں گے پس جب تک نفس مغلوب نہ ہو کوئی مسلمان سربکف ہو کر میدان میں نہیں آسکتا۔

تذکیۂ نفس بحوالہ احادیث

(1) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجاہد وہ شخص ہے۔ جس نے راہ خدا میں اپنے نفس سے جہاد کیا یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے نفسانی خواہشوں کو روکا اور یہ بھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف رجوع کیا جہاد یعنی غزا میں فی سبیل اللہ قتل ہونا یہ چھوٹا جہاد سمجھا گیا اور اپنی نفسانی خواہشوں کا توڑنا بڑا جہاد ظاہر ہوا۔ پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ جہاد اکبر کیا ہے۔ فرمایا یہ نفس پر قہر کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نفس پر قہر کرنے کو جہاد پر فضیلت فرمائی ہے۔ اس لئے کہ اسمیں زیادہ رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ خواہش

جہاد پر چلنا ہوتا ہے۔اور مجاہدہ اسپر قہر کرنا تجھے خدا عزت فرمائے۔ مجاہدہ نفس اور اس کی سیاست کا طریق واضح اور ظاہر ہے۔ جو کہ سب دینوں اور مذہبوں میں عمدہ ہے۔اور اہل طریقت اس کی پاسداری میں خاص ہیں۔ اور یہ بات سب خاص و عام اہل طریقت میں مستعمل اور جاری ہے۔

(2) حضور سید دو عالم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالی بندے پر نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو اسکے نفس کے عیبوں سے آگاہ کرتا ہے اور آثار میں وارد ہے۔ کہ خدائے عزوجل نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا اے داوٗد علیہ السلام اپنے نفس سے عداوت کرلیں ضروری دوستی اسکی عداوت میں ہے۔ (کشف المحجوب)

(3) حضور سید دو عالم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد عمدہ اخلاق کی تکمیل بیان کیا ہے۔ بعثت لا تممکارم الاخلاق (الحدیث) اور ظاہری اور باطنی آلودگیوں سے بچنے کا حکم بھی قرآن مجید میں صراحتہ موجود ہے۔ ارشاد ہے۔ و ذرو ظاهر الاثم و باطنه (الانعام) اور تم چھوڑ دو ظاہر اور چھپا گناہ اور ان ہی تین چیزوں (1) تزکیہ نفس (2) تصفیہ قلب (3) تعمیر ظاہر و باطن پر سلوک و تصوف کی عمارت قائم ہے۔ جب تک رسول خدا ﷺ جسمانی طور روئے زمین پر تشریف فرما رہے خود ہی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب فرماتے رہے اور آپ کی جسمانی جدائی کے بعد تعلیم قرآن و حکمت، تزکیہ و تصفیہ کی خدمت علمائے ربانی انجام دیتے رہے جن کو عرف عام بزرگان دین اور صوفیائے کرام کہا جاتا ہے۔ (تفسیر صاوی)

پس ہر ایک عقل مند پر لازم ہے کہ رضائے الٰہی کے راستے پر چلنے اور ماضی پر نادم ہونے کے ذریعے اپنے حال کی اصلاح کرے۔ شریعت و طریقت کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اپنے نفس کا ہر وقت محاسبہ کرتا رہے۔

تذکیہ نفس بحوالہ اولیائے کرامؒ

(1) حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ بڑا بھاری پردہ بندہ کے واسطے نفس کا دھیان رکھنا اور اسکی تدبیر کو ماننا ہے۔ اس لئے کہ نفس کی متابعت خداوند عزوجل کی مخالفت حق کے سب پردوں کا سردار ہے۔

(2) حضرت ابو یزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا نفس ایک صفت ہے جو باطل کے سوا آرام نہیں پاتا ہے۔ وہ کبھی راہ حق پر نہیں چلتا۔

(3) حضرت محمد ابن علی ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا نفس تجھ میں باقی رہے اور تو حق کو پہچانے۔ حالانکہ تیرا نفس اپنے آپ کو نہیں پہچانتا وہ غیر کو کس طرح پہچانے گا یعنی نفس اپنے بقا کی حالت میں خود محجوب ہے تو حق کا مکاشفہ کس طرح کر سکتا ہے

(4) ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ نفس امانت میں خیانت کرنے والا طلب رضا سے منع کرنیوالا ہے۔ اور سب سے اچھا عمل اس کا خلاف ہے۔

(5) حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بندہ کا اپنے نفس کی مراد پر قائم ہونا کفر کی بنا ہے (کشف المحجوب)

تزکیہ نفس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی دس عمدہ خصلتیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تزکیہ نفس اور اہل مجاہدہ کیلئے دس خصائل بیان فرمائے ہیں جو کہ اہل طریقت کیلئے جس پر عمل کرنے سے معرفت ور وحانیت کے بلند رتبے پاتیے ہیں۔

(1) قسم کھانا

بندہ قصداً یا سہواً جھوٹی یا سچی قسم ہرگز نہ کھائے اور خود کو قسم کھانے کا عادی نہ بنائے خواہ وہ قسم اللہ کے نام سے ہو یا اسکی مقدس کتاب کے نام سے نبی اکرم ﷺ سے یا کسی بھی اور ذریعے سے۔ کیونکہ جب کوئی شخص قسم کھانے کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے نزدیک قسم کی کوئی عظمت و اہمیت نہیں رہتی اور وہ دانستہ یا نادانستہ کی خلاف ورزی کرنے لگتا ہے۔ جو بد عہدی کے علاوہ خدا کے غیض و غضب کو برانگیختہ کرتا ہے۔

(2) جھوٹ بولنا

بندہ ارادتاً یا ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنے سے احتراز کرے۔ اس لئے کہ جھوٹ انسان کو بزدل اس کے قلب و دماغ کو زنگ آلودہ کر دیتا ہے اور اس سے خلق خدا میں اس کا اثر و اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص انسانوں کے سامنے جھوٹ بول سکتا ہے۔ وہ خدا پر بھی کذب و افترا پردازی اور بہتان طرازی سے گریز نہیں کرتا۔ اس کے برعکس اگر وہ اپنی زبان کو سچ بولنے کا عادی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شرح صدر عطا فرمائے گا اور اس کا سینہ علوم و معارف اسلامیہ کیلئے کھول دے گا۔ جب وہ دوسروں سے جھوٹ سنے گا تو اپنی زبان اور عمل سے ان کو سچ کی تبلیغ و تلقین کرے گا۔ نیز وہ جھوٹوں کی اس عادت بد کے رفع ہونے کی دعا کرے گا۔ الغرض جھوٹ ضعیف العقیدہ اور فاسق و فاجر لوگوں کا شیوہ ہے اور سچ یا حق گوئی صاحب ایمان اولیاء و صلحا اور صدیقین کا دستور عمل ہے۔

(3) وعدہ پورا کرنا

جب بندہ کسی شخص سے عہد و پیمان کرے تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرے قرآن و حدیث میں پابندی عہد کی پے در پے تاکید آئی ہے اور اسے ایمان کی ایک بہت بڑی علامت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے مسلمانو تم اپنے عہد و پیمان کی تعمیل کیا کرو

کیونکہ تم سے تمہارے وعدوں کے متعلق باز پرس ہو گی۔ نیز حضور سید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے عہد و پیمان کی پابندی نہیں کرتا اسمیں ایمان ہی نہیں۔ پس یاد رکھ کہ کسی سے وعدہ کر کے توڑ دینے کے مقابلہ میں یہ طرز عمل زیادہ بہتر ہے کہ تو وعدہ ہی نہ کرے۔

(4) لعنت کرنا

انسان کسی بنی آدم یا چیز پر لعنت نہ کرے۔ کیونکہ لعنت کرنے کا حق صرف اللہ تعالی کو پہنچتا ہے اور عالم الغیب ہونے کے لحاظ سے وہی خوب جانتا ہے۔ کون سا شخص یا کون سی چیز لعنت کے قابل ہے اور معتوب و مغضوب ہونے کی مستحق ہیں پس لعنت نہ کرنا اور مخلوقات کو ضرر وایذا نہ پہنچانا۔ اولیاء اللہ اور ابرار و صدیقین کی صفت ہے اور اس موضوع پر ان کا اتباع کرنے والے لوگوں کے درجات دنیا و عقبی میں بلند کیے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالی ان کے ایمان کی حفاظت فرماتا ہے پس مومن کو چاہیئے کہ جگہ جگہ لعنت کرتے پھرنے سے اللہ کے علم و فعل میں دخل نہ دے اور دوسروں کو لعنت و ملامت کرنے کے بجائے اپنی سیرت اور اپنے عقیدہ و عمل کی اصلاح کرے۔

(5) بدعا کرنا

مسلمان کسی کیلئے بدعا کرنے سے پرہیز کرے اگر اس پر کسی کی جانب سے زیادتی اور نہ خدا ترسی ہوئی ہے تو اس کیلئے بدعا کرنے کی بجائے اس کے راہ راست پر آجانے کی دعا کرے اور تحمل و برداشت سے کام لے۔ یہ خصلت اپنے صاحب کے درجات بلند کرتی ہے۔ اور بندہ جب اس نیک صفت سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ تو اسمیں سیرت کی پختگی پیدا ہوتی ہے اور وہ مخلوق میں محبت و مقبولیت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ اور قلوب مومنین میں اعزاز و احترام پاتا ہے۔

(6) کافر۔ مشرک۔ منافق کا حکم لگانا

مومنین اور اہل قبلہ میں سے کسی شخص پر یقین و وثوق کے ساتھ کافر و مشرک یا منافق ہونے کا حکم نہ لگائے تاوقتیکہ اس کے پاس کوئی پختہ اور واضح ثبوت مہیا نہ ہو جائے کسی کی تکفیر کرنا ایک بہت نازک اور ذمہ داری کا فعل ہے اور ہر شخص کو بلا سوچ سمجھے اور تحقیق کئے اس کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔ بخلاف اس کہ کسی کی تکفیر نہ کرنا علم الٰہی میں دخل دینے سے بچنا ہے۔ اتباع سنت نبویؐ ہے۔ اور مومن کیلئے احتیاط کا اچھا طریقہ ہے۔ یہ خصلت اللہ کی رحمت رضامندی سے بہت قریب ہے اور انسان کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر یا منافق قرار دینے سے محفوظ رہتے ہوئے اپنے ہی ایمان کی نگہداشت کرتا ہے اور خدا کو مغضوب ہونے سے بچتا ہے۔

(7) نگاہ کی حفاظت

انسان گناہ و معصیت میں مبتلا کرنے والی یا حرام و ناجائز چیزوں کو دیکھنے یا ان کی طرف راغب ہونے سے پرہیز کرے اور اپنے اعضاء کو نواہی یعنی اللہ تعالیٰ کی ممنوع قرار دی ہوئی چیزوں سے محترز رکھے۔ یہ احکام الٰہی کا احترام ہے۔ جس کے لئے بندے کو دنیا و عقبیٰ میں عزت و سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

(8) توکل و استغناء

مخلوقات میں سے کسی پر خواہ وہ اپنے سے بڑا ہو یا چھوٹا اپنا بوجھ ناروا طریق پر نہ ڈالے اور انہیں ظلم و زیادتی سے مکلف نہ کرے۔ یہ خصلت دیندار اور ذاکر و عابد لوگوں کی عزت ہے اور اسی کی تعمیل سے وہ موثر طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قوت و توفیق پاتے ہیں۔ جب مومن کی روش ہو اور وہ اپنی حاجات اور ضروریات کے لئے اللہ کے علاوہ مخلوقات کو مکلف نہ کرے اور نہ ان کے صدقات پر نظر رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے توکل اور استغناء کی بے

مثل صفات عطا فرماتا ہے یہ خصلت توحید واخلاص کا بلند رتبہ پانے کے لئے سب سے اہم اور مفید صفت ہے۔

(9) حرص وہوس

مسلمان حرص و ہوس کا اتباع نہ کرے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر حمد و شکر بجالائے اور مخلوقات کو اپنی خواہشات و مطالبات کا مرجع نہ بنائے یہ توکل کی روح ہے اور اعتماد علی اللہ کا اصول اور یہ ان برگزیدہ بندگان حق تعالیٰ اور اولیاء اللہ کی علامت میں سے ہے۔ جنہوں نے مخلوقات سے روابط منقطع کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنے روحانی و معنوی تعلق کو محکم و استوار کیا اور انہیں دینا و عقبیٰ میں سعادت و فلاح حاصل ہوئی۔

(10) تواضع

مومن کو تواضع اختیار کرنا چاہیے اور عجز وانکساری کو اپنا شعار جانے۔ تواضع سے مسلمان کا رتبہ بلند ہوتا ہے۔ یہ خصلت تمام عبادات کی اصل ہے۔ اور ایمان و اخلاق کی تمام عمدہ صفات اسی سے جنم لیتی ہیں۔ اسی خصلت سے مومن اولیاء اللہ کی سیرت پاتا ہے جو راحت یا تکلیف اور خوشی یا غمی دونوں میں راضی رہتے ہیں۔

تعریف:۔ تواضع کی تعریف یہ ہے کہ انسان کسی کو حقیر وادنی نہ سمجھے اور جس سے بھی ملے سمجھے کہ ممکن ہے علم الٰہی میں یہ شخص رتبہ و صفات میں مجھ سے بلند تر ہو۔ لہذا اگر وہ اس سے چھوٹا ہے تو سمجھے اس نے اللہ کی قدر نافرمانی نہیں کی جس قدر میں نے کی ہے اور اس لئے وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر اس سے بڑا ہے تو کہے کہ اس نے مجھ سے اللہ کی عبادت شروع کی اور مجھ سے زیادہ نیکیاں کیں لہذا اسے مجھ پر فوقیت حاصل ہے اور اگر وہ عالم ہے تو سمجھے کہ اسے وہ نعمت و فضیلت دی گئی ہے جس تک میری رسائی نہیں ہوئی اس نے وہ کچھ سیکھا سمجھا اور معلوم کیا ہے جو میں نے نہیں کیا نیز وہ علم سے متمتع ہو کر اس سے اپنے

عقیدہ و عمل کی اصلاح کا فائدہ بھی اٹھاتا ہے لہذا اس کی فضیلت و برتری مجھ پر مسلم ہے۔ اگر وہ جاہل ہے تو کہے کہ اس نے اللہ کی جتنی کچھ نافرمانی کی ہے وہ علم نہ ہونے کی ہے۔ لہذا اس جہت سے مجھ پر برتری ظاہر ہے اور اگر وہ کافر ہے تو کہے کہ میں نہیں جانتا شاید وہ مسلمان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس سے کسی بھی وقت اپنی توفیق و نصرت سے راہ حق دکھادے اور پھر اس کا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہو لہذا میرے لئے اس کی تحقیر جائز نہیں بس تواضع بہت سے اوصاف پسندیدہ کی جڑ ہے اور اس سے طبع انسانی میں کبر و غرور پیدا ہونے کی بجائے خلق خدا سے ہمدردی اور محبت و شفقت کے جذبات جنم لیتے ہیں علاوہ ازیں جب بندہ متواضع ہو جائے گا تو اللہ اسے آفات نفس سے محفوظ رکھے گا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت و توقیر پیدا کرے گا اور اسے اپنے مقبول و محبوب بندوں میں شمار کرے گا۔ حسب حدیث تواضع عبادت کا مغز ہے۔ یہ متقی اور راست باز لوگوں کی پہچان ہے اور کوئی شے اس سے افضل نہیں ہے اس کے باعث مومن کی زبان لغویات و ہزلیات اور دل آزار باتوں سے محفوظ ہو جاتی ہے اور وہ ظاہر اور باطن میں یکساں ہو جاتا ہے۔ وہ نہ خود کسی کی غیبت کرتا ہے نہ دوسروں سے کسی کی غیبت سننا گوارہ کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں غیبت کی بہت مذمت آئی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں تواضع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (فتوح الغیب)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامی مرشد عالی چوہدری محمد یوسف غنیؒ

کے تصوف کا دوسرا حصہ

(1) پہلا حصہ یعنی نفس امارہ، نفس ملہمہ، نفس لوامہ، اور نفس مطمئنہ کا بیان مکمل طور پر تشریح اور تفصیل کے ساتھ ختم ہو چکا ہے۔ اب اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اور مرشد عالی کی نظر عنایت سے دوسرے حصے اس کی تشریح اور تفصیل بیان کی جائے گی۔ تصوف کے دوسرے حصے کا موضوع یہ ہے۔

(2) شریعت ہی وہ واحد راہ ہے۔ جسمیں سے گزر کر طریقت کے مقام اعلی کو پایا جا سکتا ہے۔ جو حقیقت میں منزل حقیقت کا دوسرا نام ہے۔ شریعت پر عمل نہ کرنے والا کسی بھی طور پر ولی اللہ نہیں کہلا سکتا۔ (حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ)

ہر روحانی طالب کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت کے مطابق درست کرے۔ کیونکہ عقیدہ کی درستگی کے بغیر ہر قسم کا زہد و عبادت رایگاں اور ضائع ہو جاتا ہے۔ اور حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "تمام طائفوں میں سے در حقیقت صرف اہل سنت و جماعت ہی معمور باطن اور مغفور ہیں۔"

(محکم الفقراء ص)

اس لئے اہل سنت سے مکمل واقفیت حاصل کرے۔ خصوصا اللہ تعالی اور اس کے پیارے محبوب سید دو عالم ﷺ کے ادب و احترام اور عشق و محبت اور اہل بیتؓ اطہار اور صحابہ کرامؓ۔ صلحائے امت اور اولیائے کرام کے بارے میں درست اور صحیح عقائد رکھنے از حد ضروری ہے۔ علمائے اہل سنت کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ اور باعمل جید علمائے کرام کی خدمت میں

حاضری بہت ضروری ہے تاکہ عقائد اہل سنت سے مکمل واقفیت کے ساتھ ساتھ ضروریات دین سے بھی بقدر ضرورت آگاہی حاصل کرے کیونکہ حضور بادشاہ سلامت حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرمایا ''جو بغیر علم کے زہد اختیار کرتا ہے وہ آخر عمر میں مجنون ہو جاتا ہے یا کافر ہو کر مرتا ہے (حجت الاسرار ص ۱۳)

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو

تبلیغ دین کرنے اپنی آخرت کو سوارنے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچانے کے لئے ترکیہ نفس اور عملیات کی استعداد حاصل کرنا نیک اور محمود عمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

والذین جاھد و فینا لنھد ینھم سبلنا

یعنی جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ شکل وصورت چال ڈھال گفتار و کردار سب میں حتی الامکان سنت مصطفیٰ ﷺ کو اپنانا انشاء اللہ بہت جلد منزل مقصود تک پہنچادے گا۔ جان بوجھ کر شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی زبردست رجعت اور لعنت کا باعث بن سکتی ہے۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھیں جو کہ جہلاء کہتے ہیں''۔ ''شریعت اور ہے طریقت اور ہے'' انتہائی گمراہ کن نعرہ ہے اور زبردست شیطانی لعین کے اس مکرو فریب سے بچئیے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا ارشاد گرامی ہے۔

ہر مراتب از شریعت یافتم
پیشوائے خود شریعت ساختم

میں نے تمام مراتب شریعت کی پیروی سے حاصل کئے ہیں اور میں نے اپنا پیشوا شریعت کو بنایا ہے۔

فقیر کیلئے ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کی شریعت کی پاسداری کرے فقیر کامل باوجود

استغراق کے شریعت کے کسی فرض یا سنت کو قضا نہیں کرتا کیونکہ راز نماز میں ہے اور نماز راز میں ہے۔ اگر کوئی فقیر خلاف شرع طرز عمل اختیار کرتا ہے تو حضرت سلطان باہور حمتہ اللہ علیہ اس کے باطن کو بھی باطل قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک وہ مردود اور ملعون ہے۔

اخلاق کا معیار بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ سلطان باہور حمتہ اللہ علیہ سلوک کے سب وظائف کو آسان مگر خلق محمدی ﷺ کو اپنانا مشکل بتاتے ہیں۔ وہ اس کے اپنانے کی پر زور تلقین کرتے ہیں۔ اگر کوئی فقیر ہے تو محمدی اخلاق کا حامل ہوگا۔ یہ بات جناب رسالت ماب ﷺ کی صحبت کی بدولت ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ (احوال و مقامات حضرت سلطان باہوؒ)

فقیر نور محمد سروری قادری نور الہدی کے ابتداء میں بادشاہ سلامت حضرت سلطان لاالعارفین سلطان باہور حمتہ اللہ علیہ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ۔

ازل سے ابد تک ہر وقت اور ہر لحہ توحید کے دریائے ژرف میں مستغرق رہے ہیں لیکن باوجود استغراق کے بھی سنت نبوی ﷺ اور شریعت مصطفوی ﷺ پر حضور سلطان العارفینؒ اس طرح مقیم اور ثابت قدم رہے ہیں کہ مدت العمر آپ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔

آج کل کے جھوٹے مدعی خلاف شریعت بے دین لوگ عارف کامل ہرگز نہیں ہو سکتے جو سنت نبوی ﷺ کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور اپنے ہم جنس بے دین جہال کو اپنے پیچھے لگا لیتے ہیں اور عام جہلاء میں بزرگ ہیں اور عارف کامل مشہور ہو جاتے ہیں۔ اگر ان سے نماز' روزہ وغیرہ پابندی شریعت کے بارے میں باز پرس کی جائے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ظاہری لوگوں کیلئے ہے۔ ہم باطنی جسوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور اسی طرح ترک ماسوئے کا دائمی روزہ رکھتے ہیں یعنی باطنی شریعت کے پابند ہیں اور ملاؤں اور

فقیروں کے الگ الگ راستے ہیں۔ اس قسم کے بے شمار واہیات خرافات بکتے ہیں لیکن یاد رہے کہ باطنی شریعت یعنی طریقت کا مکھن اسی ظاہر دودھ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور باطنی علم اسی ظاہری علم سے ہویدا ہوتا ہے۔

مجالستہ النبی (ﷺ) میں حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ شریعت محمدی (ﷺ) کی پیروی حاصل کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

روز شب در طالب نبوی ﷺ باحضور　　　مرد مرشد میرساند خاص نور

ہر کہ منکر میشود زیں خاص راہ　　　عاقبت کافر شود بارو سیاہ

ترجمہ:۔ مرشد دن رات حضور نبوی ﷺ کی طلب میں نور پہنچاتا ہے۔ جو شخص اس خاص راہ منکر ہو جائے وہ منہ کالا آخر کو کافر ہو جاتا ہے۔

شریعت وطریقت

تصوف وطریقت اور شریعت میں صرف اعتباری فرق ہے۔ ظاہری سیرت وصورت افعال و اعمال کو مخصوص اسلامی طریقہ کے مطابق رکھنا اور ادا کرنا فقہ وشریعت کہلاتا ہے اور ان میں صدق دل اور اخلاص نیت کا نام تصوف طریقت ہے اور حقیقت قرآن وحدیث سے عیاں ہے کہ عنداللہ ظاہری اعمال سے بڑھ کر اصلاح باطن اور صدق نیت مقبول ومعتبر ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالی تمہارے اعمال اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ ہمارے قلوب اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ (راہ حقیقت)

شریعت کے تین جز ہیں۔ (1) علم (2) عمل (3) اخلاص

جب تک یہ تین چیزیں حاصل نہ ہوں گی شریعت حاصل نہ ہوگی اور جب شریعت حاصل ہوگی اللہ تعالی کی رضا حاصل ہو جائے گی۔ جو کہ دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے بالا

تر ہے۔ اللہ تعالی کی رضا ہی بڑی چیز ہے۔ (مکتوب نمبر 36)

ذرا آگے چل کر حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت اور حقیقت صوفیائے کرام کی امتیازی علامات ہیں مگر یہ دونوں چیزیں شریعت کی تیسری جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کیلئے شریعت کی خادمہ ہیں۔ لہذا ان دونوں کے حاصل کرنے سے اصل مقصد شریعت کی تکمیل ہے نہ کچھ اور۔

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات نمبر 78 میں فرماتے ہیں یعنی اس نعمت عظمی تک پہنچنے میں سید المرسلین ﷺ کی اتباع سے والستہ ہے۔ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہیں کریں گے اور اوامر کے بجالانے اور منہیات (جن امور سے روکا گیا ہے) سے رک جانے سے آراستہ نہیں ہونگے اس وقت تک اس دولت کی خوشبو جان کے دماغ میں نہیں پہنچے گی۔ شریعت کی مخالفت جو کہ اگر چہ بال کے برابر ہو۔ کے باوجود اگر بالفرض احوال (مکاشفات وغیرہ) اور مواجید (جذب و سکر و مستی وغیرہ) حاصل ہو بھی جائیں تو وہ سب استدارج میں داخل ہونگے۔ محبوب رب العلمین ﷺ کی تابعداری کے بغیر چھٹکارا ممکن نہیں اس چندروزہ زندگی کو اللہ کی رضا میں صرف کرنا چاہیئے

امام طریقت حضرت غوث صمدانی عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ

(1) اپنی کتاب فیوض یزدانی میں فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب رسول اکرم ﷺ کی اتباع نہ کرے اور اپنے ایک ہاتھ سے حضور ﷺ کی شریعت کو اور دوسرے ہاتھ میں آپ پر منزل من اللہ کتاب قرآن حکیم کو نہ پکڑے اور آپ ﷺ کے چلے ہوئے راستہ پر حق تعالی کی طرف نہ چلے وہ ہلاک ہوا اور پھر گمراہ ہوا کیونکہ یہی دونوں قرآن و شریعت حق تعالی کی طرف صحیح راستہ دکھانے والے ہیں۔ اور جو بے علم ہے وہ غافل ہے۔ اور غافل شریعت و سنت کا تارک ہے۔ ایسا آدمی فاسق ہوگا حدیث رسول میں آتا ہے کہ فاسق کی تعریف

کرنے سے عرش معلیٰ کانپتا ہے۔ نیز قرآن مجید میں فرمان ربّی ہے کہ اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت نہیں بخشتا۔

(2) حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ شریعت پاکیزہ محمدی ﷺ درخت دین اسلام کا پھل ہے۔ شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگ مگا اٹھیں شرع کے پیروی دونوں جہاں کی سعادت بخشتی ہے خبردار اس کے دائرے سے باہر نہ جانا خبردار شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا (بہجہ مبارک)۔

(3) حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رکھنا۔

(بہجہ منورہ)

(4) امام حجتہ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی اس دعائے حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ حضرت سری سقطی نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس نے پہلے حدیث و علم حاصل کر کے تصوف میں قدم رکھا اور فلاح کو پہنچا اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔

(احیاء العلوم ص ۱۳)

(5) حضرت سید ابوالقاسم جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے حضرت ابوالقاسم قشیریؒ اپنے رسالہ مبارک میں فرماتے ہیں۔ جس نے قرآن یاد کیا نہ حدیث لکھی یعنی جو علم شریعت سے آگاہ نہیں دربارہ طریقت اس کی اقتدا نہ کریں اسے پنا پیر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب و سنت کا پابند ہے۔ (رسالہ مبارکہ قشیریہ مطبع معر ص 24)

نیز فرمایا خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ ﷺ کے نشان قدم کی پیروی کرے۔

(رسالہ قیریہ ص 24)

(6) حضرت بسطامی رحمتہ اللہ علیہ :۔ فرماتے ہیں اگر تم کسی شخص کو دیکھو ایسی کر امت دیا گیا ہے کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکے تو اس سے قریب نہ جانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض واجب و مکروہ و حرام و محافظت حدود آداب شریعت میں اس کا حال کیسا ہے (قشریہ ص)

(7) حضرت سیدی ابو حفص عمر حداد رحمتہ اللہ علیہ کابر ائمہ عرفاء معاصرین حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں۔ جو ہر وقت اپنے تمام کام تمام احوال کو قرآن و حدیث کی میزان میں نہ تولے اور اپنے واردات قلب پر اعتماد کرلے اسے مردوں کے دفتر میں نہ گن۔

(8) قول۔ حضرت سیدی ابو عبد اللہ محمد رحمتہ اللہ علیہ :۔ تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی ﷺ کر پیروی ہو (طبقات کبری امام شعرانی ص)

(9) قول۔ عارف باللہ حضرت سید علی خواص رحمتہ اللہ علیہ پیرو مرشد امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

علمائے ظاہر ہوں خواہ علمائے باطن سب کے چراغ شریعت ہی کے نور سے روشن ہیں ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کسی کا کوئی قول ایسا نہیں کہ اہل حقیقت کے اقوال اس کی تائید نہ کرتے ہوں۔ ہمارے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں (میزان الشریعت الکبری ص 49)

نیز فرمایا

تمام علمائے امت کے دلوں کو رسول اللہ ﷺ کے قلب اقدس سے مدد پہنچتی ہے تو ہر عالم کا چراغ حضور ﷺ ہی کے نور باطن کے شمع دان سے روشن ہے۔ (میزان الشریعہ ص 49)

(10) قول۔ حضرت سید افضل الدین اجل خلفائے سید علی خواصؒ فرماتے ہیں۔

حقیقت عین شریعت اور شریعت عین حقیقت (میزان الامام الشعرانی)

قرآن رہے پیش نظر یہ ہے شریعت　　اللہ رہے پیش نظر یہ ہے طریقت

(11) قول عارف باللہ سیدی الواہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

تمام اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ طریقت میں صدر بننے کا لائق نہیں مگر وہ جو علم شریعت کا دریا ہے۔ (طبقات کبری ص)

(12) قول۔ حضرت عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یعنی اے عاقل اے حق کے طالب دیکھ یہ عظمائے مشائخ طریقت یہ کبرائے ارباب حقیقت سب کے سب شریعت مطہرہ کی تعظیم کر رہے ہیں او کیوں نہ کریں وہ واصل نہ ہوئے مگر اسی تعظیم اقدس اسی سیدھی راہ شریعت پر چلنے کے سبب اور ان سے یا ان کے سوا اور سرداران اولیائے کاملین کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ اس نے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی یا اس کے قبول سے باز رہا ہو بلکہ وہ سب اس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں اور اپنے باطنی علوم کو روشن محمدی ﷺ پر منا کرتے ہیں۔

(صدیقہ ندیہ مطبع مصر)

(13) قول۔ حضرت بابا کریم بخش قادری مجددی رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کے بارے میں وضاحت فرمائی۔

شریعت میرا قول ہے طریقت فعل پہچان
حقیقت ہے احوال کل معرفت اصل پہچان

شریعت وانگوں دودھ دے طریقت ہے جغرات

حقیقت مکھن جان توں معرفت روغن ذات

یعنی احکام خداوندی کا علم شریعت ہے اور اس پر عمل طریقت' اگر نیت احوال کیفیات بھی متاثر ہوں تو یہ حقیت ہے۔ اور اگر اشیاء کی حقیقت سمجھ میں آجائے اور اسی کا ظہور ظاہر میں باطن میں دکھائی دے تو یہ معرفت ہے۔ اب اگر کوئی شریعت ہی کو بے معنی سمجھ بیٹھے تو اس پر عمل کیونکر کرے گا۔ اس کے احوال میں کیفیات میں شریعت کیسے اثر کرے گی الغرض شریعت ہی طریقت' حقیقت اور معرفت کا سرچشمہ ہے۔

حکایت

ایک مرد درویش نے شریعت و طریقت کے ذریعے سے ایک روحانی بیمار کا علاج تجویز فرمایا لہذا نسخہ ملاحظہ فرمائیں۔

توبہ کی مصری' توحید کے پتے' سچ کے پھول' دیانتداری کے پھل' پارسائی کا عرق فرض کاست' ذکر کی ہڑیڑ۔

ان سب چیزوں کو لیکر شریعت کی اوکھلی میں ڈال کر طریقت کے ڈنڈے سے خوب باریک کر لو' جب تیار ہو جائے تو حقیقت کی چھلنی' میں چھانو۔ پھر معرفت کی ہانڈی میں ڈال کر محبت کے چولہے پر رکھ کر عشق الہی کی آگ جلائیں۔ جس وقت وہ پک کر تیار ہو جائے تو وہ حقیقت کا دارالشفاء شربت نماز کے پیالے میں ڈال کر مریض گناہ کو پلائیں۔ خدا چاہے پیتے ہی شفا ہو جائے گی۔

پرہیز: ۔ بے حیائی کی گاجر' تکبر کا پیاز' طمع کا گوشت' غرور کی مولی شرک کی دال' بے ادبی کا تیل' حرص کا گڑ' بخیلی کا بیسن' نفرت کی سبزی نفاق کے چاول' شہوت کی روٹی بے دینی کا آلو' دغابازی کا اچار' لالچ کا مربہ نہ کھائیں' ان چیزوں سے مکمل پرہیز کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالی

مرشد کامل کی نظر عنایت سے گناہ کی مرض رفع ہو جائیگی۔

پتہ بقاباللہ

مقام لامکان ضلع قلوب المومنین ڈاک خانہ سدرۃا لمنتہی معرفت حضور انور محمد رسول ﷺ

طالب صادق کو چاہیئے ہر قدم پھونک کر رکھے۔اپنی پوری زندگی کو ہر گناہ سے پاک رکھے۔ ہر وقت اللہ رب العلمین سے ڈرتا رہے۔ حضرت میاں محمد نے کیا ہی عبرت ناک نقشہ کھینچا ہے۔

ساریاں سیاں پانی نوں گئیاں کئی آون بھر بھر کے
جس نے بھریا سر تے دھریا قدم رکھن ڈر ڈر کے

لیکن ملحوظ خاطر رہے۔

رنگ ورنگ سہلیاں رنگ ورنگ گھڑے
بھریا اس دا جانیئے جہدا توڑ چڑھے

☆☆☆☆☆☆☆

قبلہ عالم حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی راولپنڈی میں آمد

1980 میں ابتداء راجہ محمد رزاق صاحب کے گھر (سٹیلائیٹ ٹاون) سے ہوئی پھر 1986 میں تھانیدار محمد اقبال صاحب کی وساطت سے گجرات شریف سے راولپنڈی (آرے بازار) قاری عمر دین صاحب کے گھر تشریف لائے۔اس کے بعد سرکارؒ راولپنڈی گاہے بگاہے تشریف لانے لگے۔ حضورؒ کی آمد سے تصوف وطریقت کا سلسلہ شروع ہوا۔اکثر مشتاقان دیدار حاضر خدمت اقدس ہوتے حضورؒ اپنی نظر عنایت سے لوگوں کے دلوں کو منور کرنے لگے۔ یہ روحانی سلسلہ قاری صاحب کے گھر جاری ساری رہا۔ پھر سرکارؒ ٹنچ بھاٹہ باٹا صاحب (شیخ آصف جاوید) کے گھر تشریف لے گئے۔ پھر گجرات شریف سے راولپنڈی (ٹنچ بھاٹہ) حضور ﷺ کی آمد کا سلسلہ تاحیات جاری رہا۔ سرکارؒ باٹا صاحب کے گھر تشریف لاتے تمام عقیدت مند وہاں ہی حاضر خدمت ہوتے اور فیض سے سرفراز ہوتے۔یہ بات قابل تحسین ہے کہ جناب باٹا صاحب نے ہمیشہ مہمان نوازی کا پورا حق ادا کیا راولپنڈی کے قرب وجوار میں سرکارؒ کا عام چرچا ہونے لگا۔ آپ کے پاس جو بھی خلوص سے حاضر ہوتا اس کو اپنی نظر عنایت سے توجہ دیتے دلوں کو منور کرتے۔ آہستہ آہستہ اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ایک نہایت بااخلاص روحانی اور نورانی جماعت کا وجود قائم ہوا۔اس اعلی جماعت میں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اور حضرت استاد گرامیؒ کی نورانی نظر پاک سے اکثر روشن ہوئے۔ یہ روحانی سلسلہ آپ کے وصال مبارک تک جاری وساری رہا۔ حضورؒ والا جب بھی ٹنچ بھاٹہ تشریف لاتے اطلاع ملتے ہی خاکسار معہ دوسرے ساتھیوں کے گورکھپور سے سرکارؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتے۔ وہ دن ہمارے لئے عید سے بھی زیادہ پر مسرت ہوتا اور حقیقت میں یہ کیفیت ہر عقیدت مند کی اپنے مرشد عالی کے بارے میں ہونی از حد ضروری ہے۔ حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب

فرمایا ہے۔

مرشد دادیدار ہے باہوؒ مینوں لکھ ہزاراں حجاں ہو

کسی مردہ دل کو یہ اشکال نہ ہو کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لہذا اس غلطی کا ازالہ کردوں کہ جو بغیر تصوف اور طریقت و خلوص کے حج کرتا ہے اس کو صرف خانہ کعبہ کا دیدار ہوتا ہے اور جو عارف باللہ ہوتا ہے۔ وہ خانہ کعبہ شریف کے مالک یعنی اللہ رب قدوس کا دیدار کرتا ہے۔

خصوصی توجہ:۔ ایک مرتبہ ٹنچ بھاٹہ حضورؒ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی خاکسار ایک ساتھی (محمد حنیف) کے ساتھ ٹنچ بھاٹہ پہنچے۔ سرکارؒ اس وقت جناب بابر صاحب کی دکان میں وہ پر درد غزل اے جذبہ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آجائے۔

جو کہ آپؒ کو بہت پسند تھی محویت کے عالم میں عقیدت مندوں کے ساتھ سماعت فرما رہے تھے۔ ہم دونوں اس نورانی محفل میں حاضر ہوئے۔ سرکارؒ نے خاکسار کو پر مسرت لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ تم بہت اچھے وقت میں آئے ہو۔ آپؒ نے خاکسار کو اپنے ساتھ بٹھایا اور فرمایا کہ تمام لوگوں کے لئے عام توجہ ہے۔ اور آپ کے لئے خصوصی توجہ ہے۔ یہ الفاظ سنکر خاکسار کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ یہ سرکارؒ کی نظر عنایت تھی اور اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہے۔ کیونکہ سرکارؒ نے فرمایا تھا اب میں تمہارے سامنے ظاہری طور تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم کیا کر رہے ہو۔ جب اس دنیا سے رخصت ہو گیا پھر تمہارے آگے پیچھے چھپ کر دیکھا کرونگا کہ تم کیا کر رہے ہو۔

لج پال پر تیاں نوں توڑدے نہیں جھیدی بانہہ پھڑدے پھر چھوڑدے نہیں

لہذا ہم سب کو وہی کام کرنے چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اس کے رسول نبی کریم ﷺ کو پسند ہیں۔ اور جو فرمودات استاد گرامیؒ نے اپنی مختلف نشستوں میں ارشادات فرمائے ہیں وہ اس کتاب میں تحریر ہیں ان پر خلوص طریقہ سے مکمل طور پر عمل کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہم

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اور اپنے مرشد عالی کے سامنے شرمسار ہوں۔

راولپنڈی کے علاوہ گجرات شریف اور اس کے قرب و جوار میں گوجرانوالہ فیصل آباد وغیرہ میں بھی سرکارؒ کے کافی تعداد میں عقیدت مند موجود ہیں جو کہ عرس مبارک اور دوسرے دنوں میں سرکارؒ کے دربار عالیہ پر حاضری دیتے رہتے ہیں۔

عرس مبارک پر یا جس جگہ بھی عقیدت مند اکھٹے ہوا کرتے تھے سرکارؒ اپنے نورانی روحانی اور عرفانی کلمات طیبات اور تصوف و طریقت کی تعلیم بے مثال سے نوازتے۔ سرکارؒ اسلامی زندگی بسر کرنے پر بہت زور دیتے صدق مقال اور رزق حلال کی سخت تاکید فرماتے۔ پردے کی سخت تاکید فرمایا کرتے۔ ہر نشست میں نماز کی تاکید فرمایا کرتے۔

جوبات بھی فرمایا کرتے عین شریعت اور طریقت کے رنگ میں ہوتی مختصر لیکن جامع ہوتی بعض اوقات خاکسار نے محفل میں دیکھا کہ جوبات فرمایا کرتے اپنی انگشت مبارک سے جو دری بچھی ہوتی لکھ دیتے کبھی ہاں اور کبھی نہ مشاہدہ کے طور پر دیکھا گیا کہ جب ہاں لکھتے وہ کام اللہ کے فضل سے ہو جایا کرتا اور جب نہ لکھا کرتے تو وہ کام پایا تکمیل تک نہ پہنچتا۔ اکثر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت بیان فرماتے۔ جب سرکارؒ ذکر باری تعالیٰ کرایا کرتے عجیب حالت ہوا کرتی۔ اس طرح نظر آتا کہ انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ اس ذکر کے لاتعداد دینی و دنیوی فوائد ہیں۔ سعادت مند عقیدت مندوں نے ذکر کی محفل میں انبیائے کرام اولیاء عظام کی زیارت کی۔ جماعت کے روشن اشخاص نے بتایا کہ اگر یہ ذکر رات کو سونے کے وقت استخارہ کی نیت سے پڑھے تو مشکلات حل ہو جاتیں ہیں۔ ہم سب کو ذکر پاک باقاعدہ کرنا چاہیے ذکر باری تعالیٰ کے بارے میں مکمل بحث اور اہمیت و خصوصیت آگے آئے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

قبلہ عالم حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی گورگھپور میں آمد

پہلی مرتبہ حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ راجہ سلطان محمود صاحب کے گھر گورکھپور میں تشریف لائے۔ سرکارؒ کے تمام عقیدت مندوں کو اور خاکسار کو دعوت پر مدعو کیا گیا۔ جناب استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی پہلی ملاقات ہوئی۔ خاکسار کھانا کھانے کے درمیان ہی عالی جناب قبلہ سید لطیف شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی سرکارؒ نے فرمایا کہ آپ کے مرشد بے شک کامل ہیں۔ یہ جملہ دو تین دفعہ ادا فرمایا۔

سرکار قبلہ سید لطیف شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضوری تھے۔ حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہور حمتہ اللہ علیہ کے دربار عالیہ پر دس سال گزارے۔ خاکسار کو یہ بات کئی مرتبہ ذکر کی کہ بعض اوقات رات کو مزار پاک کا دروازہ بند کر لیتا اور حضرت سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ مرقد مبارک سے ظاہری طور پر نکل کر باہر تشریف لے آتے۔ حضور کی ظاہری طور پر زیارت ہوتی اور کلمات طیبات سے فیضیات فرماتے۔ خاکسار نے جب بیعت کی تو حضور قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تمہارا ہاتھ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں دے دیا ہے۔ حضور قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نہایت باکرامت جلیل القدر ولی اللہ تھے۔ روحانیات کی تکوینی حکومت میں ایک اعلیٰ مقام پر فائز تھے سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے خاکسار کو بے شمار خطوط تحریر فرمائے تھے وہ اب بھی خاکسار کے پاس محفوظ ہیں ان خطوط میں طریقت کی بے شمار روحانی اور عرفانی پر رموز باتیں تحریر ہیں ایک مرتبہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا خط پڑھتے پڑھتے ہی حضور سخی سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا دیدار ہو گیا۔ خاکسار نے کو جب حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے اسم اللہ پاک عطا فرمایا تو فرمانے لگے کہ آپ کو ایک مرتبہ پہلے بھی اسم اللہ پاک عنایت ہو چکا ہے۔ اب مجھ سے بھی لے لو۔

قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک وصیت فرمائی ہے کہ میں نے دوبارہ قبر سے نکلنا ہے۔ میں اپنے کسی عقیدت مند کو خواب میں اطلاع دونگا وہ مجھے یہاں سے نکال کر اپنے پاس لے جاکر دفن کرے گا۔ ہمارا مزار بنائے گا مسجد اور مدرسہ بھی ساتھ تعمیر کرے گا اس وقت حضور والاشانؒ کا مزار مبارک فیصل آباد میں ہے۔ جو کہ مرجع خلائق ہے

پر اسرار خواب خاکسار کے فرزند ارجمند قاری محمد افتخار احمد سلمہ کو ایک نہایت ہی نوری خواب آیا کہ ایک بڑی پیاری ندی بہہ رہی ہے۔ پانی نہایت ہی صاف شفاف ہے۔ حضور قبلہ استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ اور سرکار قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس نور ی ندی کے کنارے دونوں تشریف فرما ہیں۔ اور دونوں بزرگان ایک ایک عجیب اور نہایت ہی خوبصورت برتن خوب صاف کر رہے ہیں۔

اس سے عیاں ہو رہا ہے کہ یہ دونوں روحانی ہستیاں ایک ہی ندی (قادری۔ سروری) جو کہ حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہوؒ سے جاری و ساری ہے۔ تقسیم روحانیات سے نواز رہے ہیں اور دلوں کو اسم اللہ پاک سے منور کر رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

قبلہ عالم حضرت استاد گرامیؒ کی گورکھپور میں دعوت

خاکسار کا مکان گورکھپور میں تعمیر ہو رہا تھا۔ دل میں انتہائی شوق تھا کہ مکان جلدی تعمیر ہو جائے۔ حضور والا شانؒ کی دعوت معہ تمام جماعت کے عقیدت مند افراد کی ہو۔ تمام اعمال کا دارومدار نیات پر ہوتا ہے۔ اللہ قدوس کے فضل وکرم سے اور سرکار استاد گرامیؒ کی نظر عنایت سے مکان بہت جلدی تعمیر ہو گیا۔ اللہ پاک کا شکر ادا کیا خاکسار نے جناب استاد گرامیؒ اور تمام جماعت کی دعوت کا اہتمام کیا۔ بندہ نے سرکارؒ اور تمام ساتھیوں کو مطلع کر دیا۔

حضور استاد گرامیؒ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ خاکسار کے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ ذکر باری تعالی کی محفل کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں عزیزم قاری محمد مہتاب احمد سلمہ نے ذکر کرایا پھر حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت ہی پر عشق ومحبت سے ذکر کرایا کہ محفل پر فیوض وبرکات کی بارش برسنے لگی۔ تمام اردگرد کا ماحول نورانی وعرفانی رحمتوں سے بھرپور دیکھا گیا۔

حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر کرے دوران نبی کریم رحمتہ اللعلیمن ﷺ کے روضۂ انور کی رحمت رانا صاحب کے گھر پر جھکی ہوئی تھی۔

الحمد للہ اللہ تعالی نے سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے طفیل یہ دعوت قبول فرمائی۔

ہماری جماعت کے ایک عقیدت مند جناب اشفاق صاحب نے ایک پرلطف جملہ کہا کہ رانا صاحب نے دعوت کرکے استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کو لوٹ لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

قبلہ عالم حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی گورکھپور میں آخری آمد

وصال مبارک سے کچھ دن پہلے حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ خاکسار کو خواب میں فرما رہے ہیں کہ میں آج تمہارے گھر آرہا ہوں۔ خاکسار نے گھر والوں کو بتادیا کہ آج ہمارے گھر استاد گرامیؒ تشریف لارہے ہیں۔ ظہر اور عصر کے درمیان حضورؒ گورکھپور خاکسار کی دکان پر تشریف لائے تو خاکسار نے خواب کی بات بتلائی تو فرمایا کہ پھر کھانا بھی تیار کر لیا ہوگا۔ دکان سے گھر تشریف لائے۔ وضو کیا خاکسار نے تولیہ پیش کیا سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا شکریہ۔

حضور استاد گرامیؒ خاکسار کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے "رانا صاحب میں صرف تمہارے لئے آیا ہوں" آپ حضور کی راولپنڈی میں یہ آخری آمد تھی۔ آخری ملاقات کی آخری نشست میں تصوف کی دو نفیس اور انمول باتیں بتائیں جو کہ میرے پاس آپ لوگوں کی امانت ہے۔ آج وہ امانت آپ لوگوں کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دو باتیں اتنی اہم اور قیمتی ہیں کہ اگر کوئی آدمی ان پر عمل کرے تو صحیح معنوں میں مومن بن جائے اور اگر کوئی کامل مومن ان پر عمل پیرا ہو تو وہ مکمل ولی ہو جائے اور اگر کوئی مکمل ولی ان پر عمل کرے تو اکمل عارف باللہ فنافی اللہ بقا باللہ وغیرہ کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔

لہذا حضور قبلہ عالم جناب استاد گرامیؒ علیہ کی دو تصوف کی مندرجہ ذیل باتیں ہیں جس پر مکمل عمل کر کے اللہ کا پیارا محبوب بن سکتا ہے۔ اللہ تعالی کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔

خاکسار کے حجرہ میں سرکارؒ تشریف فرما تھے۔ چند مقتدی صاحبان بھی موجود تھے۔ سرکارؒ سیب تناول فرمارہے تھے۔ خاکسار وہاں موجود تھا سرکارؒ کے سامنے حجرہ میں کتابوں کی

الماری موجود تھی۔ حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دست مبارک سے الماری کو کھولا اور ایک کتاب نکالی اس کتاب کو کھول کر ایک ورق کو بطور نشانی کے موڑ دیا جو کہ آج تک وہ ورق موڑ ہوا کتاب ہذا میں موجود ہے۔

اصل میں یہ ایک اولیائے کرام نمبر سیارہ ڈائجسٹ جلد اول اپریل 1986 لاہور سے شائع ہوا تھا۔ صفحہ نمبر 299 تا 302 پر حضرت سید آل حسن کامل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی مبارک کے حالات اور کرامات تحریر ہیں۔ لیکن اپنے عقیدت مندوں کو تصوف کی تعلیم دینے کے لئے دو جگہیں ہی موجود ہیں۔

(1) نفس امارہ، نفس ملہمہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ، کے تمام تقاضے پورے کرنے ہیں۔

(2) شریعت ہی وہ واحد راہ ہے۔ جسمیں سے گزر کر طریقت کے مقام اعلیٰ کو پایا جا سکتا ہے۔ جو حقیقت میں منزل حقیقت کا دوسرا نام ہے۔ شریعت پر عمل نہ کرنے والا کسی بھی طور پر ولی اللہ نہیں کہلا سکتا۔

حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ بھی اکثر نشستوں میں یہ دونوں سنہری اور انمول اصول بیان فرمایا کرتے تھے ٹینچ بھاٹہ (راولپنڈی) میں جناب باٹا صاحب کے گھر میں سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرماتے۔ خاکسار اس مجلس پاک میں موجود تھا۔ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ان مذکورہ بالا مضامین تصوف کو مختصر لیکن نہایت ہی جامع بیان فرمایا۔

مذکورہ بالا دو تصوف کی باتیں اجمالاً یہاں تحریر کر دی گئیں ہیں۔ ان کی تشریح و تفصیل تصوف کے آخری باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت قبلہ عالم حضور سیدی و مرشدی و مولائی استاد گرامی جناب چوہدری محمد یوسف غنی رحمتہ اللہ علیہ
بحیثیت ایک روحانی اور جسمانی طبیب

اللہ رب قدوس نے بعض لوگوں کے اندر ایسی صلاحتیں پیدا کر رکھی ہیں۔ جو صرف ہاتھ لگاتے ہیں یا کوئی آیہ مبارکہ دم کرتے ہیں تو مریضوں کو نہ صرف یہ کہ آرام آجاتا ہے۔ بلکہ انہیں ایک ذہنی سکون بھی ملتا ہے۔ حضور نبی رحمت ﷺ کا طبیب قلبی و جسمانی اور روحانی ہونا اور رحمت و کرم کو کون نہیں جانتا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر ادویات کے جسمانی امراض نجات دلانا کئی لاعلاج مریضوں کو خواب میں حضور رحمتہ اللعلمین ﷺ سے شفا حاصل کرنا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کے صدقے سے جاری ہونے والے کنوئیں سے آب زمزم کے پینے سے کئی ایک امراض کے دور ہو جانے کو کسی نے اب تک نہیں جھٹلایا۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں جبکہ سائنس اپنے عروج و کمال کو پہنچ رہی ہے۔ انسان کے لئے بے شمار آرام و آسائش کی اشیاء ایجاد ہو چکی ہیں۔ وہاں نبی نوع انسان کے لئے بے شمار جسمانی اور ذہنی بیماریوں کا تو کسی حد تک علاج موجود ہے۔ لیکن روحانی امراض میں ابھی تک کسی بھی طریقہ کو دسترس حاصل نہیں ہوئی۔ لہذا ایسی بیماریوں کیلئے روحانی طبیبوں کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔ جس کے لئے اللہ کے ولیوں اور نیک بندوں کے دروازوں پر دستک دینا پڑتی ہے۔ اور اگر کوئی رسائی ہو جائے تو حیات نہ صرف روحانی بیماریوں سے بلکہ ذہنی بیماریوں سے جو جسمانی بیماریوں کا موجب بنتی ہیں نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

اولیاء اللہ خدا کے نور کے مینار ہیں

جن کے ضو سے ڈوبنے والوں کے بیڑے پار ہیں

اگر مریض کو کسی موذی سے والی کامل کی درگاہ پر یا کسی زندہ ولی کے قدموں میں حاضر دیکہ شفا کلی دل مل جاتی ہے۔ آپ سوچیں کہ وہ مریض اس واقعہ کو عمر بھر یاد رکھے گا یا بھول جائے گا؟ میرے خیال میں یہ ایسا معاملہ ہے جو بھلایا نہیں جاسکتا کیونکہ ولی کی کرامت اس پر وارد ہوئی ہے۔ جس نے اس کی روح کو بھی شفا دی ہے۔ جب تک اس ولی کی یہ کرامت یا فیض اس شفا پانے والے آدمی کو یاد رہے گی۔ اس کی روح اس ولی کے معتقد رہے گی۔ اور وہ معصیت سے ضرور بچتی رہے گی۔ لہذا ہم یہ بات بڑے ٹھوس اور پختہ یقین سے کہتے ہیں کہ جہاں سے جسمانی بیماریوں کو شفاء ہو گی وہاں سے روحانی بیماریوں کا بھی مکمل علاج ہو گا۔

آ گئے جب موج میں قطرے سے دریا کر دیا

ڈال دی جس پہ نظر بندے سے مولا کر دیا

یاد رکھیئے! کسی ولی کا فیض دنیاوی زندگی میں تو عام ہو تا ہے۔ اور جب وہ اس مقام سے اگلے مقام میں چلا جاتا ہے۔ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ تو اس کا فیض بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ اس دنیا کی تقویم اور اگلی دنیا کی تقویم میں بھی بہت فرق ہے۔ اور وہ فیض اسی تقویم کی نسبت سے بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں کا ایک منٹ یہاں کے کئی سال کے برابر ہے۔

اولیائے کرام جب اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا کی برکت سے مریض شفایاب ہو جاتے ہیں۔ یہ عقیدے کا مسئلہ ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ کوئی بزرگ مادی زندگی میں دعا کرے بلکہ بعد وصال کے اولیائے کرام کے فیوض و برکات کی بہتات ہو جاتی ہے۔ ان کی قبور پر سچے دل سے حاضری دینے سے مادی اور روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ ہمارے شہنشاہ حضرت سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نام فقیر تنہاں دا باہوؒ قبر جنہاں دی جیوے ہو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فقیر انہی شخصوں کو کہنا

چاہیئے جن کی قبر زندہ ہو یعنی وفات پانے کے بعد بھی ان کا فیض اور ذکر خیر جاری ہو۔ لہذا صوفیائے کرام اپنے مشاہدات و تجربات کی رو سے ہمیشہ اولیاء اللہ کی موت کے بعد ان کے فیوض و برکات اور دینی و دنیوی امور میں امداد تصرف کے قائل رہے ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف "کتاب الروح" میں اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ اور کاملین سے عالم بیداری میں اور عوام سے عالم خواب میں ملاقی ہو کر مکالمہ و مخاطبہ کا رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

ازل سے تا ابد جاری ہے جو وہ تجلی ہے
غلط ہے یہ تصور کہ جہاں سے پردہ فرما ہیں

بواسیر کا علاج

بندہ عاجز دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بسلسلہ سالانہ حاضری حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر تھا کچھ بیماریوں کے بارے میں تذکرہ ہو رہا تھا اسی اثنا میں حضور نے ارشاد فرمایا بندہ کو مخاطب ہوتے ہوئے کہ جو بھی آدمی پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی یعنی وہ درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پڑھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بواسیر کی بیماری جاتی رہے گی۔ بندہ ناچیز نے جس کو بھی یہ عمل بتایا اللہ کے فضل و کرم سے شفاء ہوئی۔

دل کا اپریشن

یہ راولپنڈی کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی کو دل کی بیماری ہو گئی یعنی دل کا وال بند ہو گیا تھا وہ ہسپتال میں داخل ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے اپریشن کا مشورہ دیا۔

وہ آدمی دن کے وقت حضور گرامی چوہدری یوسف غنی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں

حاضر ہوا۔ اپنی بیماری کا تذکرہ کیا۔ حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ آج رات آپ کا اپریشن ہو جائے گا۔ صبح کو وہ بالکل ٹھیک تھا۔ ڈاکٹروں نے اس کا معائنہ کیا وال کھل گیا تھا۔

کہنہ درد غائب

کراچی سے ایک وکیل اپنے والد صاحب کو لیکر حضورؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اس عرض کی کہ میرے والد صاحب کو مدتوں سے تمام بدن میں درد کی تکلیف ہے اور بہت ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن کچھ آرام نہیں آیا۔ اب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کشتی نما بیٹھ جاؤ۔ اپنے ہاتھوں سے درد زدہ حصوں پر لگا کر نیچے جھٹک دو۔ اس طرح تین دفعہ کرایا۔ حضور نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ وکیل صاحب کہنے لگے سرکار یہ بالکل نہیں اٹھ سکتے اور نہ چل سکتے ہیں۔ ان کا اٹھنا مشکل ہے۔ سرکارؒ نے فرمایا ہم جو کہہ رہے ہیں کہ اٹھو۔ جب وہ اٹھا درد وں سے آرام تھا۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح چل پھر لو اور تسلی کر لو کہ آرام آگیا ہے۔ یا نہیں اس نے کہا میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ اس نے نذرانہ پیش کیا حضور نے فرمایا کہ میں نذرانہ نہیں لیا کرتا۔

بیکار گردوں کی شفاء

مغل آباد (راولپنڈی) میں ایک لڑکا جس کا نام حماد تھا۔ بلکہ آج بھی وہ موجود ہے اس کو گردوں کی سخت بیماری لگ گئی۔ حتی کہ دونوں گردے ختم ہو گئے تھے۔ منہ اور بدن سوکھ چکا تھا۔ ہسپتال سے ڈاکٹروں نے لاعلاج کر کے گھر بھیج دیا تھا۔ حضورؒ کے پاس اس کی والدہ آئی۔ سرکارؒ نے اسکی والدہ کو فرمایا کہ تمہارے بیٹے کو تکلیف اللہ تعالی کی نافرمانی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ تو پردہ نہیں کرتی۔ تو اللہ کے حضور توبہ کر اور پردہ کیا کر۔ اس نے کہا میں پردہ کرونگی۔ تو آپ نے پانی دم کر کے دیا تو وہ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اور سرکارؒ کی نظر عنایت سے

وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ یہ 1992ء کی بات ہے وہ اب زیر تعلیم ہے اور اسکی والدہ برقعہ پہن رہی ہے۔

بچہ بچے گا یا والدہ

ایک عورت کے پیٹ میں الٹا بچہ تھا۔ ڈاکٹروں نے کہا ایک کی جان بچے گی۔ بچہ یا ماں بچے گی۔ اس کے گھر والے حضرت استاد گرامیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضورؒ نے پانی پڑھ کر دیا اللہ کے فضل و کرم سے دونوں بچ گئے۔

برائے فالج

جائفل ایک عدد تیل سرسوں 1/2 پاؤ املوک ایک چھٹانک

طریقہ:۔ سرسوں کے تیل میں املوک ڈال کر گیارہ مرتبہ درود تاج پڑھ کر پھونکیں اس کے بعد تیل کو آگ پر جلائیں بعد میں تیل کی مالش کریں۔

نوٹ:۔ مالش کے دوران جائفل کو منہ میں رکھیں۔

احتیاط:۔ مالش کے دوران اور بعد میں جسم کو ہوا سے بچائیں۔

شوگر کا علاج

روزانہ تین مرتبہ و قل رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق و جعل لی من لدنك سلطنا نصیرا o (پارہ 15 رکوع 9 آیت نمبر 80) تین مرتبہ اور اول و آخر تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر پانی پر دم کریں اور تین گھونٹوں میں پئیں۔

یہ عمل 41 دن تک کریں۔ انشاء اللہ شوگر کا مرض ختم ہو جائے گا۔

جوڑوں کا درد' فالج' لقوہ' پولیو کیلئے

پانی 2 کلو۔ اجوائین 1/2 چھٹانک۔ سبز الائچی 2 عدد۔ منقہ 1 عدد۔

طریقہ:۔ 2 کلو پانی 1/2 چھٹانک اجوائین پر 11 مرتبہ درود تاج پڑھ کر دم کریں پانی کو آگ پر خوب جوش دیں بعد میں متاثرہ حصہ کو اس کی بھاپ دیں۔ بعد میں الائچی اور منقہ کا قہوہ بنا کر پیئں۔

قہوہ:۔ پانی ایک پاؤ لیں سبز الائچی اور منقہ اس میں ڈال کر 11 مرتبہ درود تاج پڑھ کر اس پر دم کریں پھر بھاپ لینے کے بعد قہوہ پیئں۔ یہ عمل رات کو اور صبح ایک دن میں دو مرتبہ کرنا ہے۔

احتیاط:۔ بھاپ لینے کے بعد جسم کو ہوا سے بچائیں (قہوے میں مزید کچھ نہ ڈالیں)۔

(نوٹ) یہ تمام عمل رات کھانے کے بعد اور صبح خالی پیٹ کرنا ہے۔

مذکورہ بالا نسخہ حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے بندہ کو خود عنایت فرمایا۔

درد گردہ کا علاج

بندہ عاجز کو مورخہ 92-2-27 کو ایک خط لکھا۔ ان دنوں بندہ کو درد گردہ کی تکلیف تھی۔ حضورؒ نے تحریر فرمایا کہ مرتبہ درود تاج پڑھکر پانی پر دم کریں اور تین گھونٹوں میں یہ تین اسماء یعنی اللہ شافی . اللہ کافی . اللہ معانی پڑھتے ہوئے پیئں۔ یہ عمل گردہ کیلئے نہایت ہی اکسیر ہے۔

معدہ کا السر غائب

حضور استاد گرامیؒ گورکھپور تشریف لائے۔ سرکارؒ بندہ کی دکان پر تشریف فرما تھے ۔ایک عقیدت مند محمد حنیف نے اپنی والدہ صاحبہ کی بیماری یعنی معدہ کے السر کے بارے میں حضورؒ سے عرض کی سرکارؒ نے فرمایا یہاں اپنی والدہ ماجدہ کو لے آؤ۔ چنانچہ وہ

حاضر ہو گئی۔ حضور والاؒ نے پانی پر دم کر کے فرمایا کہ تین گھونٹوں میں پی لیں۔ معدہ کے السر کی بیماری دور ہو گئی۔

مرشد جانی جان دلاں داحال دلاں دے جانے

مرشد باجھ نہ مشکل ٹلدی کہندے لوگ سیانے

بلڈ پریشر

(11) سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کسی کو بلڈ پریشر اپ (up) ہو تو فلفل سیاہ اور سفید زیرہ سالن میں استعمال کریں۔ نمک سے بالکل پرہیز پیشاپ آور اشیاء استعمال کریں۔ ٹھنڈے پانی سے طہارت کرے۔ اگر بلڈ پریشر لو (LOW) ہو تو انڈا مچھلی گوشت، اور پھل زیادہ استعمال کریں اور گرم پانی سے طہارت کریں۔

(12) ایک مرتبہ سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بخار کیلئے گیارہ مرتبہ درود تاج پڑھ کر پانی پر دم کریں۔ مریض کو تین گھونٹ میں پانی پلائیں انشاء اللہ شفا ہو گی۔

(13) حافظ محمد الطاف گورکھپور گجرات شریف حضور استاد گرامیؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اس وقت اس کو سخت چکر آرہے تھے سرکارؒ سے عرض کیا حضور مجھ کو سخت چکر آتے رہتے ہیں سرکارؒ نے فرمایا گیارہ مرتبہ سلام قولا من رب رحیم۔ پڑھ کر پانی پر دم کریں اور یا شافی یا کافی یا معافی پڑھ کر تین گھونٹ میں پی لیں۔ حافظ صاحب کہہ رہے تھے کہ پانچ چھ دن میں نے یہ کا کام کیا پھر چکر کبھی نہیں آئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وصال شریف

عدم سے جو بھی آتے ہیں عدم کو لوٹ جاتے ہیں
کوئی خوش بخت رہ جاتا ہے زیب داستاں بن کر

بروز جمعتہ المبارک 11 دسمبر 1992ء بمطابق 14 جمادی الثانی 1412ھ حضور استاد گرامی رحمتہ تعالیٰ علیہ کی زندگی طیبہ کا آخری دن نمودار ہوا۔ حضور نے اپنے تمام عقیدت مندوں کو ذکر کے سلسلہ میں اسی دن کی اطلاع کردی تھی۔ ہم لوگ آستانہ عالیہ پر دیر سے حاضر ہوئے۔

حضورؒ نے فرمایا بھئی ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے

ذکر کے اختتام پر سرکارؒ نے دعا فرمائی۔ لنگر تقسیم ہوا۔ دو دفعہ چائے کا دور ہوا بلکہ جب دوسری دفعہ چائے کا حکم دیا تو کسی نے کہا حضورؒ چائے تمام کو پلادی ہے آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں چائے پلاؤ یعنی دوبارہ چائے پلاؤ۔

حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری نورانی محفل میں اپنے مخصوص انداز میں ملفوظات طیبات سے تمام عقیدت مندوں کو نوازا۔

حضورؒ نے تمثیلاً دو بھائیوں کا قصہ سنایا۔ چھوٹے کی اولاد تھی۔ بڑا بھائی اولاد سے محروم تھا۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو طعنہ دیا کہ تو بے اولاد (اوتر) ہے اس کو رنج ہوا۔ وہ اپنے والد صاحب کی قبر پر گیا سورۃ یٰسین۔ سورہ مزمل وغیرہ پڑھ کر والد صاحب کو ایصال ثواب کیا۔ اس نے عرض کی اے میرے والد ماجد تو میرے لئے مرا نہیں زندہ ہے۔ لوگوں کیلئے مرا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میرے گھر میں چراغ (دیوا) جلے۔ رات کو خواب میں اس کا والد اس کے گھر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے دروازہ کھولا۔ اس کے والد نے کہا کہ میں تیرے گھر دیوا (چراغ) جلانے آیا ہوں۔ چراغ روشن کر دیا۔ وہ واپس چلا گیا صبح کو اس نے

اپنی بیوی کو خوشخبری سنائی۔

حقیقت میں در پردہ سرکارؒ نے اپنے متعلق فرمایا کے میرے وصال کے بعد کوئی دینی' دنیاوی پریشانی در پیش ہو تو میری قبر پر آکر دعا کرنا میں بھی تمہارا مجاذی اور روحانی باپ ہوں۔ میں تمہارے لئے دعا کرونگا۔ اللہ تعالی فضل وکرم فرمایا کرے گا۔ (مولفہ کتاب)

اس کے بعد حضورؒ نے دوسری بات فرمائی کہ ایک ظاہری آنکھ ہوتی ہے۔ جو ظاہری چیزیں دیکھتی ہے۔ اور ایک باطنی آنکھ ہوتی ہے جو باطن کی چیزیں دیکھتی ہے۔ مثال فرمائی کہ ایک گلاس دودھ کا بھرا ہوا ہے۔ پوچھنے پر ہر شخص دودھ ہی کہے گا۔ لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا۔ جو کہے گا کہ اسمیں دہی۔ مکھن۔ دودھ وغیرہ ہر چیز ہے۔ وہ جو چیزیں اسمیں ہیں۔ وہ جانتا ہے۔ اسے نظر آرہا ہے۔ جو باطن میں دیکھے گا باطن کی چیزیں دیکھے گا۔

ایک مرتبہ قبلہ استاد گرامیؒ نے فرمایا کہ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤنگا۔ تمہارے آگے پیچھے ہی رہونگا۔ اب میں تمہیں ظاہر دیکھتا ہوں۔ پھر چھپ چھپ کر تمہیں دیکھوں گا ۔ تم کیا کرتے ہو۔

علم ظاہری۔ باطنی

علم ظاہری وباطنی کے بارے میں کسی نے حضرت شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ علم (ظاہری۔ باطنی) آپ نے کہاں سے پایا۔ انہوں نے اپنے دولت کدے کے ایک حصہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا اس کے اندر میں 30 برس تک اللہ تعالی کے حضور رہا ہوں۔ اس کے بعد مالک بے نیاز کے کرم وفضل نے یہ دولت سرمدی عطا فرمائی ہے۔ میں نے قیل و قال کے ذریعہ تصوف نہیں حاصل کیا۔ بلکہ بھوک۔ ترک دنیا ترک لذائذ اور ذکر الہی کی کثرت۔ فرائض وواجبات کی ادائیگی۔ سنت کی بجا آوری اور امر کے التزام اور منہیات سے اجتناب کے ذریعہ یہ سب پایا ہے۔

ٹنچ بھاٹہ میں شیخ آصف باٹا کے گھر بندہ نے نماز ظہر کی جماعت کرائی حضور والاؒ بھی جماعت میں شامل تھے۔ جب بندہ ناچیز قعدہ ثانی میں تھا۔ کہ میرے دل میں خیال آیا کہ کتابوں میں آیا ہے کہ جب نمازی سلام پھیرے تو اپنے آپ کو فرشتوں کو اور دائیں بائیں نمازیوں کو سلام کا تصور کرے حالانکہ سب سے زیادہ سلام کے حقدار نبی کریم ﷺ ہیں۔ جب میں نے دونوں طرف سلام پھیرا فوراً حضور گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ہاں رانا صاحب سلام کے واقعی زیادہ حقدار حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ سلام کا یہی تصور کرنا چاہیئے۔

بقول جناب ڈاکٹر میجر محمد محی الدین غنی صاحب بحوالہ محترمہ بہن فرزانہ یوسف صاحبہ سلمہا صبح کے وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے تھے۔ حضور استاد گرامیؒ نے نماز جمعہ تک مہلت مانگی فرمایا جمعہ کی نماز کے بعد حاضر ہوں۔

چنانچہ آپ کا وصال شریف نماز جمعہ کے بعد ہوا۔ یہ ولی اکمل کی کرامت ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا واقعہ پڑھ کر کوئی ناممکن تصور نہ کرے۔ اولیاء کرام کے بے شمار واقعات اس واقعہ کی گواہی دیتے ہیں۔

چنانچہ جامع کرامات اولیاء تالیف علامہ یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ صفحہ نمبر 736 پر ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی بات مانتے ہیں

حضرت امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے حضرت محمد بینی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ لڑکا احمد شدت مرض سے کمزور ہو گیا اور موت کے دروازے پر پہنچا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کرنے آگئے تو حضرت نے انہیں فرمایا آپ واپس جا کر اللہ کریم سے پوچھ لیں۔ اس کی موت کا معاملہ منسوخ ہو گیا ہے۔ حضرت

عزرائیل علیہ السلام واپس تشریف لے گئے اور احمد بیماری کے بعد تیس سال تک زندہ رہا۔
آپ شیخ صالح اور باکشف ولی تھے۔ مصر کے مشرقی صوبوں میں فقراء کے گروہ کے مرشد تھے۔ ائمہ۔ اصفیاء اور اکابر اولیائے امت سے ایک ہیں۔ دنیا کے ہر حصے کے متعلق یوں گفتگو فرماتے گویا آپ وہاں پلے ہیں عارف رومی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء ہرچہ محفوظ است محفوظ از خطاء

حضور علیہ کی امت کے ولی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تشریعی اور دوسرے تکوینی تشریعی اس ولی کو کہتے ہیں جو سنت رسول اللہ علیہ کی کامل پیروی سے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرے۔ اور تکوینی ولی وہ ہوتے ہیں جن کو عالم کے سیاہ و سفید کے اختیارات عطا کئے جاتے ہیں۔ ان کی نگاہ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں ہوتی وہ عالم میں اللہ کے حکم سے پورا پورا تصرف کرتے ہیں۔

ملفوظات کے آخر پر حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا" جمعہ کے بعد جدا ہوتا ہے" عقیدت مندوں کو یہ جملہ سن کر سخت پریشانی ہوئی۔ سرکارؒ نے فرمایا" بھئی ایک نہ ایک دن جانا تو ہے کوئی ایسی بات نہیں" مسجد کو چلیں صلوۃ التسبیح پڑھیں نماز جمعہ پڑھیں۔ پھر سرکارؒ مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز جمعتہ المبارک ادا کی۔ اور تیزی سے مسجد سے نکل آئے اور گھڑی سے ٹائم دیکھ رہے تھے۔ خاکسار نے اپنے بیٹے قاری محمد مہتاب احمد سلمہ کو تاکید کر دی تھی کہ مسجد میں جس جگہ سرکار استاد گرامیؒ اپنے نعلین رکھیں وہ جگہ دیکھ لیں نماز کے بعد اس جگہ سے سرکارؒ کے نعلین اٹھانے ہیں۔ لخت جگر نے اس پر عمل کیا۔ حضور استاد گرامیؒ اپنے آستانہ عالیہ پر تشریف لائے پہلے باہر کے کمرہ میں جہاں تمام عقیدت مند بیٹھتے اور ذکر باری تعالی بھی وہاں ہی ہوتا۔ وہاں حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ وہاں کھڑے کھڑے اندر کا منظر ملاحظہ فرما کر واپس آستانہ عالیہ کے اندر شریف لے گئے۔ تازہ

وضو فرمایا تھانیدار جناب محمد اقبال صاحب کی والدہ صاحبہ سرکارؒ سے عرض کرتی ہیں۔ حضورؒ پڑھنے کیلئے کچھ فرمائیں تو حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون O پڑھ۔ پھر لیٹ گئے اور سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ تعالی علیہ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

آج وہ ہستی دینائے فانی سے کوچ کر گئی جو ولی اکمل تھے۔ جن کی نگاہ فیض و کرم سے بے شمار انسانوں کی تقدیریں بدلیں۔ جن کی روحانی توجہ نے بندگان خدا کے سوئے ہوئے مقتدر جاگادیے اس مرد اکمل نے اپنی مسیحا نفسی سے مردہ دلوں کو حیات جاوید عطا کی۔ اپنے عقیدت مندوں کے دلوں میں عشق الہی کا چراغ روشن کیا۔ آپ سرکارؒ کی ساری زندگی اللہ تعالی کے ذکرو تبلیغ دین میں بسر ہوئی۔ آپ سنت نبوی ﷺ کا حسین پیکر تھے۔

نماز جنازہ خاکسار (محمد یعقوب رانا) نے پڑھائی۔ آپ حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار محلہ مسلم آباد 593ٹی۔2 گجرات شریف میں واقع ہے جو کہ مرجع خلائق ہے۔

الہی ان کی تربت خلد زار نور ہو جائے
نسیم شہر خاموشاں شمیم طور ہو جائے

☆☆☆☆☆☆☆☆

ذکرباری تعالیٰ

الحمد للہ یہ ذکرباری تعالیٰ حضرت استاد گرامیؒ کا ہم سب کو عطا کیا ہوا ہے یہ ذکر پاک اپنی نوعیت کا ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت استاد گرامیؒ کی نظر عنایت سے یہ بڑا جامع پر اثر پر کشف اور نورانی ذکر ہے۔ اگر اس کو نظر عمیق سے دیکھا جائے اور گہرائی میں جاکر مطالعہ کیا جائے تو ہمیں بے شمار وہ چیزیں جو شریعت و طریقت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ احسن طریقہ سے میسر آتی ہیں۔ جو کہ شریعت و طریقت کے لحاظ سے اپنے طور پر بہت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔ ذکرباری تعالیٰ کی ابتداء 1966ء میں ہوئی۔

لہذا بندہ ناچیز نے اس سلسلہ میں اپنی ناقص علمیت کے تحت چند مضامین اخذ کئے ہیں ان کی تشریح و تصریح قرآن و حدیث اور اولیائے کرام کے اقوال سے مزین کیا ہے۔

ذکرباری تعالیٰ سے بندہ عاجز نے جو مضامین اخذ کئے ہیں۔ وہ ملاحظہ فرمائیں مثلاً سورہ فاتحہ۔ ذکر اللہ۔ شکر اللہ۔ امید۔ خوف۔ اخلاص۔ دعا۔ انبیاء صلحا اور اولیاء کے ساتھ تعلق پیدا کرنا۔ توحید و رسالت استغفار۔ عبات الٰہی۔ نعت شریف۔ رفعت پیارے مصطفیٰ ﷺ اور درود شریف وغیرہ

سب سے پہلے ذکرباری تعالیٰ مکمل طور پر تحریر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ہر عقیدت مند کو پڑھنے میں آسانی ہو۔

اس کے بعد وہ مضامین جو ذکرباری تعالیٰ سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ان کی مکمل طور پر قرآن و حدیث اور اولیائے کاملین کے اقوال سے وضاحت کی گئی ہے۔

اہمیت:۔ یہ بات عقائد کے لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اگر عقائد میں خرابی ہو گی

تو اعمال اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہونگے۔ ذکر باری تعالیٰ کے حوالہ جات سے ہم نے مضامین اخذ کر کے قرآن و سنت اور اولیائے کرام کے حوالہ جات سے مدلل کیا گیا ہے۔ ہم ہر ہفتہ ذکر باری تعالیٰ کرتے ہیں عقائد کا تذکرہ کرتے ہیں۔ لیکن اس کی مکمل معلومات سے بے خبر ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایمان کی بنیاد ہے۔ جب عقائد کے بارے میں معلومات حاصل کرلیں گے۔ تو بوقت ذکر باری تعالیٰ میں مزید لطف و کرم کا کرشمہ دیکھیں گے۔ حضرت استاد گرامیؒ عقائد (ایمانیات) پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ شرک سے بچنے کی سخت تاکید کیا کرتے تھے کیونکہ شرک کرنے والا کبھی نہ بخشا جائے گا۔

یہ سر اور کے آگے جھکے توبہ معاذ اللہ
کہ جس سر کی رسائی تیرے سنگ آستاں تک ہو

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ دھن

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر باری تعالیٰ

(بیٹھ کر کشتی کی صورت میں)

سورۃ فاتحہ	ایک بار
رب المشرق و المغرب لا الہ الا ھو فا تخذہ و کیلا	طاق عدد
سورۃ الم نشرح	طاق عدد
للہ مافی السموت و مافی الا رض و کفی بااللہ و کیلا	طاق عدد
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کا ہے۔ کافی ہے اللہ تعالیٰ بہترین کارساز	طاق عدد
اقرار باللسان و تصدیق بالقلب	طاق عدد
ہم اس بات کا زباں سے اقرار کرتے ہیں اور دل سے تصدیق کرتے ہیں	طاق عدد
حق اللہ موجو اللہ سختیاں کر دے دور اللہ حسبی ربی جل اللہ	طاق عدد
مافی قلبی غیر اللہ نور محمدصلی اللہ لا الہ الا اللہ	طاق عدد
حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیرہ	طاق عدد
کافی ہے اللہ تعالیٰ بہترین کارساز بہترین دوست بہترین مددگار	طاق عدد
یا اللہ ' یا رحمن ' یا رحیم ' یا کریم	طاق عدد
یاقاضی الحاجات ' یاحل المشکلات ' یادافع البلیات	طاق عدد
یارافع الدرجات ' یا شافع الا مراض ' یا باقی انت الباقی	طاق عدد
لا الہ الا اللہ. الا اللہ . اللہ ھی اللہ اللہ . اللہ. اللہ ھو.ھو	طاق عدد

حق ھو (دائیں طرف حق اور بائیں طرف ھو پڑھیں) طاق عدد

حق اللہ موجود اللہ سختیاں کر دے دور اللہ حسبی ربی جل اللہ طاق عدد

ما فی قلبی غیر اللہ نور محمد صلی اللہ لا الہ الا اللہ طاق عدد

اے مشکل کشا ھر مشکل صدقے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیك

یا رسول اللہ آسان فرما

(آمین)

اللہ اکبر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے

(کھڑے ہو کر)

درود شریف بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

ان الله وملئكته يصلون على النبى يايها الذين امنوا صلوا عليه و سلموا تسليما o

درود شریف ابراہیمی (جو نماز میں پڑھا جاتا ہے)

ہزاروں درود ہزاروں سلام بروئے محمد علیہ السلام — طاق عدد

لاکھوں درود لاکھوں سلام بروئے محمد علیہ السلام — طاق عدد

کروڑوں درود کروڑوں سلام بروئے محمد علیہ السلام — طاق عدد

اربوں درود اربوں سلام بروئے محمد علیہ السلام — طاق عدد

کھربوں درود کھربوں سلام بروئے محمد علیہ السلام — طاق عدد

لاتعداد درود لاتعداد سلام بروئے محمد علیہ اسلام — طاق عدد

بلغ العلے بكماله كشف الدجے بجماله

حسنت جميع خصاله صلو عليه و آله

الصلوة و السلام عليك يا رسول الله

الصلوة و السلام عليك يا حبيب الله

الصلوة و السلام عليك يا خليل الله

الصلوة و السلام عليك يا محبوب الله

پھر بیٹھ کر (التحیات کی صورت)

مناجات بارگاہ رب العالمین

اللہ

کر کرم میں تے یا کریم استغفر اللہ العظیم
رحمت کریں یا رحیم استغفراللہ العظیم

کیتی نہ کوئی بندگی ضائع گئی کل زندگی
دل کھا گیا شرمندگی استغفراللہ العظیم

کر دیو بلند نصیب نوں بخشو قصور غریب نوں
اے شان ذات مجیب توں استغفر اللہ العظیم

سن کر کرم لاتقنطوا غم دی رہی نہ مشک وبو
واہ واہ مبارک ذات ہو استغفر اللہ العظیم

اے بارگاہ عفار دی من عرض اک گنہگار دی
مینوں ڈاہڈی طلب دیدار دی استغفراللہ العظیم

اے قبلہ حاجات ما عالی جناب کبریا
در پر پکارے بے نوا استغفر اللہ العظیم

توں قاضی الحاجات جی تو منبع البرکات جی
بخشو بلند برات جی استغفر اللہ العظیم

اے خالق ارض و سماء روندا چروکا بے نما
کردا کرم دی التجا استغفر اللہ العظیم

یارب حق انبیاء نالے بحرمت اولیاء
بخشو میرے کل گناہ استغفر اللہ العظیم

میں تھیں چنگے خالقا تینوں لکھ کروڑ
مینوں تیری قسم ہے تدھ جھیا نہ ہور

عالی درتوں خالقا خالی موڑ ناہیں
تو قاضی الحاجات جی آس توڑ ناہیں

اندر تیرے ملک دے کس دا حکم روا
دو جا جودم مار دا اس دا نام سنا

تیرے باجھوں خالقا رب نہ دوجا مول
فیر ایس بے کس دی بیتی کیوں نہ کریں قبول

یادسو دو جا رب جی وچ زمین و آسمان
ساڈا جھیڑا رب جے اوہ والی کل جہان

جے اک جلوہ رب جی اکھیں دیکھ مراں
پٹھ پوے ایہہ زندگی تے لکھاں شکر کراں

ماں پیو توں ودھ کے تیری ذات رحیم
جھیڑا دیوے تے پچھوں گنے نہ ایسا کون کریم

برکت کل اسماء دی تے برکت کل نبیؐ
ایہہ دعا قبول کرو برکت کل ولی

(نوٹ) ذکر باری تعالیٰ اور مناجات کرتے وقت اسم اللہ یا خانہ کعبہ اور درود شریف کے وقت اسم اللہ یا روضہ شریف کا تصور کریں۔

عنایات:۔ قبلہ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام روحانی باپ حضرت سخی سلطان باہوؒ

فیضان نظر:۔ قبلہ استاد محترم جناب حاجی محمد یوسف غنیؒ چوہدری صاحب

دعا

تورب العالمین تے قاضی الحا جات جی — چاہیئے کہنی اس دی مناجات جی
چلو شہنشاہ دے دردے بنیئے سوالی — جہیڑا درتوں موڑدا نہ مول خالی
نہ دو جا کوئی ایسا نظر آوے — جہیڑا خالی موڑنے تھیں شرم کھاوے
خداوندہ خداوندہ کیتا بہت فریاد نالہ — نہ سوا تیرے کوئی امداد والا
الٰہی رحم کرنہ اپنے آئین کرم کو بھول جا — ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا
اے دعا عرض کر عرش الٰہی تھام کے — اے خدا پھیرے دے رخ گردش ایام کے
آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کیلئے — بادلو ہٹ جاؤ دیدو راہ جانے کیلئے
حق پرستوں کی اگر تونے کی دلجوئی نہیں — طعنہ دینگے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں
توشاہوں کو گدا کردے گدا کو بادشاہ کر — اشارہ تیرا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں
تو چاہے تو یتیموں کو پیغمبر کر دے — تو چاہے تو قطرے کو سمندر کر دے

تصدیق

بقول جناب راجہ عبدالرزاق صاحب کہ حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامیؒ نے فرمایا کہ یہ ذکر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اور حضرت سخی سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی طرف سے تصدیق شدہ ہے

ذکر باری تعالیٰ کے حوالہ جات سے اخذ شدہ مضامین

الحمد شریف

حوالہ:۔ فاتحہ شریف

احادیث میں اس سورت کے تیس ناموں کا ذکر ہے۔ جو کہ کمال شرف ہے۔ بخاری نے روایت کی ہے فاتحہ تو قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے۔ وہ سبع مثانی ہے۔ (یعنی وہ سات آیتیں جن کی تکرار کی گئی ہے۔ اور بڑے درجہ کا قرآن ہے)۔

نبی کریم ﷺ نے ابو ہریرہؓ کی روایت کے حوالہ سے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں جس کے مرتبے کی کوئی سورت نہ تورات میں نازل کی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں۔ ابی بن کعبؓ عرض کیا کہ ہاں حضور ﷺ مجھے وہ سورت بتادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز میں قرات کس طرح کرتے ہو؟ تو ابیؓ نے سورہ فاتحہ پڑھ کر سنائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تورات' انجیل زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اسی جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔ (ترمذی)

سات دروازے۔ سات کنجیاں

اللہ تعالیٰ کی راہ کے سات دروازے ہیں۔ انکو کھولنے کیلئے سات کنجیاں ہیں۔

سات دروازے

نمبر 1 ذکر۔ نمبر 2 شکر۔ نمبر 3 امید۔ نمبر 4 خوف۔ نمبر 5 اخلاص۔ نمبر 6 دعا۔
نمبر 7 انبیاء صلحاء اولیاء کے ساتھ تعلق پیدا کرنا۔

سات کنجیاں

☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم ذکر کی کنجی ہے

☆ الحمد اللہ رب العلمین شکر کی کنجی ہے

☆ الرحمن الرحیم امید کی کنجی ہے

☆ ملک یوم الدین خوف کی کنجی ہے

☆ ایاك نعبدو ایاك نستعین اخلاص کی کنجی ہے

☆ اھدنا ناالصراط المستقیم دعا کی کنجی ہے

☆ صراط الذین تاولا آلضالین ۔ انبیاء صلحا اولیاء کی راہ سے تعلق پید اکرنے کی کنجی ہے

امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے۔ ہم نے ایک جگہ قیام کیا ایک لڑکی نے آکر کہا کہ قبیلہ کے سردار کو ایک بچھو نے ڈس لیا ہے۔ اور ہمارے لوگ حاضر نہیں ہیں۔ کیا تم سے کوئی دم کر سکتا ہے؟ ہم میں سے ایک شخص اس کے ساتھ گیا جس کو اس سے پہلے ہم دم کرنے کی تہمت نہیں لگاتے تھے۔ اس نے اس شخص پر دم کیا جس سے وہ تندرست ہو گیا اور اس سردار نے اس کو تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہم کو دودھ پلایا جب وہ واپس آیا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ تم پہلے دم کرتے تھے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے تو صرف ام الکتاب (سورہ فاتحہ) پڑھ کر دم کیا ہے۔ ہم نے کہا اب اس کے متعلق کوئی بحث نہ کرو۔ حتیٰ کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق پوچھ لیں۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کو کیا معلوم کہ یہ دم ہے۔ ان بکریوں کو تقسیم کرو۔ اور ان میں سے میرا حصہ

بھی نکالو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھ کر بیمار شخص پر دم کرنا جائز ہے اس لئے اس سورت کو سورۃ الرقیہ اور سورۃ الشفا بھی کہتے ہیں۔

اور اس حدیث میں یہ تصریح بھی ہے۔ کہ اس سورت کو ام لکتاب بھی کہتے ہیں۔ اور یہ کہ قرآن پڑھ کر دم کرنے کی اجرت لینا جائز ہے۔ اور اسمیں قرآن مجید اور کتب دینیہ پر اجرت لینے کا بھی جواز ہے۔ اور اس میں مصحف کو قیمتا فروخت کرنے اور مصحف کی کتابت پر اجرت لینے کا بھی جواز ہے۔ اور یہ کہ استاد کی تعلیم سے تلمیذ کی جو آمدنی ہو اس میں استاد کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اب کسی بیمار کو سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے اور وہ شفاء نہ پائے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دم کرنے والے میں روحانیت کی کمی ہے۔ سورہ فاتحہ کے شفاء ہونے میں کوئی کمی نہیں ہے۔

(تفسیر تبیان القرآن صفحہ نمبر 141)

مسلم شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک فرشتے آسمان سے نازل ہو کر بارگاہ نبوت میں عرض کی یارسول اللہ مبارک ہو آپ کو دو نور ایسے ملے کہ جو کسی نبی کو نہ ملے۔ ایک سورۃ فاتحہ دوسرا سورہ بقر کی آخری آیتیں۔ جس نے سورۃ فاتحہ سیکھ لی اس نے گویا ساری آسمانی کتابیں سیکھ لیں۔ یہ سورۃ بالکل رحمت کی سورت ہے۔ اس لئے اس میں رب قدوس کے قہر' جبر اور دوزخ کے عذاب وغیرہ کا ذکر نہیں۔ بلکہ اس میں وہ حرف بھی نہیں آئے جو جہنم وغیرہ اول میں آتے ہیں۔ چنانچہ اس سورت میں سات حروف نہیں۔

(ث۔ ج۔ خ۔ ش۔ ظ۔ ف)

کیونکہ ث ثبور کا پہلا حرف ہے۔ جس کے معنے ہیں ہلاکت۔ جیم جہنم کا پہلا حرف ہے۔ جس کے معنے ہیں دوزخ۔ خ خزی کا پہلا حرف ہے۔ جسکے معنے ہیں رسوائی۔ ز۔ زفیر اور زقوم کا

پہلا حرف ہے۔ زفیر دوزخیوں کی آواز زقوم تھوہر (جہنمیوں کی غذا)۔ ش۔ شہیق کا پہلا حرف ہے۔ جس کے معنے ہیں جہنمیوں کی آواز ۔ظ۔ ظلم کا پہلا حرف ہے۔

فوائد:۔ جو شخص سورۃ فاتحہ سوبار پڑھ کر دعا مانگے حق تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمائے گا۔ جو شخص مریض لادوا ہو اور چینی کے سفید برتن میں آب زمزم اور زعفران سے سورۃ فاتحہ لکھ کر اکتالیس روز تک پیتا رہے تو انشاء اللہ شفا ہو گی۔ اگر آب زمزم نہ ملے تو عرق گلاب لے لے۔ اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو کنوئیں کا پانی ہی کافی ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ بعض گنہگار قوموں پر عذاب الٰہی آنے والا ہو گا۔ مگر ان میں سے کوئی بچہ مکتب میں جا کر فاتحہ سورۃ پڑھے گا۔ اس کی برکت سے چالیس سال تک عذاب دور ہو جائے گا۔ جو شخص کسی دنیوی بلا میں پھنس گیا ہو وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام سے ملا کر پڑھا کرے۔ انشاء اللہ اس سے نجات ملے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالی کا ذکر

حوالہ:۔ ذکر باری تعالی
اور اس کے فضائل

اللہ کے دوستوں کا شیوہ ہے کہ وہ جہاں بھی ہوتے ہیں۔ اللہ کے ذکر میں محو رہتے ہیں چونکہ انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یاد الہی بنالیا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ جس حال میں ہوتے ہیں۔ یاد الہی سے غافل نہیں ہوتے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے جاگتے سوتے غرضیکہ وہ ہر حال میں اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ ذکر الہی صرف ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہو جاتا ہے اور جو چاہتا ہے اللہ سے پاتا ہے۔ غرضیکہ ذکر الہی حصول ولایت کی بنیاد ہے۔ ہر ولی اللہ نے ذکر الہی ہی سے اللہ کو پایا ہے۔ کیونکہ جب تک اس کی یاد دل میں نہ بیٹھے گی تو رب کیسے مل سکتا ہے۔ اس لئے سلف صالحین کے معمولات میں یہ چیز بہت نمایاں ہے کہ ہر دم ذکر الہی میں مگن رہتے۔

ذکر کا مطلب:۔ ذکر کا مطلب اللہ تعالی کو بار بار یاد کرنا ہے اگر چہ ہر عبادت کسی نہ کسی صورت میں اللہ تعالی کا ذکر ہی ہے مگر ذکر الہی سے خصوصا مراد اللہ تعالی کی ذات یا صفات کے اسماء کو بار بار دہرانا ہے۔کیونکہ اللہ کے بندوں نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کو دل یا زبان ہی سے ادا کرنے کو ذکر قرار دیا ہے ذکر الہی کی سب سے اچھی صورت اور طریقہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ ہی سے ملا ہے انہوں نے جو طریقے یاد الہی کے بتائے ہیں در حقیقت وہی جامع اور اکمل ہیں۔ ان طریقوں کے مطابق ہی اللہ تعالی کو یاد کرنا ذکر الہی ہے۔

اب قرآن و سنت کی روشنی میں اور اولیائے کاملین کے اقوال کے حوالہ جات کے ذریعہ سے ذکر الہی کے بارے میں مکمل بحث کی جائے گی۔

ذکرالٰہی

(حوالہ جات قرآن مجید)

فرمان الٰہی ہے کہ مجھے کثرت سے یاد کرو۔ کیونکہ الفاظ باری تعالیٰ ہیں کہ

(1) یا یها الذین امنوا اذکر و الله ذکرا کثیرا ○

اے ایمان والو اللہ کا ذکر کرو بلحہ ذکر کثیر (صبح وشام یاد) کرو۔ (پ22 احزاب 4)

ذکر کثیر سے مراد اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کو ہر دم یاد کرنے کا مفہوم بھی اسی آیت سے اخذ ہوتا ہے۔ اسی حکم کو مد نظر رکھے ہوئے صوفیائے نے یہ بات کہی ہے کہ جہ "جودم غافل سودم کافر" یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد ہی اصل مقصود ہے لہذا ہر سانس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے یعنی لفظ اللہ پڑھا جائے۔

(2) فاذکرونی اذکرکم واشکرولی والا تکفرون (پ2 بقرہ 52)

پس میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے یوں تشریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آسانی کر دی ہے کہ ذکر الٰہی کیلئے کوئی جگہ مخصوص نہیں فرمائی۔ اگر اللہ تعالیٰ ذکر کے لئے جگہ مقرر فرمادیتا تو ہمارے لئے وہاں جانا ضروری ہو جاتا خواہ وہ ایک صدی کی مسافت پر ہوتی پس اس کا شکر اور ہر دم اسے یاد کرو۔

(ا) پس آیت کے مطابق بندے کا اللہ کو یاد کرنا اس کا ذکر کرنا ہے۔ اس بدلے میں اللہ تعالیٰ کا بندے کو یاد کرنا نعمتیں عطا کرنا ہے۔ اور پھر ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

(ب) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خدا کا یاد کرنا تمھاری یاد سے بہت بڑی چیز ہے۔

(ج) حضرت سعید بن جبیرؒ نے اللہ کی یاد کرنے سے بخشش اور اللہ کی رحمت مراد لی ہے۔

(3) ولذکر اللہ اکبر ۔ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے (پ20 عنکبوت45)

جو چیز انسان بناتا ہے۔ اسمیں بڑائی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بڑائی ہے یعنی جو اللہ کے ذکر کو اپنا لیتا ہے وہ دنیا کی چیزوں سے بڑا ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذاکرین کو اللہ تعالیٰ بے پناہ عزت دیتا ہے۔

(8) نماز فجر کے بعد ذکر:۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز کے فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور طلوع کے بعد دو رکعت (اشراق) ادا کرے تو اس کو حج و عمرہ کی طرح ثواب ملے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کلمات کو پورے حج عمرہ کی طرح ثواب ملے گا۔ تین مرتبہ دہرایا

(ترمذی)

(9) تمام اعمال میں بہترین چیز:۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں ؟ جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو اور وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتا دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کر ذکر ہے۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

(10) ذکر الٰہی کی فضیلت:۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو کرنے والا افضل ہے۔ (طبرانی)

(11) مجلس ذکر اللہ کی فضلیت:۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں کو نیکیوں سے بدل دی گئیں۔(احمد۔ طبرانی)

اقوال ذکر الٰہی

(1) حضرت بصریؒ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ شخص پسند ہے جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرے اور اس کا تقوی کے وصف سے پر ہوا۔

(2) حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی محبت کی علامت زبان ہے اور قلب سے اس کا دائمی ذکر کرنا ہے۔ جسے ذکر الٰہی کا شوق ہو اسے محبت الٰہی حاصل ہو جائے گی۔

(3) حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس کا دل اور زبان اللہ کے ذکر میں لگی رہے اللہ اس کے دل میں محبت کا نور ڈال دیتا ہے۔

فضائل ذکر

(احادیث کے حوالہ جات)

(1) اللہ کے معیت:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ ذکر الٰہی کیلئے اپنے ہونٹوں کو ہلاتا اور ذکر الٰہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔(بخاری)

(2) دلوں کی صفائی:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کیلئے صفائی کی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی یادالٰہی ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کے عذاب سے مکمل نجات دلادے اور وہ ذکرالٰہی ہے صحابہؓ نے عرض کیا جہاد بھی اس کے مقابل نہیں ؟ تو حضور ﷺ نے فرمایاہاں جہاد بھی حتی کہ لڑتے ہوئے تمہاری تلوار بھی ٹوٹ جائے۔ (بیہقی۔ دعوت کبیر)

(3) عذاب الٰہیہ سے نجات :۔ حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ ابن آدم کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جو اس کو عذاب الٰہی سے نجات دلادے سوائے ذکر الٰہی کے۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

(4) سونے سے پہلے ذکر :۔ حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص پاک وصاف حالت میں بستر پر جاکر اللہ کو یاد کرے اور اس کو نیند آجائے تو وہ رات میں کسی وقت کروٹ لیتے ہوئے اللہ سے دنیا اور آخرت میں بھلائی کا کوئی سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمادیتا ہے۔ (مشکوۃ)

(5) زبان کو ذکر سے تر رکھو :۔ حضرت عبد اللہ بن بسرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کون شخص بہتر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ خوش قسمت جس کے عمر طویل ہو اعمال اچھے ہوں۔ اس نے ایک اور سوال کیا کہ اچھے عمل کونسے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تو دنیا کو چھوڑ رہا ہو تو تیر زبان ذکر الٰہی سے تر ہو۔ (احمد۔ ترمذی)

(6) ذکر الٰہی کی مثال :۔ حضرت ابو موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ان اشخاص کی مثال جو اللہ رب العلمین کو یاد کرتے ہیں۔ زندوں کی سی ہے۔ اور جو ذکر الٰہی نہیں کرتے وہ مردوں کی طرح ہے۔ (بخاری)

(7) **محبوب کام:۔** حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے ساتھ کس انداز میں بیٹھنا کہ کہ وہ صبح سے طلوع آفتاب تک بیٹھ کر اس کا ذکر کریں زیادہ محبوب ہے بمقابلہ اس کے کہ چار غلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کریں۔ اسی طرح عصر کے بعد غروب آفتاب تک لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنا بمقابلہ چار غلام آزاد کرنے کے زیادہ محبوب ہے (ابو داؤد)۔

حضرت نظام الدین اولیاؒ نے فرمایا ہے کہ ہر روز زمین کا ایک ٹکڑا اس کے دوسرے ٹکڑے سے بزبان حال اس کا احوال پوچھتا ہے کہ آج کے دن تم پر سے کوئی ذکر الٰہی کرنے والا یا کوئی غمزدہ آدمی گزرا ہے۔ اگر زمین کا وہ ٹکڑا کہے کہ ہاں تو وہ ٹکڑا جس پر سے ایسا آدمی گزرا ہو۔ پہلے ٹکڑے سے خود کو اشرف تر سمجھتا ہے۔

ذکر الٰہی نہ کرنے والے کیلئے وعید

(1) **عدم ذکر پر مذمت:۔** حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی قوم ایسی نہیں جو ایک جگہ بیٹھیں اور وہاں اللہ کے ذکر نہ کریں تو ان کی حثیت مردہ گدھے کی سی ہوتی ہے۔ ان پر حسرت کی کیفیت ہوتی ہے۔ (احمد۔ ابو داؤد)

(2) **ذکر نہ کرنے کا خسارہ:۔** حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر نہ کرے تو اس کی یہ نشت اللہ تعالی کی طرف سے اس کے لئے خسارہ کا سبب ہوگی اور جو شخص بستر پر لیٹ کر اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ بھی اس کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے خسارے کی جگہ ہوگی۔ (ابو داؤد)

(3) **گفتگو میں اللہ کا ذکر کرو:۔** حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا اپنی گفتگو ذکر الٰہی سے خالی نہ رکھو۔ کیونکہ تمہاری زیادہ گفتگو کا ذکر الٰہی سے خالی ہونا

شقاوت قلبی کے سبب ہے۔اور شقاوت قلبی اللہ سے دوری کا سبب ہوتی ہ۔(ترمذی)

(اللہ سے دوستی)

حکایت ذکر

ابو العباس رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک شکاری کو دیکھاوہ ساحل پر مچھلی کا شکار کر رہا تھااور اس کے پہلو میں اس کی چھوٹی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب مچھیرا کوئی مچھلی پکڑتا تو ٹوکری میں ڈال کر اس لڑکی کے پاس رکھ دیتا تھا۔اور لڑکی مچھلی کو ٹوکری سے نکال کر پانی میں چھوڑ دیتی تھی۔کافی دیر تک مچھلی کا شکار کرنے کے بعد جب اس نے ٹوکری میں دیکھا تو ٹوکری میں کچھ نہ تھا۔لڑکی سے پوچھا کہ مچھلیاں کیا ہوئیں لڑکی نے جواب دیا ۔ ابا جان! کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مچھلی اللہ تعالی کے ذکر سے غافل ہو جاتی ہے۔وہ کانٹے میں پھنستی ہے یہ سن کر وہ شخص رونے لگا کہ اتنی عمر ہو گئی لیکن مجھے اس بات کا وہم بھی نہ ہوا تھا

غافل انساں اللہ کی یاد کر

دل کی اجڑی بستی کو آباد کر

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ کا شکر

حوالہ

جے اک جلوہ رب جی اکھیں ویکھ مراں

پٹھ پوے اہیہ زندگی تے لکھاں شکر کراں

اللہ تعالی کا دوست وہ ہے جو ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرے۔ کیونکہ دستور محبت یہی ہے کہ بارگاہ رب العزت سے جو مل جائے اس پر ہر دم شکر کیا جائے جہاں کی تمام نعمتیں اللہ تعالی کی عطا کردہ ہیں۔ اور ہر نعمت اس کا شکر کرنا بندوں کے ذمے ہے۔ اللہ اپنے دوستوں پر اپنی نعمتوں کے بڑے بڑے احسان کرتا ہے۔ اور اس کے دوست قدم قدم پر اس کا شکر ادا کرتے ہوئے شب و روز بسر کرتے چلے جاتے ہیں۔ شکر کا مطلب اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں پر احسان مند ہونا ہے۔ دل و جان سے ان کا اعتراف کرنا ہے ان کی قدر کرنا ہے اور شکر یہ ہے کہ نعمتیں ملنے پر اس کی اطاعت و عبادت کرے اور اللہ کی دی ہوئی ہر چیز کو رضائے الٰہی کے مطابق استعمال میں لائے۔ اور پھر یہ بات بھی شکر میں شامل ہے کہ نعمتیں ملنے پر اللہ پر خوش ہو جائے۔ کیونکہ شکر کا تعلق براہ راست اللہ تعالی سے ہے۔ اس لئے یہ ہمیشہ رہنے والا عمل ہے۔ اور جو اس ہمیشہ رہنے والے عمل پر کاربند ہو جائے اسے بھی دوام ہو جائے گا۔ اس لئے بارگاہ رب العزت کا شکر بہت ہی محبوب اعمال میں سے ہے۔

اے میرے دوست اللہ نے تجھے اور مجھے سلامت پیدا کیا پھر ہر انسان کو جسمانی صحت عطا کر رکھی ہے۔ پھر وہی ہر ایک کا نگہبان اور محافظ ہے۔ ہر لحاظ سے عافیت کا ذمہ دار ہے۔ پھر ہر ایک کو چاہیے کہ اسی خالق کا شکر ادا کرے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالی نے ہمیں کھانے پینے پھرنے۔ رہنے سہنے کے لئے بے شمار نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ عقل دی ہے علم کی بدولت سے مالا مال کیا ہے۔ آزادی کی نعمت دے رکھی ہے۔ ارادہ پر اختیار دیا ہے۔ آفتوں سے

حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ نیک اعمال کی توفیق عطا کر رکھی ہے۔ غرضیکہ دینی اور دنیوی ہر نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔ کیونکہ روحانیت میں شکر کا مقام بہت بلند ہے۔ لہذا شکر گزاری کی راہ اختیار کر۔ پھر دیکھ تو اللہ تعالی کے کتنا قریب ہو جائے گا۔

بحوالہ جات قرآن مجید

اللہ کا شکر

(1) وشکرو لی و لا تکفرون o اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ شکر کے لغوی معنی ہیں۔ ظاہر کرنا' اقرار کرنا' قدر دانی کرنا۔ اگر رب کی صفت ہو تو قدر دانی کے معنی میں ہو گا۔ اور اگر بندے کی صفت میں ہو تو ظاہر کرنے اور سنانے کے معنی میں ہو گا۔ اصطلاح میں شکر کے معنے ہیں کسی کی نعمت پا کر اس کی خدمت یا تعظیم یا تعریف کرنا۔ زباں سے ہو۔ دل سے یا ہاتھ پاؤں سے۔ رب تعالی کی نعمتیں ہمارے شمار سے باہر ہیں۔

نعمتیں تجھ پر خدا کی ہیں بڑی
شکر کرتا رہ بندے ہر گھڑی

(2) مایفعل اللہ بعذ ابکم ان شکرتم و امنتم و کان اللہ شاکر علیماo

اگر تم اللہ کے شکر ادا کرو اس پر ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ قدر دان جاننے والا ہے۔ (پ 5 نساء 147)

صاحب ایمان ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کے احسانات کو فراموش نہ کیا جائے بلکہ اس کے احسانات کی قدر کی جائے اور قدر کے طور پر اس کا قول و فعل سے اقرار کیا جائے یہی اقرار اور اعتراف دراصل اللہ کا شکر ہے۔

(3) ان تکفر و ا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکرو یرضہ لکم (پ 23 زمر 7)

اللہ کے راضی ہونے کا راز اس کا شکر ادا کرنے میں ہے اس لئے یاد رکھو کہ ناشکریوں میں اللہ نہیں ملتا اگر اللہ پانا ہے تو شکر کی راہ اختیار کرو۔ وہ ضرور اپنی معرفت سے اور نعمتوں سے مالا مال کردے گا۔ اور تم سے راضی ہو جائے گا۔ جب اللہ تم پر راضی ہو گا تو پھر وہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔

بحوالہ جات احادیث

اللہ کا شکر

شکر چونکہ اوصاف ولایت میں سے ہے۔ اس لئے اس کا مقام بہت بلند اور اس کا درجہ بہت ارفع واعلیٰ ہے۔ اسکی اہمیت اور افضلیت کی پیش نظر حضور انور ﷺ کی چند احادیث سماعت فرمائیں۔

(1) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا روزہ دار کی طرح ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(2) حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ! میں تمہیں محبوب رکھتا ہوں۔ معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے بھی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی آپ کو محبوب رکھتا ہوں اس پر سرکار ﷺ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو کہنا نہ چھوڑنا۔

اللھم اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک

ترجمہ:۔ اے اللہ اپنے ذکر شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما (احمد۔ نسائی)

(3) حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ جس کو کوئی چیز دی جائے تو اگر اس میں طاقت ہو تو اس کا بدلہ دے اور اگر استطاعت نہ ہو تو اس کی تعریف کر

ے۔ جس نے اس کی تعریف کی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔ (ابوداؤد)

(4) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے بندے سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کیا میں نے تیرے جسم کو درست نہیں رکھا اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہ کیا۔ (ترمذی)

(5) حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے کاموں پر تعجب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں اگر اسے خوشی پہنچے اور شکر ادا کرے تو اس کیلئے بھلائی ہے۔ اور اگر اس کو تکلیف پہنچے اور صبر کرے تو اس کے لئے بھلائی ہے۔ (مسلم شریف)

(6) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا وہ لوگوں کا شکر ادا نہ کرے (ابوداؤد)

(7) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کہا جائے گا کہ حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا۔ ان کیلئے ایک جھنڈا لگایا جائے گا۔ اور وہ تمام جنت میں جائیں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ حمد کرنے والے کون ہیں ؟ آپ ﷺ نے جو لوگ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

(احیاء العلوم)

(8) حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں جس کو عطا ہو گئیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں نصیب ہو گئیں۔ (1) اللہ کا ذکر کرنے والی زبان۔ (2) شکر کرنے والا دل (3) صبر کرنے والا بدن (4) اور ایماندار نیک بیوی (تنبیۃ الغافلین)

(9) ایک حدیث شریف میں ہے کہ کھانے میں چار چیزوں سے کمال آتا ہے۔ حلال ہو۔ کھاتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ کئی ساتھی ملکر کھا رہے ہوں۔ اور یہ کہ کھا چکنے کے بعد اللہ کی حمد کی گئی ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

(10) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جنت میں سب سے پہلے ان لوگوں کو بلایا جائے گا۔ جو راحت اور تکلیف ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ (عوارف المعارف)

(11) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی مصیبت میں مبتلا ہوا اور اس نے صبر کیا اور جب اس کو عطا کیا گیا تو اس نے شکر ادا کیا اور اس پر کسی نے ظلم کیا تو اس نے بخش دیا اور اگر اس نے ظلم کیا اور استغفار کی لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ ایسے شخص کا کیا حال ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت سے بہرہ یاب ہیں۔

(عوارف المعارف)

حکایت

حضرت احمد حربؒ کے پڑوس میں ایک شخص کے ہاں چوری ہو گئی آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی غم خواری کو تشریف لے گئے۔ پڑوسی نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا حضرت احمد حربؒ نے بتایا کہ ہم تمہاری چوری ہو جانے کا افسوس کرنے آئے ہیں۔ پڑوسی بولا میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں اور مجھ پر اس کے تین شکر واجب ہو گئے ہیں ایک یہ کہ دوسروں نے میرا مال چرایا ہے۔ میں نے نہیں دوسرے یہ کہ ابھی آدھا مال میرے پاس موجود ہے۔ تیسرا یہ کہ میری دنیا کو ضرر پہنچا ہے اور دین میرے پاس ہے یعنی اللہ کا بندہ وہی ہے جو پریشانی میں بھی شکر کرے۔ (اللہ سے دوستی)

واقعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام

تفسیروں۔ حدیثوں۔ تاریخوں کی رو سے یہ مشہور بات ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہایت چھوٹی عمر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مکہ کے ویران جنگل میں چھوڑ گئے تھے۔ خدا نے اپنے فضل کے سایہ میں حضرت اسماعیل کو پرورش کیا۔ جب آپ جوان ہوئے تو جراہمی قوم کی لڑکی سے آپ کا عقد نکاح ہوا لیکن گذراوقات جناب کا نہایت تنگدستی سے ہوتا تھا۔ ایک دن حضرت اسماعیلؑ حرم محترم سے باہر شکار میں تشریف لے گئے اتفاق سے آپ کے پیچھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ جب مکان پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہ پایا تو آپ کی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا کیسا حال ہے؟ گزراوقات کی کیا صورت ہے؟ وہ عورت ناشکر تھی بولی کہ اے بزرگ بڑی قلت اور مصیبت میں گزر کرتے ہیں یہ بات سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت اچھا جب آپ کے خاوند گھر میں آئیں تو ہمارا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ آپ کے مکان کی چوکھٹ اچھی نہیں ہے اسے بدل دیجئے۔ یہ فرما کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام چلے گئے تھوڑی دیر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے نورانی انوروبرکات آپ کو اپنے مکان میں محسوس ہوئے بیوی سے پوچھا کہ آج کوئی شخص میرے مکان پر آئے تھے آپ کی بیوی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تشریف لانا اور ان کا چوکھٹ کی نسبت کا حکم فرمانا بیان کیا سنتے ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس عورت کو طلاق دی کیونکہ ناشکری تھی۔ انبیاء کے قابل نہ تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد دوسری شادی کر لی مگر ہر روز آپ شکار کے لئے جاتے ایک دن پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تشریف لائے آج بھی آپ کی حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوئی تو آپ کی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا گزر کس طرح ہے؟ باوجودیکہ تنگدستی پہلی بیوی کے وقت میں تھی وہی اب تھی مگر اس شکرگزار عورت نے عرض کیا کہ اے بز

رگ ہم نہایت خوش ہیں اور نہایت ہی آرام سے گزر کرتے ہیں۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نہایت صالح شخص ہیں یہ سن کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا کہ تمہارے خاوند جب گھر واپس آئیں تو ان سے میرا اسلام کہنا اور یہ کہنا اب تمہارے مکان کی چوکھٹ اچھی ہے اور لائق ہے۔ اسے ضائع نہ کرنا یہ فرماکر حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام مکان پر واپس آئے۔ آتے ہی آپؑ کی بیوی نے سارا حال آپ سے بیان کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سن کر فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے اور چوکھٹ سے مقصود اے بیوی تم ہو حضرت خلیل اللہ تمہارے طلاق دینے سے منع کر گئے اور تمہارے حقوق کی رعایت کرنے کا حکم دے گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پہلی بیوی ناشکری کی وجہ سے اس قابل نہ رہی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی دادی بنائی جاتی۔ یہ پچھلی عورت شکر گزار تھی۔ اس کی شکر گزاری کی وجہ سے اسے یہ عالی مرتبہ ملا۔

(احسن المواعظ)

نعمتیں تجھ پر خدا کی ہیں بڑی
شکر کرتا رہ بندے ہر گھڑی

امید (رجاء)

حوالہ: سن کر کرم لاتقنطوا غم دی رہی نہ مشک وبو
واہ واہ مبارک ذات ہو استغفر اللہ العظیم

تمہید:۔ اللہ تعالی سے امید وابستہ رکھنے کو رجاء (امید) کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ سے دوستی کا تقاضا ہے کہ ہر قسم کی غرض سے بالاتر ہو کر اسی کی عبادت کی جائے کیونکہ وہ عبادت جو

صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی امید پر کی جاتی ہے۔ اس عبادت سے بدرجہا افضل ہے۔ جو عذاب سے خوفزدہ ہو کر کی جائے کیونکہ جب انسانی امید کا مرکز صرف پروردگار عالم کی ذات ہو جاتی ہے۔ تو پھر انسان حقیقت میں اس کا بندہ بنتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے رجاء یعنی اللہ پر امید رکھنا لازم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی راہ میں بے شمار مشکل مقامات ہیں۔ جن کو عبور کئے بغیر معرفت کے حجابات نہیں اٹھتے اور یہ حجابات رجاء یعنی امید اور سچی طلب سے اٹھتے ہیں اور حجابات اٹھنے کے بعد جمال الٰہی ہوتا ہے جو روحانیت کا اصل مقصد ہے۔ پس معلوم ہوا راجاء بھی معرفت کرنے کے مددگاروں میں سے ایک مددگار ہے جسے اختیار کرنے سے اللہ سے دوستی لگانے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ اور سلوک کے بعض مقامات اسی کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔ اس بنا پر حصول معرفت میں رجاء کو زبردست فضیلت حاصل ہے۔

فرمان الٰہی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(1) اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب و يرجون رحمته و يخافون عذابه ان عذاب رب كان محذورا o

ترجمہ:۔ جنہیں لوگ پکارتے ہیں وہ بذات خود اپنے رب کے ہاں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کی امید یعنی رجاء رکھتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر پیدا کرنے والا ہے۔ (پ 5 بنی اسرائیل 57)

شرح:۔ اللہ کے مقرب بندوں کی خوبی بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ سے پر امید رہتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں مصائب کی صورت میں اللہ کے بندوں کو

صرف اللہ کی رحمت پر امید ہوتی ہے۔ اور یہی امید انہیں ہر خطرے سے اللہ کی مدد سے ہمکنار کرتی ہے۔ اور قرب الٰہی پیدا کرنے کے اسباب مہیا کرتی ہے۔ اسی وصف کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔

(2) یبنی اذھبو فتحسسو من یوسف و اخیه و لا تائیسو من روح الله انه لا یأ لیس من روح الله الاالقوم الکفرون ○ (پ 13 یوسف 87)

ترجمہ :۔ اے بیٹوں جاؤ۔ یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید صرف کافر لوگ ہوتے ہیں۔

شرح :۔ بعض حالات میں بعض کاموں کا ہونا ناممکن نظر آنے لگتا ہے۔ مگر اللہ سے دوستی کا تقاضا ہے کہ اس کام کے ہونے کی بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھی جائے کیونکہ ہر کام کے ہونے کا سبب اسی کی رحمت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعہ سے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام سے جدائی ہوگئی اور ان کی ملاقات بظاہر ناممکن نظر آنے لگی تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ اللہ کی رحمت سے ناامیدی کا اظہار مت کرو تلاش کرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہر لحاظ سے پرامید ہے کہ اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام سے ضرور ملادے گا۔ پس معلوم ہوا کہ ہر کام کی امید اللہ پر رکھنی چاہیئے۔ اسی امید کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں بیان کیا ہے۔

(3) فاستجنا له و وھبنا له یحی و اصلحنا له زوجه انهم کانو یسارعون فی الخیرات و یدعوننا رغبا و رھبا و کانو لنا خشعین (پ 17 انبیاء 90)

ترجمہ :۔ تو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور انہیں یحیٰ علیہ السلام عطا کیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کردیا بے شک وہ نیکیاں کرنے میں جلد کرتے اور اللہ کو امید اور خوف سے پکارتے اور وہ خشیت والے تھے۔

شرح:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کی اولاد ہونے کے لئے دعا قبول کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو امید اور خوف سے پکارتے تھے یعنی ایساذکر جو خوف الٰہی کے باعث کرتے تھے۔ اور ایسی امید جو صرف اللہ تعالیٰ سے وابستہ کئے ہوئے تھے۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمت سے نواز اور انہیں اولاد کی خوشخبری دی۔

(4) قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفو ر الرحیم ٥ (پ24 زمر 53)

ترجمہ:۔ اے محبوب ﷺ فرمادیجئے کہ اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی جان پر زیادتیاں کی ہیں وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بے شک تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ بیشک وہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

شرح:۔ اللہ کی ذات سے مغفرت کے لئے پر امید رہنا چاہیے۔ گناہ سرزد ہو جانے کی صورت میں ناامید ہونا اچھا نہیں کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر رحیم و کریم ہے اس لئے سخت گناہگار کے گناہ بھی بخش دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی رحمت کے سامنے انسانی گناہوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہر وقت پر امید رہنا ضروری ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ

(5) قال و مَن یقنط من رحمة ربه الا الضالون ٥ (پ 4 حجر 56)

ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کی رحمت سے کیوں ناامید ہوں ناامید ہونا تو گمراہوں کا کام ہے۔

شرح:۔ ناامیدی رجاء یعنی امید کی ضد ہے۔ اور ناامید ہونا گمراہی ہے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کی رحمت سے کسی صورت میں مایوس نہیں ہوتا بلکہ قدم قدم پر اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں۔

فضیلت رجاء (امید)

اللہ تعالیٰ سے پُر امید رہنے کے بارے میں حضور سید عالم ﷺ کے چند ارشادت مبارکہ سماعت فرمائیں۔

(1) اللہ کی رحمت:۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا فرمایا تو اسکے سو حصے کئے اور ننانوے اپنے پاس رکھ کر ایک حصہ اپنی ساری مخلوق کے لئے بھیج دیا۔ پس اگر کافر بھی یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مومن یہ جان جائے کہ اس کے پاس کتنا عذاب ہے تو جہنم سے وہ بھی بے خوف نہ رہے۔

(2) ثواب کے امیدوار رہو:۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا جبکہ آپ ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کی ایک صاحبزادی کا بھیجا ہوا آدمی حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ کے پاس حضرت سعد بن عبادہؓ۔ حضرت ابی بن کعبؓ ۔اور حضرت معاذ بن جبلؓ بھی تھے۔ صاحبزادی کا صاحبزادہ دم بلب تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے کہلا بھیجا کہ اللہ کا ہے جو وہ لے اور اللہ کا ہے وہ عطا فرمائے۔ ہر ایک کا وقت مقرر ہے لہذا صبر کرنا اور ثواب کا امیدوار رہنا چاہیے۔

(بخاری)

(3) امید اور خوف:۔ حضرت عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے والد سے دریافت کیا کہ تم دن میں کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ میرے والد نے کہا سات کی جن میں سے چھ زمین پر ہیں اور ایک آسمان پر نبی علیہ السلام نے فرمایا تم امید اور خوف میں کس سے رجوع ہوتے ہو؟ میرے والد نے کہا آسمان والے سے نبی علیہ

السلام نے فرمایا اے حصین اگر تم اسلام قبول کرو تو میں تمہیں ایسی دو باتیں بتاؤں جو تمہارے لئے منفعت بخش ہوں گی میرے والد نے جب سلام قبول کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ اب مجھے وہ باتیں بتا دیں۔ جن کا آپ ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ دعا کرو خداوندا میرے دل میں ہدایت ڈال دے اور مجھے نفس کے شر سے محفوظ رکھ۔(ترمذی)

(4) **اللہ تعالیٰ سے نیک ظن رکھو:۔** حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے لئے لازم ہے کہ موت کے وقت حق تعالیٰ سے نیک ظن ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو (مسلم شریف)

(5) **اللہ سے نجات کی امید:۔** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا علم ہو جائے تو وہ جنت کے سوا کسی چیز کی تمنا نہ کرے لیکن اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا علم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی جنت سے کوئی نا امید نہ ہو (بخاری)

(6) **قیامت کے روز اللہ کے ایک بندے سے سوال:۔** حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک اپنے بندے سے سوال کرے گا کہ لوگ تیرے سامنے گناہ کرتے رہے اور تو دیکھتا رہا آخر تو نے محاسبہ کیوں نہ کیا اور پھر اس بندے کو توفیق عطا فرمائی تو جواب دے گا "بار خدایا" میں خلق سے ڈرا اور تیری رحمت کا امیدوار رہا اور اس پر حق تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ (کیمیائے سعادت)

(7) **حالت نزاع میں اللہ کی رحمت کی امید:۔** حضور ﷺ نے ایک شخص سے اس نزع کے وقت پوچھا کہ تو اپنے آپ کو اس وقت کیسے پاتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے گناہ ڈراتے ہیں لیکن اس کی رحمت کا امیدوار ہوں اور یہ چیز میری ڈھارس بندھا رہی

ہے فرمایا ایسے وقت میں یہ باتیں اسی شخص کے دل میں یکجا ہو سکتی ہے جسے حق تعالی نے امان بخشی ہو کہ جس شے سے وہ ڈرتا ہے نہ ڈرے اور جس چیز کا امیدوار ہے۔ وہ اسے پوری ہوتے ہوئے دکھائی دے۔

(8) علامت رجاء:۔ حضرت ابن ابی حاتم نے کہا کہ علی بن شہر زان فرماتے تھے کسی نے احمد بن عاصم انطاءؒ کی سے سوال کیا کہ بندے میں رجاء کے پائے جانے کی کیا علامت ہے۔ فرمایا کہ جب بندے کو اللہ کے احسان نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہو تو اللہ تعالی اس کے دل میں شکر کرنے کا خیال ڈال دے جس کی وجہ سے وہ دنیا میں یہ امید رکھے کہ اللہ تعالی اپنی نعمتوں کو اس پر تمام کر دے گا اور آخرت میں اسے پورے طور پر معاف کر دے گا

(9) امید وسیلہ نجات ہے:۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص کو ہزار برس تک دوزخ میں رکھا جائے گا۔ پھر اس کے یاحنان یامنان پکارنے پر حق تعالی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہے گا کہ اسے باہر نکال لاؤ جب اسے نکال کر حضور حق میں پیش کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالی کی طرف سے سوال کیا جائے گا کہ اے بندے تو نے دوزخ کو کیسے پایا وہ عرض کرے گا کہ اس سے بدتر کوئی جگہ ہو ہی نہیں ہو سکتی۔ حق تعالی حکم دے گا کہ اسے پھر وہیں (دوزخ) میں لے جاؤ وہ جب اسے لے جا رہے ہوں گے تو وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھتا جائے گا۔ حق تعالی کہے گا اے بندے یہ دیکھنا کس غرض سے ہے۔ وہ عرض کرے گا بار خدایا میرا گمان یہ تھا۔ کہ مجھے دوزخ سے جو باہر نکالا گیا ہے تو پھر واپس اسمیں نہ ڈالا جائے گا۔ اس پر حق تعالی حکم دے گا کہ اسے بہشت میں لے جاؤ اور اس طرح امید اس کی نجات کا وسیلہ بن گی۔

(10) اللہ کے دیدار کے امیدوار:۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہونگے تو فرشتے ان کے سامنے طرح طرح کی نعمتیں پیش کریں گے۔ ان کے لئے فرش بچھائیں گے۔ ممبر رکھے جائیں گے اور انہیں مختلف قسم کے کھانے اور پھل پیش کئے

جائیں گے۔ اس وقت جنتی حیران بیٹھے ہونگے اللہ تعالی فرمائے گا اے میرے بندوں حیران کیوں ہو یہ بہشت حیرت کی جگہ نہیں ہے۔ اس وقت مومن عرض کریں گے کہ بار الہا تو نے ایک وعدہ کیا تھا جس کا وقت آ پہنچا ہے۔ تب فرشتوں کو حکم الہی ہو گا کہ ان کے چہروں سے پردے ہٹا دو۔ فرشتے عرض کریں گے یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے حالانکہ یہ گناہ گار تھے اس وقت فرمان الہی ہو گا کہ تم حجاب اٹھا دو یہ ذکر کرنے والے سجدہ کرنے والے اور میرے خوف سے رونے والے تھے۔ اور میرے دیدار کے امیدوار تھے اس وقت پردے ہٹا دیئے جائیں گے اور جنتی اللہ تعالی کا دیدار ہوتے ہی سجدہ میں گر جائیں گے۔ فرمان الہی ہو گا۔ سر ہٹالو یہ جنت دار عمل نہیں دار جزا ہے اور وہ اپنے رب کو بے کیف دیکھیں گے رب تعالی فرمائے گا میرے بندوں تم پر سلامتی ہو میں نے تم سے راضی ہوں کیا تم مجھ سے راضی ہو جنتی عرض کریں گے ہمارے رب ہم کیسے راضی نہیں ہونگے حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں دیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل میں انکا تصور گزرا اور یہی اس فرمان الہی کا مقصود ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ (اللہ کا فقیر)

☆☆☆☆☆☆☆

خوف خدا

حوالہ

اے خالق ارض و سمار و ند اچر و کا بے نوا

کردا کرم دی التجا استغفر اللہ العظیم

تمہید :۔ اللہ کا ولی وہی بنتا ہے جو اللہ سے ہر دم ڈرے۔ چونکہ اللہ ہمارا خالق ہے اور ہمارا مالک بھی وہی ہے۔ پھر ہماری روزی کا ذمہ بھی اسی نے لے رکھا ہے۔ ہر مشکل وقت میں وہی مدد فرمانے والا ہے۔ وہی ہماری دعاؤں کو سننے والا اور مجیب الداعوات ہے اسی کے ملک میں رہتے ہیں اسی کی حکومت جاودانی ہے۔ وہی معبود بر حق ہے۔ اس کے حکم سے اس دینا میں آئے اور پھر اسی کے فرمانے پر اس دنیا سے چلے جائیں گے۔ وہی جزاو سزا دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ جب ہر لحاظ سے انسانوں کا وہی مالک ہے تو پھر اسی ذات کے شایاں شان ہے کہ اسی کی اطاعت کی جائے اسی سے محبت کی جائے اسی کا حکم مانا جائے اور اسی کا خوف ہر دم دل پر طاری رکھا جائے۔

(ب) خوف الٰہی در حقیقت ایک کیفیت ہے جو انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے باعث طاری ہوتی ہے جس کی بنا پر انسان اللہ سے ڈرتا ہے کہ کہیں ایسی بات نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو اور نہ ہی اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جو احکام خداوندی کے خلاف ہو یعنی اللہ کا خوف نیک اعمال کی بنیاد ہے جو ہر دم اللہ سے ڈرتے ہیں وہی اللہ کے بندے بنتے ہیں۔ اور وہی اللہ کی آزمائشوں میں پورے اترتے ہیں۔ خوف الٰہی ایسا وصف ہے جو بندوں کو بلند مقامات پر پہنچاتا ہے۔

(ج) کثرت ذکر الٰہی اور استغفار سے خوف الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ جو لوگ اطاعت اور عبادت

نہیں کرتے ان میں خوف الٰہی بہت کم ہوتا ہے۔ چونکہ شیطان نے ان کے دلوں پر غفلت کے پردے ڈالے ہوتے ہیں۔ لہذا جو شخص بھی اللہ کا ولی بننے کا خواہش مند ہو تو اسے ہر وقت اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ اور اپنی عبادت میں لگن اور توجہ پیدا کرنی چاہیے تاکہ اللہ راضی ہو تمام جلیل القدر صوفیاء جنہوں نے روحانیت میں بلند مقام حاصل کیا ہے۔ اسی خوف الٰہی سے پایا ہے۔ لہذا اللہ کا بندہ بننے کیلئے خود کو خوف الٰہی کی بھٹی میں کندن کرو تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ ورنہ مرتے وقت پچھتاوا رہے گا۔

بحوالہ

قرآن مجید

خوف الٰہی

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو خوف الٰہی کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ سورہ الرحمٰن میں فرمایا ہے کہ

(1) ولمن خاف مقام ربه جنتن ٥

ترجمہ:۔ اور جو اپنے رب کے سامنے خوف زدہ ہوا۔ اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

شرح:۔ اے بندے اپنے آپ کو سرکشی سے بچا اور اپنے رب کا خوف اپنے دل میں رکھ اور آخرت میں فلاح کا طالب رہ۔ تاکہ تجھے نجات ملے انشاء اللہ تجھے دو جنتیں ملیں گے۔

اس سلسلہ میں ایک بہت دلچسپ حکایت ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی زبیدہ میں کسی بات پر تکرار ہو گئی اور زبیدہ نے کہا تم جہنمی ہو اور ہارون الرشید نے کہا کہ اگر میں جہنمی ہوں تو تیرے اوپر طلاق ہے۔ یہ کہہ کر بیوی سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن محبت کی زیادتیوں کی وجہ سے جب جدائی کی تکلیف برداشت نہ ہو سکی تو تمام علماء کو بلا کر پوچھا کہ میں

جہنمی ہوں یا جنتی ؟ لیکن کسی کے پاس بھی اس کا جواب نہ تھا اور امام شافعیؒ بعض نے امام محمد یوسفؒ کا نام لیا ہے کم سنی کے باوجود بھی ان علماء کے ساتھ تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو اس کا جواب دوں۔ اجازت کے بعد خلیفہ سے پوچھا کہ آپ کو میری ضرورت ہے یا مجھے آپ کی ؟ خلیفہ نے کہا کہ مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم تخت سے نیچے آجاؤ کیونکہ علماء کا مرتبہ تم سے بلند ہے۔ چنانچہ اس نے نیچے آکر آپ کو تخت پر بٹھادیا۔ اور پھر آپ نے سوال کیا کہ تمہیں کبھی ایسا موقعہ بھی ملا ہے ؟ کہ بدکاری کرنے پر قادر ہونے کے باوجود محض خوف الہی سے گناہ سے باز رہے ہو اس نے قسمیہ عرض کی کہ ہاں ایسے مواقعہ بھی آئے ہیں آپ نے فرمایا کے تم جنتی ہو اور جب علماء نے اس کی حجت طلب کی تو آپ نے مذکورہ بالا قرآن مجید کی آیت پڑھی یعنی قصد گناہ کے بعد جو شخص خوف خدا کی وجہ سے گناہ سے رک گیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ بلکہ دو جنتیں۔

(2) انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا o (پ29 دہر 10)

ترجمہ:۔ بیشک ہم اپنے رب سے ان دن کا خوف رکھتے ہیں جو تنگی اور سختی والا ہوگا

شرح:۔ اہل ایمان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن کی سختیوں سے بچنے کے لئے اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔ اور اس خوف کے باعث اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے کر مسرت پہنچائے گا۔

(3) و یخافون ربھم من فوقھم و یفعلون ما یومرون o (پ14 نمل 50)

شرح:۔ اللہ والے اپنے اوپر اپنے رب کا خوف طاری رکھتے ہیں۔ اور اس خوف کی وجہ سے وہی کرتے ہیں جو انہیں کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ یعنی نیک اعمال کا دارومدار خوف الہی پر ہے

(4) واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی o فان الجنۃ ھی الماوی o

(پ 30 نازعات 40)

ترجمہ :۔ اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا پس اس کے لئے جنت کا ٹھکانہ ہے۔

شرح :۔ اللہ کے بندے ندامت کے باعث اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور جواب دہ ہونے سے ڈرتے ہیں اور اسی خوف کے باعث اپنے نفس کو دنیاوی خواہشات سے بچاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

بحوالہ احادیث

خوف الٰہی

(1) خدا سے ڈرتے رہو :۔ حضرت ابو سعید خدری نے مرفوعاً فرمایا کہ جب آدمی کے لئے صبح ہوتی ہے۔ تو تمام اعضاء زبان کی خوشامد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

(2) خوف الٰہی کی شان :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس آجائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی گرد و غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے (ترمذی)

(3) عذاب جہنم سے نجات :۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ جہنم سے نکال لو جس نے مجھے ایک روز بھی یاد کیا یا ایک جگہ بھی مجھ سے ڈرا (ترمذی)

(4) خوف الٰہی کا فائدہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو ڈرتا ہے وہ صبح سویرے اٹھتا ہے وہ منزل پر جا پہنچتا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا مہنگا ہے ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے۔(ترمذی)

(5) حضور ﷺ کا خطبہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی کام کیا پھر اس میں رخصت عطا فرمائی (یعنی ترک کر دیا) لیکن لوگوں کے اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھایا اور اس کام کو ترک نہ کیا۔ جب یہ بات حضور ﷺ کے علم میں آئی تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور حمد و صلوۃ کے بعد فرمایا کہ لوگ کس حال میں ہیں۔ جس کام کو میں کرتا ہوں وہ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ خدا کی قسم میں اللہ تعالیٰ کو ان سے زیادہ جانتاہ ہوں۔ اور اس سے بہت زیادہ خوف رکھتا ہوں۔

(بخاری شریف)

(6) خیر اللہ کے خوف میں ہے:۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے فرمایا آگاہ رہو کہ دنیا حاضر مال ہے۔ جس میں سے نیک اور بد کھاتے ہیں اور آخرت سچ ثابت ہونے والا زمانہ ہے۔ جس میں قدرت والا حقیقی بادشادہ فیصلہ فرمائے گا۔ آگاہ رہو کہ بھلائی اپنی تمام شاخوں سمیت جنت میں ہے برائی اپنی تمام شاخوں سمیت جنہم میں ہے۔ اللہ کے خوف میں تمہاری خیر ہے۔ آگاہ رہو کہ تم اپنے اعمال کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی۔ اسے دیکھے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھے گا۔

(مسند امام شافعیؒ)

(7) اللہ کے خوف رکھنے کی تاکید:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے ظہر کی امامت فرمائی صفوں کے آخر میں ایک شخص نے غلط طریقہ پر نماز ادا کی سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شخص تمہیں اللہ تعالی کا خوف نہیں تم نہیں دیکھتے کہ تم کس طرح نماز ادا کرتے ہو ؟ تم سمجھتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح کے سامنے دیکھتا ہوں (احمد)۔

(8) ایک اللہ کو یاد کرو:۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ جب تہائی رات گزر گئی ہے تو نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوئے فرمایا اے لوگوں اللہ کو یاد کرو۔ ہلا دینے والی آگئی اور پیچھا کرنے والی اس کے پیچھے رہی ہے۔ موت اپنی حقیقت کے ساتھ آگئی۔ (ترمذی)

اگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

ساماں سو برس کا پل کی خبر نہیں

(9) خوف الٰہی اختیار کرو:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ جو قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ وہ کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ کی راہ میں دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں لیکن پھر بھی ان کے دل اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ تو کیا کرنے سے مراد چوری اور زنا ہے ؟ (کہ کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں) حضور ﷺ نے جواب دیا کہ (نہیں اس سے یہ مراد نہیں بلکہ) کام سے مراد نماز۔ روزہ۔ صدقہ۔ وغیرہ ہے۔ کہ کرتے ہیں اور ڈرتے اس لئے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سب کچھ قبولیت سے محروم ہی رہے۔ (ترمذی)

(10) ایک شخص کا واقعہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے اپنے نفس پر زیادتی کی۔ اس نے مرتے وقت

اپنی اولاد کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو جلا دینا اور نصف خاک جنگل میں اڑا دینا اور نصف کو دریا میں بہا دینا خدا کی قسم اگر اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے مجھ پر رحم نہ کیا تو مجھے ایسا عذاب ہو گا۔ کہ ایسا عذاب کسی کو نہ کیا ہو گا۔ جب وہ شخص مر گیا تو وارثوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا لیکن خالق و مالک نے دریا اور خشکی کو حکم دیا کو اس کی خاک کے ذرات کو جمع کریں۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے ایسی کیوں کیا؟ تو اس نے کہا اے رب تیرے خوف سے اور تو میرے حال سے خوب واقف ہے اس کی عرضداشت سن کر اللہ تعالی نے اس کی مغفرت کر دی۔

(مسلم شریف)

فرمودات صحابہ رضی اللہ عنہم

(1) حضرت ابو بکر صدیقؓ:۔ آپ نے خوف خدا کے بارے میں فرمایا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے تمام کاموں میں خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے انسان اللہ تعالی سے خوف کھاتا رہے نیز فرمایا کہ روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت ہی بنالو۔

(2) حضرت عمرؓ:۔ آپ خود اپنے کو مخاطب کر کے فرماتے۔ واللہ ابن خطاب اللہ سے ڈر ورنہ اللہ تعالی تجھے عذاب دے گا اور پھر تیری پرواہ نہ کرے گا۔ نیز فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ نفس کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتا۔ (منازل ولایت)

☆☆☆☆☆☆☆

اخلاص

حوالہ

میں تھیں چنگے خالقا تینوں لکھ کروڑ

مینوں تیری قسم ہے تدھ جھیانہ ہور

اخلاص اسلامی عبادات اور اطاعت کی بنیاد ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ایمان اور عمل کا وہ اجر نہیں ملتا جو حقیقی معنوں میں ملنا چاہیئے۔ اس لئے قلبی۔ مالی۔ جانی اور روحانی گویا کہ ہر قسم کے نیک اعمال کیلئے از حد ضروری ہے۔

اخلاص کا مطلب خالص ہے۔ یعنی اخلاص کا اطلاق ہر اس نیک عمل اور قول پر ہوتا ہے۔ جس کا مقصد رضا الٰہی ہو۔ لہذا اعمال کو ریا نمو و اغراض شہرت معاوضہ اور فائدے کے حصول سے پاکیزہ رکھنا اخلاص کہلاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی طرف سے صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب و رضا کے حصول کی خاطر مخلوق کی خوشنودی یا اپنی کسی نفسانی خواہش کو نیت میں ملنے نہ دینا اخلاص ہے۔

اخلاص بہت بڑی دولت ہے کیونکہ جس نے اخلاص حاصل کر لیا اس نے نفس پر قابو پا لیا اور جس نے نفس پر غلبہ پا لیا گویا اس نے اللہ کو راضی کر لیا تو جس پر اللہ راضی ہو گیا تو اس نے دنیا کی ہر چیز کو پا لیا یعنی اخلاص اللہ کی قربت حاصل کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اخلاص کی فضیلت

اخلاص کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(1) وما امر و الا لیعبد و اللہ مخلصین له الدین (القرآن)

ترجمہ:۔ اور ان کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کریں اللہ تعالیٰ کی خاص کر کے اس کے واسطے

(2)هو الحی لا الہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب العلمین (المومن)

ترجمہ:۔ وہی زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو خالص اسی کے فرمانبردار ہو کر اس کی عبادت کرو۔ سب تعریفیں اسی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(3) قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین (الانعام)

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کیلئے ہے جو سارے جہاں کا پرودگار ہے۔

(4) قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین (الزمر)

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے مجھ کو حکم ملا ہے کہ میں خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری کیلئے اس کی عبادت کروں

احادیث اخلاص

رسول اکرم ﷺ کے ارشادات میں اخلاص پر بہت زور دیا گیا ہے تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہر کام کرتے ہوئے اخلاص بیدار رہے۔ احادیث اخلاص حسب ذیل ہیں۔

(1) اچھی نیت اخلاص ہے:۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام اعمال نیت کے ساتھ ہیں۔ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہے تو اسے اسی کا ثواب ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا یا کسی عورت کی خاطر ہے تو اس کیلئے وہی کچھ ہے۔ جس کیلئے اس نے ہجرت کی (بخاری)

شرح:۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اعمال کی اچھائی کا دارومدار نیتوں پر ہے نیت درست ہو تو انجام درست ہو گا۔ اس لئے نیت کا درست رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں سمجھایا گیا ہے کہ اگر کسی جگہ سے ہجرت کرتے ہوئے۔ رضا الہی مد نظر رکھی جائے تو اس کا

اجر و ثواب ملے گا۔ اگر ہجرت کسی دنیاوی غرض کی خاطر کی جائے تو اس اجر نہیں ملے گا ۔ اخلاص نیت کے بارے میں ایک اور روایت میں ہے کہ

(2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ملائکہ بندوں کے اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے الق تلك الصحيفة . الق تلك الصحيفة۔ اس صحیفہ کو ڈال دے اس صحیفہ کو ڈال دے وہ فرشتہ کہتا ہے یا اللہ تیرے اس بندے نے نیک باتیں کیں نیک عمل کئے ہم نے سنا دیکھا اور نامہ اعمال میں لکھا اب اسے کسی طرح ڈال دیں اللہ تعالی فرماتا ہے لم یرد بہ وجھی اس بندے نے اس عمل کے ساتھ میری رضا کا ارادہ نہیں کیا۔ یعنی اس کی نیت میں خالصتا میری رضا نہ تھی اس لئے میرے حضور مقبول نہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے فرشتے کو حکم ہوگا اکتب لفلان کذا و کذا فلاں بندے بندے کے نامہ اعمال میں فلاں فلاں نیکیاں لکھ دے۔ فرشتہ عرض کرے گا یا اللہ اس شخص نے تو نیکیاں کی ہی نہیں۔ حکم ہوگا کہ اس نے نیت کی تھی اس کا ارادہ کرنے کا تھا مگر اس سے نہ ہو سکا۔ (مشکوۃ)

(3) حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین باتیں ہیں جن میں مسلمان کے دل کو خیانت نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ کیلئے خلوص عمل۔ حکام کی خیر خواہی اور مسلمان کی جماعت کے ساتھ رہنا۔

(4) حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ مجھے یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے کچھ وصیت فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھ۔ تھوڑا کام بھی تم کو کافی ہوگا۔ (ترغیب)

(5) جو دنیا میں سے اس حال میں رخصت ہو کہ اللہ وحدہ لا شریک کیلئے اخلاص والا ہو اور نماز پڑھتا ہو۔ زکوۃ دیتا ہو تو اللہ تعالی اس سے راضی ہے (ابن ماجہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اعمال کے لئے اخلاص ضروری ہے

حکایت:۔ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم نے کبھی میرے لئے بھی عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا بارالہا۔ میں نے تیرے لئے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقات دیئے، تیرے آگے سجدے کئے۔ تیری حمد کی تیری کتاب کو پڑھا اور تیرا ذکر کرتا رہا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! نماز تیری دلیل روزہ تیرے لئے ڈھال صدقہ تیرے لئے سایہ، تسبیح تیرے لئے جنت میں درخت، کتاب کی قرات تیرے لئے جنت میں حورو قصور اور میرا ذکر تیرا نور ہے۔ بتا تو نے میرے لئے کیا عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب ذوالجلال مجھے بتا وہ کونسا عمل ہے؟ جو میں تیرے لئے کروں۔ رب نے فرمایا تو نے کبھی میری وجہ سے کسی سے محبت کی؟ تو نے میری وجہ سے کبھی کسی سے دشمنی رکھی؟ تب موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ سب سے اچھا عمل اخلاص یعنی اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے دشمنی رکھنا ہے۔

(6) برکات اخلاص:۔ اخلاص میں بہت برکت ہے اس بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی ان کے ضعیفوں کی دعاؤں اور ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی برکت سے امداد کرتا ہے۔ (نسائی شریف)

ایک اور حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اخلاص والوں کے لئے خوشخبری اور مبارک ہو جو ہدایت کے چراغ ہیں۔ ان کے ذریعہ تمام سیاہ فتنے دور ہو جاتے ہیں۔ (بیہقی)

خلوص نیت کے ساتھ کام کرنے سے دین و دنیا میں کامیابی حاصل ہوتی ہے اہل اخلاص سے ہر کوئی محبت کرتا ہے۔

حکایت:۔ ایک بزرگ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بزرگ نے جواب دیا کہ جو کچھ تو میں نے خالص راہ اللہ میں کیا تھا۔ اسے

نیکیوں کے پلڑے میں پایا جو عمل اخلاص سے خالی تھا۔ اس یا تو گناہوں کے پلڑے میں پایا یا کہیں بھی نہ دیکھا۔ چنانچہ انار کا ایک دانہ جو میں نے ایک مرتبہ راہ میں پڑا دیکھ کر اٹھا لیا تھا نیکیوں کے پلڑے میں پڑا ہوا دیکھا۔ اور ایک بلی جو میرے گھر میں مر گئی تھی وہ بھی اسے پلڑے میں دھری تھی اور ایک ریشمی دھاگہ جو کہ میں نے اپنی ٹوپی میں ٹانک لیا تھا۔ گناہوں کے پلڑے میں رکھا ہوا پایا لیکن مجھے حیرت ہوئی یہ دیکھ کر کہ میرا گدھا جس کی قیمت سو دینار تھی اور وہ بھی بلی کی طرح میرے گھر میں ہی مرا تھا مجھے نیکیوں کے پلڑے میں دکھائی نہ دیا آخر میں نے اللہ پاک سے پوچھ لیا کہ اے سبحان اللہ بلی تو نیکیوں کے پلڑے میں ہو اور گدھا کہیں بھی نہ ہو؟ جہاں تو نے بھیجا تھا وہیں پہنچ گیا یاد رہے کہ تو نے اس کے مرنے پر کہا تھا الی لعنت اللہ اگر تو اس جگہ فی سبیل اللہ کہ دیتا تو آج اسے بھی نیکیوں کے پلڑے میں دیکھتا ۔اسی طرح ایک مرتبہ میں نے اللہ کی راہ میں صدقہ دیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ ضائع ہی گیا کیونکہ نیکیوں کے پلڑے میں وہ بھی موجود نہ تھا۔ تب مجھے یاد آیا دکہ ہاں ٹھیک ہے کیونکہ جب میں صدقہ دے رہا تھا تو لوگ دیکھ رہے تھے اور ان کا وہ دیکھنا مجھے بڑا اچھا لگ رہا تھا یہ باتیں جب سفیان ثوریؒ نے سنیں تو فرمایا یہ تو دولت گرانمایہ ہے۔ جو اس کے ہاتھ آئی یعنی اسے نقصان زیادہ نہ پہنچا (کیمیائے سعادت)

(7) اخلاص کا تعلق دل سے ہے :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نہ تو تمہارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کی طرف بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مسلم شریف)

اخلاص کا تعلق دل سے ہے۔ اگر دل درست ہو اور نیت میں رضائے الٰہی ہو تو اخلاص ہو گا یعنی جو بات دل میں ہو وہی ظاہر میں ہونی چاہیئے۔ اسی لئے اللہ تعالی دل میں جو کچھ ہو اس پر اجر دیتا ہے ۔

☆☆☆☆☆☆☆

دعا

حوالہ:۔ دعاذ کرباری تعالی

(ا) اللہ تعالی چاہتا کہ اس کے دوست صرف اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں جو مانگنا ہے اسی سے مانگیں۔ اللہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی انسانوں کا چارہ ساز نہیں اور مانگنا انسانی فطرت ہے اس لئے جب انسان پر مصیبت آتی ہے تو اس کے دل سے اللہ کے حضور التجا نکلتی ہے۔ یہی التجا حقیقت میں دعا ہے۔ دعا جتنی انسان کے دل کی گہرائیوں سے نکلے گی اثر رکھے گی۔ دعا میں دراصل اللہ کے ذکر ہی کی ایک صورت ہے۔ اور عبادت میں شمار کی جاتی ہے۔

(ب) اللہ کائنات کا مالک وخالق ہے۔ زمین وآسمان اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ سورج چاند ستارے اسی کے سجائے ہوئے ہیں۔ یہ زندگی اسی کی عطا کردہ ہے۔ یہ دنیا کی رونق اسی کے دم سے ہے۔ موت وحیات اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی چیز اس کے قبضے سے باہر نہیں یہ سب کچھ اسی کی ملکیت میں ہے۔ وہی ہمارا حاکم ہے۔ اس کے سوا ارض وسما میں کوئی حکومت کا مالک نہیں تا ابد اسی کی حکومت ہے۔ اور اسی کا حکم چلتا رہے گا۔ اللہ بڑی شان والا ہے۔ اس کی مثل کوئی نہیں۔ اللہ ہر لحاظ سے قوت والا ہے۔ زمین وآسمان میں اسی کا غلبہ ہے وہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ نفع نقصان کا اصل مالک وہی ہے۔ عظمت اور مرتبے والا وہی ہے۔ جلیل وکریم اسی کی ذات ہے۔ وہ ہر عیب سے پاک اور منزہ ہے۔ وہ بزرگی کی ہر صف میں کامل ہے۔ وحسن وجمال میں یکتا ہے۔ وہی حمد کے لائق ہے۔ وہ علیم ہے خبیر ہے۔ وہ ایک ہے اور وحدہ لاشریک ہے وہ ہمیشہ ظاہر اور وہی باطن ہے۔ وہ سمیع ہے اور وہی بصیر ہے۔ جب ہر لحاظ سے اللہ ہی

انسان کا کارساز ہے۔ پھر اسی کو حق حاصل ہے کہ اسی ہی کو معبود برحق مانتے ہوئے اسی کی عبادت کی جائے اسی کا ذکر کیا جائے۔ اسی کے حضور اپنی آرزوؤں کو طلب کرنا چاہیئے۔ مصیبتوں میں اسی کو پکارا جائے اسی کے حضور اپنے دکھ سنائیں جائیں وہ ہر ایک آواز سنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ وہ ہر دل کی پکار سے آگاہ اور قبول کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس سے مانگتے رہیں اور وہ عطا کرتا ہے مگر اے بندے مانگنے کا طریقہ کسی اللہ والے سے سیکھ جس کے اٹھے ہوئے ہاتھ اللہ خالی نہیں لوٹاتا۔

حکم دعا

حوالہ جات قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر دعا کا حکم دیا ہے۔ ادعو کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ دعا سے مراد ذکر، پکار اور رجوع ہے یعنی ہر حاجت کو اللہ کے حضور سے طلب کرو۔ قرآن کریم کے حوالہ جات دعا کے سلسلہ میں تحریر کیے جا رہے ہیں۔

(1) و قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جهنم داخرین O

ترجمہ:۔ اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا۔ بے شک وہ لوگ جو عبادت کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ (پ24 مومن60)

قبولیت دعا کی مزید تصدیق کی گئی ہے کہ جو مجھ سے خلوص دل سے دعا مانگتا ہے میں قبول کر لیتا ہوں اس لئے کوئی مانگے تو سہی اور فقراء کا انداز طلب سیکھے کیونکہ اللہ سے صحیح انداز سے دعا کرنا صرف اللہ کے فقیروں کو آتا ہے۔

(2) هو الحی لا الہ هو فادعوه مخلصین له الدین الحمد لله رب العلمین

ترجمہ :۔ وہی زندہ ہے۔ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ اس لئے اسی کے بندے بن کر خلوص دل سے دعا کرو۔ ہر تعریف اسی کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(پ 24 مومن 65)

اللہ کی شان ہے کہ وہ زندہ ہے۔ وہ ہمارا معبود ہے۔ اسی کی عبادت کی جائے جس میں اخلاص ہو اور پھر اسی کے حضو اپنی فریاد کی جائے۔ کیونکہ ہر تعریف کے لائق صرف وہی ہے۔

(پ 18 اعراف 29)

فضیلت دعا

بحوالہ احادیث

(1) **عبادت کا مغز:**۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

(2) **وہ عمل جو زیادہ معزز:**۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں (ابن ماجہ)

(3) **دعا عبادت ہے:**۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب حضور ﷺ نے فرمایا دعا عبادت ہے۔ اس موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے۔ مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں (نسائی)

(4) **رحمت کے دروازے:**۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے قبولیت دعا کے لئے دروازے کھولے گئے اس کے

لئے رحمت کے دروزے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالی کے نزدیک بہترین دعا یہ ہے کہ اس عافیت کے لئے دعا کی جائے (ترمذی)

(5) دعا قبول کرنا:۔ حضرت سلمانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارا رب حی و کریم ہے۔ جب بندہ دعا کے لئے اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ وہ بندے کے ہاتھوں کو خالی واپس کر دے (ابو داؤد)

(6) قضا کو تبدیل کرنا:۔ حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا کے علاوہ اور کوئی چیز قضا کو تبدیل نہیں کرتی اور عمر کی زیادتی کا سبب سوائے نیکی کے اور کوئی نہیں۔ (ترمذی)

(7) مصیبت کو رفع کرنا:۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دعا ہر اس مصیبت کو رفع کرتی ہے جو آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ اے اللہ تعالی کے بندوں خود کو دعا پر لازم کر لو (ترمذی)

(8) بلاؤں کو دفع کرنا:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا ایسا کوئی فرد نہیں جو اللہ سے مانگتا ہے مگر رب تعالی اس کو وہ عطا فرما دیتا ہے جو وہ مانگتا ہے یا اس سے بلاؤں کو دفع فرما دیتا ہے۔ جب تک کہ وہ شخص گناہ کی دعا نہ کرے یا قطع رحمی کی دعا (ترمذی)

(9) دعا کرتے وقت یقین کرنا:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ سے دعا کرو تو اس کی قبولیت کا یقین ہونا چاہئے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالی غافل دلوں کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی)

(10) تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین اشخاص کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ (1) روزہ دار کی دعا جو وہ افطار کے وقت کرتا ہے (2) امام عادل کی دعا۔ (3) مظلوم کی دعا ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر بلند فرما دیتا ہے۔ ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ رب کریم فرماتا ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان کی مدد ضرور کروں گا۔ چاہیئے کچھ عرصہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ (ترمذی)

(11) حضور ﷺ کا حضرت عمرؓ کو دعا کے لئے فرمانا۔ حضرت عمر بن خطابؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے عمر کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت دے کر فرمایا بھائی ہمیں اپنی دعا میں شریک کرنا نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس جملہ سے زیادہ اور کوئی جملہ فرحت نہیں دیتا تھا (ترمذی)

(12) ہر ضرورت کی دعا کرنا:۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ رب سے حاجتوں کو طلب کرے یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کے بارے میں بھی۔ (جامع ترمذی)

(13) تین دعاؤں کا قبول ہونا:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ (1) والد کی دعا اولاد کے حق (2) مسافر کی دعا (3) مظلوم کی دعا۔ (ابو داؤد)

(14) دعا نہ کرنے کی سزا:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی)

(15) یقین اور رغبت سے دعا کرنا:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے وہ اس طرح نہ کہے کہ خداوند اگر تو چاہیے تو میری مغفرت فرمادے بلکہ یقین اور رغبت کے ساتھ دعا کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ دینے سے کوئی روکنے والا نہیں (مسلم شریف)

(16) مال و اولاد کے لئے بد عا نہ کرنے کی ہدایت :۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اپنی جانوں۔ اموال اور اولاد کے لئے بد عا نہ کرو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ قبولیت کے ساعت ہو اور تمہاری دعا قبول ہو جائے (مسلم)

(17) عدم موجودگی میں دعا کرنا:۔ حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی عدم موجودگی میں اگر اس کا بھائی دعا کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے اور دعا کرنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے۔ جب وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کے لئے بھی ویسی ہی دعا کی مقبولیت کی دعا کرتا ہے (مسلم)

دعا کے آداب شرائط اور احتیاطیں

(1) کھانے، پینے اور کمانے (روزی کمانے کے ذرائع میں حرام سے بچنا)

(2) اللہ جل شانہ کے لئے اخلاص

(3) دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک کام کرنا مثلاً صدقہ دینا یا نماز پڑھنا وغیرہ۔

(4) ناپاکی اور نجاست گندگی اور غلاظت۔ میل کچیل سے صاف ستھرا ہونا۔

(5) دعا مانگنے کے لئے دو زانو بیٹھنا۔

(6) دعا مانگنے سے پہلے اور بعد میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور دعا کے اول و آخر میں حضور ﷺ پر درود پڑھنا۔

(7) دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا

(8) دعا کے وقت ہاتھوں کو کھلا رکھنا

(9) دعا مانگنے میں عاجزی اور انکساری اختیار کرنا اور گڑ گڑانا۔

(10) دعا مانگنے کے وقت آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھانا۔

(11) اللہ تعالی کے اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ صفات کا واسطہ دیکر دعا مانگنا۔

(12) انبیاء کرام کے وسیلہ سے دعا مانگنا۔

(13) اللہ تعالی کے نیک بندوں اولیاء اللہ کے وسیلہ سے دعا مانگنا۔

(14) دعا میں آواز کو پست رکھنا (نیچی آواز میں دعا مانگنا)

(15) اپنے گناہوں کا اقرار کرنا۔

(16) اپنی ذات سے دعا شروع کریں اور پھر اپنے والدین اور تمام مومن بھائیوں کے لئے دعا کریں۔

(17) ایک ہی مقصد کے لئے بار بار دعا مانگنا (یعنی ہر دعا کم سے کم تین مرتبہ مانگے)

(18) اپنی تمام حاجتیں چھوٹی ہوں یا بڑی کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہوں اللہ سے مانگیں۔

(19) کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔

(20) دعا سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔

(21) دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کرے مثلا یوں کہے "دعا پوری ہونے میں ہی نہیں آتی یا میں نے دعا کی تھی قبول ہی نہیں ہوئی۔

دعا قبول ہونے کا مطلب اور اس کی صورتیں

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو مومن بندہ کوئی دعا کرتا ہے۔ جسمیں کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحمی کی ہو تو اللہ تعالی کی طرف اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور عطا ہوتی ہے یا تو جو اس نے مانگا ہے وہی اس کو ہاتھ کے

ہاتھ عطا فرما دیا جاتا ہے۔اس کی دعا کو آخرت میں اس کا ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے۔یا آنے والی کوئی مصیبت اور تکلیف اس دعا کے حساب میں روک دی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا جب بات یہ ہے (کہ ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اس کے حساب میں کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے) تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ دعا قبول نہ ہونے کی صورت میں جب بندہ ذخیرہ آخرت دیکھے گا تو کہے گا کاش کوئی بھی دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اولیائے کرام

حوالہ

برکت کل اسماء دی تے برکت کل نبیؐ

ایہہ دعا قبول کرو برکت کل ولیؒ

اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔ قرآن کریم نے اولیاء اللہ کو متقی مومن مقرب اہل الذکر اور عباد الرحمٰن کے الفاظ سے خطاب کیا ہے۔اور ارشاد فرمایا۔ **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون** (بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ کوئی غم ہے) اولیاء اللہ کیلئے مومن کامل اور متقی ہونا ضروری ہے قرآن کریم کی رو سے متقی وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ اس کے رسولوں کتابوں ' اور فرشتوں پر ایمان ہو ہر نماز کو بروقت اور باشرائط ادا کرتا ہو۔جو نعمتیں اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ موت کے بعد کے حالات اور آخرت کے تمام امور پر یقین کامل رکھتا ہو۔اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اطاعت اس حد تک کرتا ہے کہ فنافی الرسول کے درجہ تک پہنچ جائے۔ حضور ﷺ کے ہر قول و فعل پر ہر وقت نظر رکھتا ہو۔اور ہر کام میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی اس طرح کرتا ہو کہ دیکھنے والوں کو وہی رنگ اور نقشہ نظر آنے لگے۔ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ بھی اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔اور فرشتوں کو اطلاع دیتا ہے کہ میں نے اسے اپنا دوست بنالیا ہے تم بھی اس سے محبت کرو اور تمام مخلوق میں اعلان کردیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص کو اپنا دوست بنالیا ہے تم سب اسے دوست رکھو اس لئے اللہ تعالیٰ کی ہر چیز اس کے قبضہ میں آجاتی ہے۔اسے اختیار دے دیا جاتا ہے کہ جس شے کو جس طرح چاہیے استعمال کرے چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوتا ہے لہذا وہ اللہ تعالیٰ کی منشا کے

مطابق اس کی دی ہوئی نعمتوں کو تقسیم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سب نعمتیں اولیاء اللہ کو نبی کریم ﷺ کی وساطت سے ملتی ہیں۔ حضور رسالت ماب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نعمتوں کا عطا کرنے والا ہے اور میں انہیں تقسیم کرنے والا ہوں اولیاء اللہ کی نظر باطن پر ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں ان کی نظر کے سامنے مادی چیزیں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتیں اس لئے ہر شے کی حقیقت انہیں معلوم ہو جاتی ہے۔ مگر جب تک حکم الٰہی نہ ہو وہ کوئی بات نہیں کر سکتے اور جو بات وہ کرتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کے مصداق ہوتی ہے۔ ان کے کلام میں اثر ہوتا ہے ان کی صحبت انسان کو نیک بنا دیتی ہے۔ یہی لوگ بہترین امت ہیں۔ مقبولان خدا ہیں دنیا ان ہی کے نفس نفیس سے قائم ہے اور وہ صلوۃ دائمی میں قائم ہیں۔ ان ہی کے متعلق خبر دی گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا ہمنشین بدبخت نہیں ہوتا ان سے انس رکھنے والا بد نصیب نہیں رہتا اور جس کو انہوں نے اپنی محبت سے نوازدیا وہ ناکام نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ وہ اللہ کے ہمنشیں ہیں جس وقت ان کو دیکھا جائے تو اللہ ہی یاد آئے۔ جس شخص نے ان کو پہنچان لیا اس نے اللہ کو پالیا ان کی نظر دوا ہے ان کا کلام شفا ہے۔ ان کی صحبت روشنی اور حسن ہے۔ جس نے ان کے ظاہر کو دیکھا وہ ناکام ہوا اور نقصان میں رہا لیکن جس نے ان کے باطن کو دیکھا اس نے نجات پائی اور کامیاب رہا۔

اولیاء اللہ کو آپس میں کلام کرتے دیکھا جائے تو وہ آمنے سامنے خاموش بیٹھے رہتے ہیں لیکن دلوں میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ پاس بیٹھنے والوں کو ان کی باتوں کا پتہ نہیں چل سکتا اسی طرح جب یہ صاحب مزارات کے ہاں بیٹھ کر مراقبہ کرتے ہیں تو پیچیدہ مسائل حل کر لیتے

ہیں۔ جن حضرات کے آپس میں تعلقات بڑھ جاتے ہیں۔ انہیں پاس بیٹھنے اور حاضری دینے کی بھی ضرورت نہیں رہتی بلکہ دور دراز کے فاصلے سے آپس میں کلام کر لیتے ہیں اور فیوض حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنے پیرومرشد کے وصال کے بعد اولیاء اللہ ان سے اسی طرح فیض حاصل کرتے ہیں۔ جس طرح دنیاوی زندگی میں کرتے رہتے تھے۔ عوام اس حقیقت سے اس وقت تک واقف نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ کسی مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس سے باطنی تعلقات قائم نہ کر لیں وہ تعلقات قائم کر لیں گے تو اس راز کو اچھی طرح سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے اور انہیں ان مبارک شخصیتوں کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وابتغو الیه الوسیلة (قرب الٰہی حاصل کرنے کیلئے وسیلہ تلاش کرو) وسیلہ سے مراد اولیاء اللہ ہیں۔ اولیاء اللہ ہی وہ وسیلہ ہو سکتے ہیں جن کو ڈھونڈنے کا حکم دیا گیا ہے جو ہمیں قرآن کریم کے اس مفہوم سے آگاہ کرتے ہیں جو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتایا تھا۔ جس پر عمل کرنے سے وہ قرب الٰہی کے اس مقام پر پہنچے جس پر امت کے اولیاء کرام میں سے کسی کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔ زنگ آلود دل کیلئے صحبت اولیاء عبادات وریاضت درکار مگر تاثیر میں صحبت اولیاء تیز تر ہے۔ تلاوت قرآن مجید سیاہی قلب کو آہستہ آہستہ دور کرتی ہے۔ مگر اللہ والے کی نظر کرم آن کی آن میں کایا پلٹ دیتی ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضور ﷺ کی امت کے اولیاء دو طرح کے ہوتے رہیں گے۔ ایک تشریعی ولی دوسرے تکوینی ولی۔ تشریعی ولی وہ جو سنت مصطفیٰ ﷺ کی کامل پیروی سے رب تعالیٰ کی محبوبیت اور قرب حاصل کریں گے۔ اور جہاں چالیس مسلمان متقی جمع ہوں گے وہاں کوئی نہ کوئی

تشریعی ولی ضرور ہو گا۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ کے اثر سے ثابت ہے۔ اسی لئے
جماعت سے نماز اور سب کے ساتھ مل کر دعا مانگنا۔ دینی کاموں میں چندہ دنیا بہتر ہے کہ اگر
ایک قبول تو سب کا قبول اور اسی جماعت میں کوئی ولی ہو گا جس کا عمل زیادہ قبول ہو گا۔
تکوینی ولی وہ کہلاتے ہیں جن کو عالم کے سیاہ۔ سفید کے اختیارات رب عطا فرماتا ہے جن کی
نگاہ کرم سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ ان کی تعداد مقرر ہے تین سو اولیاء چالیس ابدال'
سات اوتاد' پانچ اقطاب' ایک قطب العالم وغیرہ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی
روایت مرفوعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ (نزہتہ المجالس)

اولیاء اللہ اگرچہ سارے ہی مقبول بارگاہ الٰہی ہیں۔ مگر ان کی جماعتیں مختلف ہیں۔ جن کے
نام اور کام جداگانہ ہیں۔ قادری۔ چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ جیسے کہ تمام دریا سمندر کے
پانی سے بنتے ہیں اور سمندر کی طرف جاتے ہیں۔ سب کا مبدا و منتہی سمندر ہی ہے۔ مگر جو دریا
فلاں راستہ سے ہو کر گذرا اسے گنگا کہا گیا۔ جو اس طرف سے گذرا اسے جمنا بولا گیا۔ جو
پنجاب کے راستہ سے گذر گیا اسے جہلم یا اٹک یا چناب پکارا گیا غرضیکہ یہ نام ان راستوں کے
ہیں۔ اسی طرح ولایت کے تمام دریا اور نہریں حضور ﷺ سے جاری ہوئیں اور حضور
ﷺ کی طرف جارہی ہیں۔ مگر جو نہر حضور غوث پاکؓ کے سینہ سے ہوتی ہوئی آئی اسے
قادری کہا گیا۔ جو خواجہ اجمیریؒ کے سینہ پر انوار سے ہو کر پہنچی ہے اسے چشتی پکارا گیا۔ جو
خواجہ بہاء الدین نقشبند یا خواجہ شہاب الدین سہروردی کے ذریعہ سے آئی اس سے نقشبندی یا
سہروردی سلسلہ پکارا گیا۔ لیکن مبدا و منتہی سب کا ایک ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ

حق اللہ موجود اللہ سختیاں کردے دور اللہ حسبی ربی جل اللہ
ہے مافی قلبی غیر اللہ نور محمد صلی اللہ لاالہ الا اللہ

توحید ورسالت

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں نے اپنے بیان کا زیب، عنوان کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسلیئے رکھا ہے کو توحید و رسالت پر مکمل طور پر بحث کی جائے۔ لیکن اسکے باوجود بعض عوام کو یہ کہتے سنا کہ اہل اللہ کے مزارات پر سفر کر کے جانا' قبر کو بوسہ دینا اس پر چادر چڑھانا' اسکے غلاف کو پکڑ کر دعا کرنی' اللہ کی جناب میں کسی کو سفارشی سمجھنا' رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا' یہ سب باتیں شرک ہیں۔ اسکے علاوہ اور بھی بکثرت ایسے اقوال ہیں جن کے بیان کیلیئے زبان یاری نہیں دیتی۔ اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ طیبہ کے معنی عرض کروں جب اسکے معنی ذہن نشین ہو جائیں گے تو پھر کسی قول یا فعل پر احکام شرعیہ کے خلاف کوئی حکم نہ لگا سکیں گے۔

کلمہ طیبہ کے پہلے جزو لاالہ الا اللہ میں توحید کامل طور پر بیان فرمادیا گیا ہے۔ جسکے معنی یہ ہیں ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" یعنی عبادت کے مستحق صرف وہی ایک ذات ہے جسکو اللہ کہتے ہیں اور اسم مبارک اللہ اس ذات اقدس کا نام ہے۔ جسکی ذات قدیم ہے اور جو ازلی ابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہنے والا' یونہی اسکی صفات کاملہ بھی قدیم ہیں اور غیر محدود لیکن ہر صفت ناقصہ سے پاک و منزہ ہے۔ کسی صفت ناقصہ کی اسکی قدرت کی بارگاہ میں رسائی ممکن نہیں وہ اپنی ذات و صفات کاملہ میں کسی کا محتاج نہیں ہر شے کا خالق اسکی

محتاج، کلمہ طیبہ کے اس معنی کو دل سے یقین کے ساتھ جاننے اور زبان سے اس کا اقرار کرنے کا نام "توحید" ہے۔اور اسکے خلاف اعتقاد کرنے کا نام شرک۔ پس جو شخص اللہ تعالی کی ذات وصفات کی طرح کسی دوسرے کی ذات یا اسکی کسی صفت کو قدیم جانے مشرک یا کسی دوسرے کو مستحق عبادت جانے مشرک یا کسی دوسرے کو کسی شے کا حقیقۃ خالق اور پیدا کرنے والا جانے مشرک ہو گا۔ اس ہی کو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں۔ بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود 'در خالقیت 'در عبادت

ترجمہ :۔ یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ شرک تین قسم کا ہے۔ وجود میں (یعنی غیر خدا کو واجب الوجود جاننا دوسرے خالقیت میں یعنی غیر خدا کسی شئے کا حقیۃ پیدا کرنے والا جاننا تیسرے عبادت میں یعنی غیر خدا کی عبادت کرنا جسکو پوجا کہتے ہیں یا اسکو مستحق عبادت جاننا)

اب جب آپ نے توحید اور شرک کے معنی سمجھ لئے تو جس پر یہ معنی صادق آئیں گے اسکو تو بے شک مشرک کہیں گے اس کے سوا کسی بات کو حقیقۃ شرک نہیں کہہ سکتے پس جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے کمالات اسکے بندوں کیلئے ثابت کرتے ہیں اور ان کمالات کو عطائے الہی جانتے ہیں وہ ہر گز مشرک نہیں۔ ہاں جو کسی کے کمال کے بے عطائے الہی اس کا ذاتی کمال کہے گا بیشک مشرک ہو گا ذاتی کمالات صرف اس ہی ذات والا صفات کے ساتھ مختص ہیں

یہ ہے توحید اور شرک کا مختصر بیان اسکو اگر آپ ذہن نشین کرلیں گے تو ہر گز مغالطہ میں نہ پڑیں گے۔ جب کسی بات پر شرک کا شبہ ہو تو اس پر غور فرماویں کہ اسمیں غیر خدا کو قدیم اور ذاتی صفات رکھنے والے کو جاننا یا اسکو معبود جاننا یا اسکو خالق جاننا لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر ان تین باتوں میں سے کوئی بات لازم آتی ہے تو بے شک وہ بات شرک ہے اور اگر ان میں سے ایک شے بھی لازم نہیں آتی تو اسے ہر گز شرک نہیں کہہ سکتے۔

اللہ تعالی نے اپنی صفات کاملہ سے اپنے بندوں کو بھی ہر ایک کی حثیت کے مطابق حصہ عطا فرمایا ہے وہ حی ہے ہمیں بھی حیات عطائی فرمائی ہے۔وہ قادر ہے ہمیں بھی قدرت عطا فرمائی ہے۔وہ سمیع وبصیر ہے ہمیں بھی سننے اور دیکھنے کی قوت عطا فرمائی ہے۔وہ علیم ہے ہمیں بھی علم عطا فرمایا ہے وہ ارادہ فرماتا ہے ہمیں بھی ارادے پر قوت عطا فرمائی ہے۔ لیکن علی حسب مراتب کسی کو کم کسی کو زائد چنانچہ کسی کو حیات ہزار سال کی عطا فرمائی اور کسی کو دو چار سیکنڈ کی۔ کسی کو اتنی قدرت کہ پاؤ سیر کا بوجھ بھی دو قدم نہ پہنچا اور آصف بن برخیا کو اتنی سینکڑوں من کا تخت جو ساتویں محل کے اندر بلقیس نے محفوظ و مقفل کر رکھا ہو اور اسپر جنات کا پہرہ لگا دیا ہو اور جس کا عرض و طول اسی گز کا ہو۔ حضرت آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم پاتے ہی پلک جھپکنے میں انکے حضور حاضر کر دیتے ہیں۔اور بڑے بڑے قومی جنات منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔یہ قصہ تو بڑا طویل ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں خود مولی تعالی نے مفصل طور بیان فرماتا ہے۔مجھے صرف اتنا بتلانا تھا کہ مخلوق میں سے ایک کی قوت کا کیا حال ہے۔اور دوسرے کی قوت کس درجہ پر پہنچی ہوئی ہے۔جو تحیر میں ڈالتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ سورہ نمل ترجمہ یعنی اس شخص نے عرض کیا جسکو کتاب الہی کا علم حاصل تھا کہ میں آپ کے حضور اس تخت کو پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا۔پس جب حضرت نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرے پرودگار کے فضل سے ہے ۔(نمل 40)

اسی طرح دیکھنے اور سننے کا حال ہے ک ایک شخص پاس کے بیٹھنے والے کو نہ بخوبی دیکھ سکتا ہے اور نہ اس کی سن سکتا ہے۔دوسرا اپنے مقام پر بیٹھا یا کھڑا مشرق سے مغرب تک بسنے والوں کی سنتا اور ان کو دیکھتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا کہ حضور ﷺ کے استفسار پر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا

کہ حق تعالی نے جب سے آپ ﷺ کو پیدا کیا ہے ایک فرشتہ قیامت تک کے لئے متعین فرمایا ہے جسکا کام یہ ہے کہ جو امتی آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے تو وہ فرشتہ کہتا ہے وانت ﷺ علیک یعنی تجھ پر بھی خدا رحمت کرے۔

روایت کیا اس کو طبرانی وغیرہ نے حدیث بڑی ہے۔ میں نے صرف انہی جملوں کے ترجمے پر اکتفا کیا جو موضع استدلال تھے۔

یونہی حضرت عزرائیل علیہ السلام کا حال ہے کہ وہ نہ مشرق کو چھوڑیں نہ مغرب کو سب کی خبر آن واحد میں برابر لیتے ہیں۔

غرض ثابت ہوا کہ مخلوق کے دو افراد میں دیکھنے اور سننے میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح علم کے اندر ملاحظہ فرمائیں کہ وہ شخص ہے۔ جسکو اپنے گھر کی چند چیزوں کا علم ہے اور ایک حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام ہیں کہ عالم میں سے کوئی شے ایسی نہ چھوڑی جس کا ان کو علم نہ دیا گیا ہو۔ نہ علویات میں سے کسی فرد کو چھوڑا نہ سفلیات میں کسی فرد کو۔ تمام ہی کا تو علم عطا کر دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے۔ **و علم ادم الاسماء کلھا (البقر 31)**

ترجمہ :۔ اور سکھلا دیئے اللہ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام

الغرض اللہ تعالی نے اپنی صفات ذاتیہ کی چمکار ہے۔ بلاشبہ اپنی بعض مخلوق کو بھی عطا فرمائے اور یقیناً اس میں بعض پر فضیلت دی جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس میں کسی کو خواہ کتنی ہی اعلی مرتبہ پر وسعت عطا کی ہو پھر اللہ تعالی کی صفات کے مقابلے میں اس کی صفات اتنی بھی توحیثیت نہیں رکھتی۔ جتنا لاکھوں سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ حثیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ صفات ذاتی 'ازلی 'ابدی اس کی صفات عطائی حادث اس کی صفات غیر محدود اس کی صفات پر کسی کا قابو نہیں چل سکتا اس کی صفات اس قادر مطلق کے دست قدرت میں مجبور غرض کسی کی اس صفات کا جو اس کو حاصل ہے۔ محض اس خیال فاسد کی بنا پر کہ یہ اللہ

تعالیٰ کی صفات ہے انکار کرنا خالص عناد ہے جو صفات مخلوق کی ہے وہ ہر گز ہر گز خالق کی نہیں مخلوق کی صفات تو مخلوق اور حادث ہے۔ محدود ہے۔ عطائی ہے مولا تعالیٰ کے قابو میں ہے۔ وہ جب چاہے اس سے چھین لے۔ کیا ایسی صفات سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو متصف کرو گے ؟ اگر ایسا کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے ہر گز کلمہ طیبہ پڑھنا فائدہ نہ دے گا کہ تم نے اس کو ایک صفات ناقصہ کے ساتھ متصف کر دیا جو کفر ہے۔ حالانکہ وہ جس طرح اوصاف رزیلہ سے منزہ ہے۔ اس طرح اس کا کسی صفات ناقصہ کے ساتھ متصف ہونا بھی ناممکن اور محال ہے یہ تو ہو سکتا ہے کہ اگر کسی میں ایسی صفات ناقصہ بھی نہ ہو اور کوئی اس کو اس صفات کے ساتھ متصف کر دے تو اس کو جھوٹا تو کہہ سکتے ہو لیکن اس کو مشرک نہیں کہہ سکتے۔ کہ اللہ کی صفات کے ساتھ اس نے اس متصف نہیں کیا۔ مثلاً کوئی کسی پتھر کو کہہ دے کہ یہ بعطائے الٰہی تمام جہاں کے ذرے ذرے سے واقف ہے تو اس کے کہنے والے کو آپ جھوٹا کذاب ضرور کہیں گے لیکن اسے مشرک نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ اس کے بعطائے الٰہی کہنے سے ظاہر ہو گیا کہ وہ اس صفات کو عطائی۔ حادث عالم کے اندر محدود مولا کے تحت قدرت میں کہہ رہا ہے جو اللہ کی صفات
نہیں ہے اور مشرک جب ہی ہوتا ہے جب اللہ کی صفات کسی کو ثابت کرے۔

(مواعظ مظہری)

شرک کی تعریف

شرک کی تعریف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یعنی وجوب وجود' اس کی صفات جو دائمی اور مستقل ہیں اور استحقاق عبادت ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کو بھی اللہ تعالیٰ کے غیر کے لئے مان لیا جائے کسی شخص کے بارے میں یہ اعتقاد ہو کہ وہ واجب الوجود (وجود ایک اور موجود ایک ہے باقی سب اسکے ظل ہیں) ہے یا اس کی کوئی صفت دائمی اور مستقل ہے یا وہ مستحق عباد

ت ہے تو یہ شرک ہے۔ مشرکین عرب کا شرک یہی تھا کہ وہ اپنے بتوں کو عبادت کا مستحق قرار دیتے تھے۔

(شرح صحیح مسلم شریف ص ۹۹)

(شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی)

ایمان

حضور سرور عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عقائد احکام ماضی اور مستقبل کی خبریں دیں ہیں اور برزخ حشر و نشر اور جنت و دوزخ کے احوال بتلائے ہیں۔ ان کی تصدیق کرنا ان کو ماننا اور تسلیم کرنا نفس ایمان ہے اور ان کے تقاضوں پر عمل کرنا ایمان کامل ہے۔ عقائد میں سے بعض کا تعلق الوہیت کے ساتھ ہے۔ بعض کا نبوت کے ساتھ۔ بعض کا خاص حضور ﷺ کی نبوت کے ساتھ۔ بعض کا فرشتوں کے ساتھ۔ بعض کا برزخ اور آخرت کے احوال کے ساتھ۔ ان میں سے بعض عقائد قطعیہ ہیں۔ جن کا انکار کفر ہے۔ بعض عقائد ظنیہ ہیں جن کا انکار گمراہی ہے۔ اعمال بھی بعض فرض عین ہیں۔ اور بعض فرض کفایہ ان کا انکار کفر ہے اور ان کو مانتے ہوئے عمل نہ کرنا فسق و فجور ہیں۔ اور بعض اعمال واجب سنت اور مستحب ہیں ان کا انکار کفر نہیں البتہ اگر معمولی اور حقیر سمجھ کر یا شریعت کی توہین کرتے ہوئے ان کا انکار یا ترک کیا جائے تو یہ بھی کفر ہے۔

الوہیت سے متعلق عقائد

1) اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات موجود ' قدیم ' ازلی ' اور ابدی ہیں اور اس کے ماسوا تمام موجودات حادث اور ممکن ہیں۔

2) اللہ تعالیٰ واحد بلا شریک ہے نہ کوئی اس کی مثال ہے نہ ضد ہے نہ زوجہ ہے نہ اولاد یہ تمام چیزیں اس کے لئے ناممکن اور محال ہیں۔

3) اللہ تعالیٰ جسمانیت اور اس کے عوارض مثلاً شکل و صورت رنگ و روپ ' حرکت اور سکون ' اونگھ نیند اور غفلت کھانے پینے کسی جسم میں حلول کرنے زمان و مکان دائیں بائیں ' اوپر نیچے وغیرہ تمام جہات سے پاک اور ان کے علاوہ ہر قسم کی عیوب و نقائص سے مجرد اور منزہ ہے۔ وائیں معنیٰ کہ ان میں ہر عیب کا اس کے لئے ثبوت ناممکن اور محال بالذات ہے۔

4) اللہ تعالیٰ زندہ قائم ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اپنی حیات میں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

5) اللہ تعالیٰ ازل سے ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ غیب اور شہادت ظاہر و باطن ' ماضی و مستقبل کی کوئی چیز اس سے کبھی کسی حال میں مخفی نہیں ہے۔ وہ تمام موجودات کی طرف سے بیک آن متوجہ رہتا ہے۔ کبھی غافل نہیں ہوتا اسکا علم ثابت۔ قدیم غیر متبدل اور غیر متغیر ہے۔

6) تقدیر مبرم اللہ تعالیٰ کے ازلی علم ہی کا ایک نام ہے۔ کسی مخلوق میں طاقت نہیں کہ اس کی تقدیر مبرم کو بدل سکے۔

7) اللہ تعالیٰ متکلم ہیں لیکن اس کا کلام آواز سے پاک ہے۔ سننے والے بغیر آواز سے اس کا کلام سنتے ہیں۔ محققین علماء کے اصطلاح میں یہ کلام ان الفاظ نفسیہ سے عبارت ہے جو معانی نفسیہ پر دلالت کرتے ہیں۔

8) اللہ تعالیٰ صادق ہے اور کذب اس کے کلام میں اصلا ممکن نہیں ہے۔

9) اللہ تعالیٰ قادر ہے اور ہر ممکن چیز کے وجود اور عدم پر قدرت رکھتا ہے۔

10) اللہ تعالی سمیع ہے اور تمام کائنات کی باتیں سنتا ہے خواہ ان کی آواز ہمیں محسوس ہو یا نہ ہو۔

11) میدان میں حشر قائم ہونے سے پہلے اس دنیا میں اللہ تعالی کو دیکھنا ممکن ہے لیکن حضور علیہ ﷺ کے سوا کسی نے نہیں دیکھا البتہ محشر اور جنت میں تمام مومنین حسب مراتب اللہ تعالی دیدار کریں گے۔

12) اللہ تعالی بصیر ہے اور ہر چیز کو دیکھتا ہے خواہ وہ رنگدار ہو یا بے رنگ۔

13) اللہ تعالی تمام اشیاء کا مالک ہے وہی پیدا کرتا ہے۔وہی مارتا ہے اس نے انسان کو افعال خیر و شر کا اختیار دیا ہے لیکن ان تمام افعال کا وہ خود خالق ہے اور جزاء اور سزا کا ترتب انسان کے اختیار پر ہے۔سزا دینا اس کا عدل اور جزا دینا اس کا محض فضل ہے۔

14) اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب نہیں نہ وہ کسی کے سامنے جواب دہ ہے وہ ہر چیز کا مالک ہے اور اپنے ملک میں جو چاہئے تصرف کر سکتا ہے۔اس کا کوئی کام غلط یا ظلم نہیں ہو سکتا ۔

15) اللہ تعالی مالک اور بے نیاز ذات ہے اگر چاہتا تو تمام مخلوق کو دوزخ میں ڈال دیتا اور یہ ہر گز اسکا ظلم نہ ہوتا لیکن چونکہ اس نے اپنے فضل سے نیک لوگوں کو ثواب دینے کا وعدہ فرمالیا ہے اور وعدہ خلافی عیب ہے اور اس کے کلام میں کذب کو مستلزم ہے اس لئے یہ امر ممکن نہیں۔

16) اللہ تعالی کی ذات پر کسی بھی اچھے نام کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔لیکن اس کی صفات کے لئے انہیں الفاظ کے انتخاب کیا جائے گا جو قرآن اور حدیث میں وارد ہو چکے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم شریف ص ۱۷)

(شیخ حدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی)

رسالت

محمد رسول الله

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش پیغمبر تشریف لائے اور سب نے یہی اعلان کیا کہ اللہ ایک ہے۔ مگر آہ دنیا نے کما حقہ خدا کی ہستی وحدانیت کو تسلیم نہ کیا حتی کہ خدا نے اپنے آخری پیغمبر "محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور فرمایا اے پیارے! ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں آئے اور سب نے یہی درس دیا کہ اللہ ایک ہے۔ مگر ان لوگوں نے میری توحید کو تسلیم نہیں کیا۔ (الا ماشاء اللہ) پیارے محبوب اب تو اپنی زبان سے میری توحید کا اعلان کرو اور قل ھو اللہ احد۔ کہ دے اللہ ایک ہے۔ تیرے اعلان سے ہی میری توحید پر پرچم لہرائے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ کے اعلان توحید سے یہ انقلاب نظر آیا کہ

ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

کے مطابق نہ صرف یہ کہ بت پرست بلکہ خود بت بھی "اللہ ایک ہے"۔ اللہ کے ایک ہے "۔ کا نعرہ لگانے لگے۔ تو اللہ قل ھو اللہ احد کا حکم فرما کر گویا یوں فرما رہا ہے کہ پیارے تم کہو "اللہ احد" اللہ ایک ہے۔ اور میں کہتا ہوں محمد رسول اللہ۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تم میری توحید کا پرچم لہراؤ اور میں تمہاری رسالت کا ڈنکا بجاتا ہوں۔ گویا تم میرے اور میں تمہارا اسی لئے اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے۔

جناب محمد ﷺ برائے الٰہی جناب الٰہی برائے محمد ﷺ

اللہ کو اپنے محبوب سے کس قدر پیار ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی توحید کا اعلان اپنے محبوب کی زبان سے کرا رہا ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ توحید وہی توحید ہے جو بزبان رسالت اور وسیلہ

رسول سے ہمیں ملی اور وہ توحید جس میں رسالت کا دخل نہ ہو شیطانی توحید ہے۔ ہم ایسی توحید کے قائل نہیں۔ معرفت الٰہی کی دولت ہمیں در رسالت ہی سے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسی در سے سب کچھ ملتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ کہ کر حضور کی رسات کا ڈنکا بجا کر پھر ہمیں اپنے اس رسول کا ہی دست نگر بنایا ہے۔ اور یوں حکم دیا ہے کہ ما اتا کم الرسول فخذو ہ و ما نہا کم عنه فانتھو

ترجمہ:۔ جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں لے لو اور جس چیز سے روکیں رک جاؤ (پ ۲۸ ع ۴)

گویا کہ محمد رسول اللہ۔ اللہ کی نعمتوں کی قاسم ہیں اور حضور ہمیں دیتے ہیں اور ہم لیتے ہیں خدا کی طرف سے جو کچھ ہمیں ملتا ہے اسی در سے اور اس در سے محروم ہے۔ وہ پھر محروم ہی ہے۔ اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔

خدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اللہ نے اپنے محبوب کا نام لیکر آپ کی رسالت کا اعلان فرمادیا اور یوں کہا محمد رسول اللہ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ جس زمانہ مبعوث ہوئے تھے اس وقت ساری دنیا میں شرک و کفر کا اندھیرا چھا رہا تھا۔ لوگوں نے اپنے اللہ سے منہ موڑ کر اغیار سے رشتہ جوڑ رکھا تھا۔ بالخصوص ملک عرب میں شرک و ضلالت کا بڑا زور تھا۔ سینکڑوں ان کے معبود تھے۔ حتیٰ استنجا کے ڈھیلوں تک کو وہ پوج لیا کرتے تھے۔ کئی ایک بت تھے جو انہوں نے بڑی بڑی محنتوں سے خود بنائے تھے۔ اور پھر ان کے آگے سجدے بھی کرتے تھے۔ اس قدر پستی و ذلت میں وہ لوگ گر چکے تھے کہ ہمارے رسول ﷺ تاج رسالت پہنے ہوئے جلوہ افروز ہوئے اور اس شان سے کہ آپ کے تشریف لاتے ہی سارا جہاں تاریک بقعہ نور بنکر

چمک اٹھا۔

جہاں تحریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا

کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ **یا ایھا الکفرون الا اعبد ما تعبدون ٥** اے کافرو جنہیں تم پوجتے ہو میں ان کو نہیں پوجتا (پ30ع34)
یہ تمہارے معبود و لات و ہبل و عزیٰ نادالوان کے آگے کیوں جھکتے ہو میری سنو اور ایک اللہ کو پوجو۔ کافرو! تم ایسے خداؤں کو پوجتے ہو جنہیں خود تم نے بنایا بلکہ آؤ اس خدا کو پوجو جس خدا نے تم کو بنایا۔ **یایھا الناس اعبدو ربکم الذی خلقکم** (پ ع ۳) اے لوگو تم اس رب کی عبادت کرو۔ جس رب نے تمہیں بنایا۔
ہمارے حضور ﷺ کی یہ آواز زمینوں آسمان میں گونج اٹھی اور سر زمین عرب میں اس آواز حق کا یہ اثر ہوا کہ

وہ کڑکا تھا بجلی کا یا صوت ہادی ﷺ

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

بت پرست اپنے اپنے طلسم پاش پاش ہوتے دیکھ کر گھبرا اٹھے اور اور حضور ﷺ کے در پے آزار ہو گئے چنانچہ لات و عزیٰ کے پجاریوں نے جب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمارے خداؤں کو جھوٹا اور ہمیں کافر کہنا شروع کر دیا ہے تو ان لوگوں نے ایک میٹنگ کی اور سب نے یہ مشورہ کیا کہ چلو سارے ملکر محمد ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس چلے اور ابو طالب سے کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو اس کام سے روکیں۔ اور یہ کام بالکل چھوڑ دیں۔
دھمکی:۔ یہ لوگ جناب ابو طالب کے پاس آئے اور ابو طالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے کو روکو اگر تم نے اس نہ روکا اور نہ اس کی حمایت ترک کی تو پھر ہم اعلان جنگ کرتے ہیں۔ ہم سے

جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم لڑیں گے اور خون کی ندیاں بہادیں گے ۔ جناب ابو طالب نے ان لوگوں کی یہ دھمکی سنی تو فکر لاحق ہوئی اور حضور ﷺ کے اس مجلس میں بلایا حضور تشریف لائے تو پوچھا اے چچا کیابات ہے۔ جناب ابو طالب نے کہا بیٹا یہ دیکھو یہ مکہ فلاں صاحب ہیں اور یہ فلاں یہ سب کے سب میرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم اپنی تبلیغ بند کردو اور انہیں اپنے حال پر رہنے دو اگر تم نے اپنی یہ تبلیغ بند نہ کی تو یہ اعلان جنگ کرتے ہیں۔ اور لڑنے مرنے کیلئے تیار ہیں۔ بیٹا مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ میں ان سے ٹکرلے سکوں۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اپنی تبلیغ بند کردو۔

دھمکی کا جواب:۔

حضور علیہ السلام نے اس نازک وقت میں یہ جواب دیا۔

میرے ہاتھوں پہ لاکر چاند سورج بھی اگر رکھ دیں
میرے پروں تلے روئے زمین کا مال وزر رکھ دیں
خدا کے حکم سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتا
یہ بت جھوٹے ہیں میں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا

اے چچا! کچھ بھی ہو جائے مگر میں اپنی تبلیغ وبند نہیں کر سکتا۔ چچا نے جو یہ جرات آمیز اور عزم واستقلال کا اعلان محمد ﷺ سے سنا تو کہا جان عم تو چاہے کر کوئی تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکے گا

انقلاب:۔

حضور اکرم ﷺ نے مشرکین کے شرک وکفر کے خلاف اپنی آواز جو بلند فرمائی تو اس آواز پاک سے ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ بت پرست خدا پرست بن گئے۔ اغیار کے آگے جھکنے والے خدا کی بارگاہ میں جھکنے لگے قعر پستی میں گرے ہوئے عروج وقار کے سٹیج پر نظر آنے لگے۔

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

نبی کریم ﷺ کے ذریعے سے اللہ تعالی نے دنیا کے لئے جو دین بھیجا وہ جس طرح ہماری انفرادی زندگی کا دین ہے۔ اسی طرح ہماری اجتماعی زندگی کا بھی دین ہے۔ جس طرح وہ عبادت کے طریقے بتاتا ہے۔ اسی طرح وہ سیاست کے آئین بھی سکھاتا ہے اور جتنا تعلق اس کا مسجد سے ہے اتنا ہی تعلق اس کا حکومت سے بھی ہے۔ اس دین کو ہمارے نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بتایا اور سکھایا بھی اور ایک وسیع ملک کے اندر اس کو عملا جاری و نافذ بھی کر دیا۔ اس وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی زندگی جس طرح بہ حثیت ایک مزکی نفوس اور ایک معلم اخلاق کے ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے اسی طرح بہ حثیت ایک ماہر سیاست اور مدبر کامل کے بھی اسوہ اور مثال ہے۔

پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ نے 23 سال کی قلیل مدت میں اپنی تعلیم و تبلیغ سے اس قوم کے مختلف عناصر کو اس طرح جوڑ دیا کہ یہ پوری قوم ایک بنیان مرصوص بن گئی یہ صرف متحد اور نظم ہی نہیں ہو گئی بلکہ اس کے اندر سے صدیوں کے پرورش پائے ہوئے اسباب نزاع و اختلاف بھی ایک ایک کر کے دور ہو گئے۔ یہ صرف اپنے ظاہر ہی میں متحد و مربوط نہیں ہو گئی بلکہ اپنے باطنی عقائد و نظریات میں بھی بالکل ہم آہنگ و ہم رنگ ہو گئی۔ یہ صرف خود ہی منظم نہیں ہو گئی بلکہ اس نے پوری انسانیت کو بھی اتحاد و تنظیم کا پیغام دیا۔ اور اس کے اندر حکم و اطاعت دونوں چیزوں کو ایسی اعلی صلاحتیں ابھر آئیں کہ صرف استعارے کی زبان میں نہیں بلکہ واقعات کی زبان میں یہ قوم شتربانی کے مقام سے جہاں بانی کے مقام پر پہنچ گئی

اور اس نے بلا استثناد نیا کی ساری ہی قوموں کو سیاست اور جہاں کا درس دیا۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اس تنظیم و تالیف کی سب بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک بالکل اصولی اور انسانی تنظیم تھی۔ اس کے پیدا کرنے میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ قومی، نسلی، لسانی اور جغرافیائی تعصبات سے کوئی فائدہ اٹھایا نہ قومی حوصلوں کی انگخت سے کوئی کام لیا نہ دینوی مفادات کا کوئی لالچ دلایا نہ کسی دشمن کے ہونے سے لوگوں کو ڈرایا۔ دنیا میں جتنے بھی چھوٹے بڑے مدبر اور سیاستدان گزرے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے سیاسی منصوبوں کو تکمیل میں انہی محرکات سے کام لیا ہے۔ اگر حضور علیہ السلام بھی ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتے تو یہ بات آپ ﷺ کی قوم کے مزاج کے بالکل مطابق ہوتی ان میں سے ہر چیز کو فتنہ قرار دیا اور ہر فتنے کی خود اپنے ہاتھوں سے بیخ کنی فرمائی اور آپ حضور علیہ السلام نے اپنی قوم کی صرف خدا کی بندگی اور اطاعت عالمگیر انسانی اخوت ہمہ گیر عدل وانصاف اعلائے کلمہ اللہ اور خوف آخرت کے محرکات سے جگایا یہ محرکات نہایت اعلی اور پاکیزہ تھے۔ اس وجہ سے نبی کریم ﷺ کی مساعی سے دنیا کی قوموں میں صرف ایک قوم کا ہی اضافہ نہیں ہوا بلکہ ایک بہترین امت ظہور میں آئی۔

یثربی تہذیب کتنی دل نشیں اور سادہ ہے　　ہاتھ میں تلوار ہو اور دل میں ہو خوف خدا

فرزندان اسلام کے نام

اگر ہم اپنے مقدر کی سیاہیاں دھونا چاہتے ہیں اور شکست وذلت کو نصرت وعزت میں بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ حریم باطل سے اپنے تمام جھوٹے رشتے توڑ کر رسول عربی ﷺ کے در اقدس پر جھک جائیں۔ تاریخ، سالار بدو حنین کی عظمتوں کی قسم کھا کر عرصہ ہائے

دراز سے اپنی حقیقت پسندانہ زبان میں یہ آلاپ رہی ہے کہ دنیا میں بلندیاں ہمیشہ ان کا مقدر ہوتی ہیں جو شہادت کی موت اور عزت کی زندگی کی تلاش میں گھر سے نکلتے ہیں۔ اور موت سے محبت صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ ہم فرمان رسول عربی ﷺ کے مطابق جہاد پر کمربستہ ہو جائیں اور باطل قوتوں سے اس وقت تک برسرپیکار رہیں جب تک زمین پر قرآن کی حکومت قائم نہیں ہو جاتی۔ اس خواب کی تعمیر کے لئے ہمیں قربانیاں دینا پڑیں گی۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

نبوت سے متعلق عقائد

1) **نبوت کی ضرورت:۔** اللہ تعالی کی ذات فیاض ہے اور انسان فیض حاصل کرنے والا ہے اور فیضان کے لئے ضروری ہے کہ فیض دینے والے اور فیض لینے والے کے درمیان کوئی مناسبت ہو اور جبکہ عام انسان اور اللہ تعالی کے درمیان کسی قسم کی کوئی مناسبت نہ تھی تو اللہ تعالی نے چاہا کہ ایک ایسی خاص مخلوق پیدا کرے کے جو عام انسانوں اور اللہ تعالی کے درمیان برزخی شان رکھتی ہو جسکی ایک صفت اللہ تعالی سے واصل اور دوسری بندوں میں شامل ہو تاکہ ایک صفت کے لحاظ سے وہ اللہ تعالی سے فیض لے اور دوسری صفت کے لحاظ سے بندوں کو فیض دے۔

2) **نبی کی تعریف:۔** نبی اس انسان کو کہتے ہیں جسکو اللہ تعالی نے اپنے کام کی تبلیغ کے

لئےبندوں کے پاس بھیجا ہو اور معجزہ سے اس کی تائید فرمائی ہو۔

3) نبوت کسبی چیز نہیں ہے کہ کوئی اچھا کام کر کے انسان نبی بن جائے بلکہ نبوت وہبی چیز ہے اور محض اللہ تعالی کا عطیہ ہے اس لئے ہر نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے۔

4) نبی پر اللہ تعالی وحی کے ذریعہ اپنے احکام نازل فرماتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی فرشتہ وحی لے کر آتا ہے کبھی براہ راست نبی کے دل پر حکم نازل ہوتا ہے کبھی نیندیا بیداری میں اللہ تعالی خود ہم کلام ہوتا ہے۔

5) نبی کے معجزات اس کے اختیار میں ہوتے ہیں لیکن ان کا خالق اللہ تعالی ہے۔ جیسے ہمارے افعال ہمارے اختیار میں ہیں اور ان کا خالق اللہ تعالی ہے۔

6) نبی اللہ تعالی کا خلفیہ اور نائب ہوتا ہے نبی کا قول اللہ کا قول ہوتا ہے نبی کا فعل اللہ کا فعل، نبی کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور نبی کی مرضی اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔

7) نبی اللہ تعالی کی ذات وصفات کا عارف اور اس کے احکام اور اسرار کا عالم ہوتا ہے۔ افراد امت کے ایمان اور نفاق نیکیوں اور برائیوں سے واقف ہوتا ہے۔ شہادت اور غائب پر یکساں نظر رکھتا ہے لیکن یہ تمام علوم اللہ تعالی کے عطا کردہ محدود اور حادث ہوتے ہیں۔

8) **عصمت نبوت:۔** نبی گناہوں کی تمام خرابیوں اور نیکیوں کی تمام خوبیوں پر نظر رکھتا ہے جس وجہ سے اسکی طبیعت میں ایک ایسا خاص وصف پیدا ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ گناہ پر قدرت کے باوجود اسکا ارتکاب نہیں کرتا۔ نبی سے کسی لحاظ میں بھی گناہ کا ارتکاب نہیں ہوتا خواہ گناہ صغیرہ یا کبیرہ سہوا ہو یا عمدا اظہار نبوت سے پہلے ہو یا بعد۔

9) نبی سے اجتہادی خطا سہو اور نسیان ہو سکتا ہے جس کا بروقت ازالہ ہو جاتا ہے۔ لیکن امور تبلیغیہ میں یہ ممکن نہیں ہے۔

10) ہر نبی صورتا اور سیرتا پسندیدہ ہوتا ہے۔ اسمیں کوئی عادت کوئی بیماری یا اس کا کوئی

چلن ایسا نہیں ہو سکتا جو لوگوں کے لئے باعث ننگ و عار ہو۔

11) تمام انبیاء پر ایک آن کے لئے موت آتی ہے پھر ان کو حقیقی حیات مل جاتی ہے اور وہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے متعلق عقائد

1) حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔

2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کثیر معجزات دیئے گئے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ جس کا چیلنج ہے کہ نہ اس میں کوئی کمی بیشی کر سکتا ہے نہ فصاحت وبلاغت میں کوئی اس کی نظیر لا سکتا ہے۔ اسلام اور بانی اسلام کے لاکھوں مخالفین ہیں لیکن چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک کوئی اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکا۔

3) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت سے لے کر قیامت تک جاری رہے گی ۔

4) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام جن وانس بلکہ کل مخلوق کے لئے ہے۔

5) حضور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سابقین کے تبلیغ اور اپنی امت کے تمام اعمال پر شاہد اور گواہ ہیں۔

6) حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں۔

7) قرآن کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نور اور سراج منیر کا اطلاق کیا ہے۔

8) اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات وصفات پر دلیل بنا کر بھیجا ہے۔

9) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اللہ تعالی کو مطلوب ہے۔

10) حشر کے دن حمد کا جھنڈا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا۔

11) کوثر کے جام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تقسیم ہونگے۔

12) میدان حشر میں سب سے پہلی شفاعت آپ ﷺ کرینگے۔

13) حضور ﷺ تمام انبیاء و رسل کے امام و سردار ہیں۔

14) حضور ﷺ پر قبر میں اعمال امت پیش کئے جاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ اچھے اعمال پر اللہ کی حمد و ثنا اور برائے اعمال پر امت کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

15) حضور ﷺ اللہ تعالی کے محبوب ہیں اور یہ سب سے بڑا مرتبہ ہے۔

(شرح صحیح مسلم ص ۴۷)

(شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی)

☆☆☆☆☆☆☆

استغفار

حوالہ:۔

اے بارگاہ غفار دی من عرض اک گنہگار دی

مینوں ڈاہڈی طلب دیدار دی استغفر اللہ العظیم

اللہ تعالی سے بخشش اور مغفرت مانگتے رہنا استغفار کہلاتا ہے۔جب گناہ انسان سے بار بار سرزد ہوتا رہتا ہے تو اس سے معافی طلب کرتے رہنا بھی ضروری ہے۔اور خاص کر اللہ سے دوستی کے لئے یہ تو لازم و ملزوم ہے کیونکہ استغفار ہی سے راہ معرفت کھلتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بخشش اور مغفرت کے خزانے ملتے ہیں۔ حب الہی میں اضافہ ہوتا ہے عشق عروج کی منازل طے کرنے لگتا ہے۔ خوف خدا اور خشیت الہی کے جذبات موجزن رہتے ہیں۔استغفار سے گناہوں کی تلافی ہوتی ہے۔اور قرب الہی میں دن بدن اضافہ ہوتا ہے ۔توبہ پر استقامت رہتی ہے۔ایمان کامل کو تقویت مزید ملتی ہے اخلاق حسنہ میں حسن پیدا ہوتا ہے۔دشمن ازلی کے حملوں کا دفاع ہوتا ہے۔لہذا سچ تو یہ ہے کہ جو استغفار پر قائم ہوا۔ وہی اللہ کا دوست ہوا۔اس لئے اپنی منزل کو آگے بڑھانے کیلئے استغفار کا سہارا لو۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

بندہ استغفار و توبہ کے وقت چونکہ اپنی گنہگاری اور تقصیر کے احساس کی وجہ سے انتہائی ندامت اور احساس پستی کی حالت میں ہوتا ہے۔اور گناہ کی گندگی کی وجہ سے مالک کو منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتا اور اپنے کو مجرم اور خطاوار سمجھ کر معافی اور بخشش مانگتا اور آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہے اس لئے بندگی اور تذلل اور گنہگاری و قصورواری کے احساس کی جو کیفیت استغفار و توبہ کے وقت میں ہوتی ہے۔وہ کسی دوسری دعا کے وقت نہیں ہوتی بلکہ

نہیں ہو سکتی۔ اس بنا پر استغفار و توبہ دراصل اعلیٰ درجہ کی عبادت اور قرب الٰہی کے مقامات میں بلند ترین مقام ہے۔ اور توبہ و استغفار کرنے والے بندوں کے لئے صرف معافی اور بخشش ہی کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت و محبت اور اس کے پیار کی بشارت سنائی گئی ہے

بحوالہ جات قرآن مجید

(1) فاصبر ان وعد الله حق و استغفر لذنبك و سبح بحمد ربك بالعشى و الا بكار

ترجمہ :۔ تو صبر کرو بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح و شام اپنے پرودگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔ (پ24 مومن 55)

استغفار کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنا بہت ضروری ہے اور یہ بات سوچ کر گناہ کرنا قابل گرفت ہے کہ بعد میں استغفار کر لیں گے۔ استغفار کے ساتھ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا بھی ضروری ہے۔

(2) و استغفر و ربكم ثم توبو اليه ان ربى رحيم ودود (هود 90)

ترجمہ :۔ اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع کرو بیشک میرا رب مہربان محبت والا ہے۔

(3) فاستغفر وه ثم توبو اليه ان ربى قريب مجيب ○ (هو داه)

ترجمہ :۔ پس اس سے استغفار کرو پھر اس کی طرف رجوع کرو بیشک میرا رب قریب اور دعا سننے والا ہے اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بذریعہ استغفار گناہوں سے بچیں اس لئے جو شخص گناہ کرتا ہے فوراً بعد احساس ندامت کے تحت توبہ اور استغفار کرنے لگتا ہے تو اسے گناہ فوراً معاف ہو جاتے ہیں۔ بلکہ وہ فرشتے جو انسان کا اعمالنامہ لکھتے ہیں۔ انہیں حکم ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہو جانے کے بعد کچھ دیر توقف کرو تا کہ بندہ اپنے گناہ پر معافی مانگ

لے۔ اگر گناہ کرنے والا استغفار کر لے تو فرشتہ اس گناہ کو نہیں لکھتا نہ فرشتہ لکھے گا نہ قیامت میں اس گناہ کی پیشی ہوگی نہ اس پر عذاب ہوگا۔ اللہ تعالی کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ ایک نیکی کی کم از کم دس گنتی لکھی جاتی ہے۔ اور گناہ ہو جائے تو اول تو فرشتہ لکھنے میں دیر لگاتا ہے۔ بندہ کے استغفار کا انتظار کرتا ہے۔ اگر استغفار کر لیا تو اس کا لکھا جانا ہی ختم ہوا اور اگر استغفار کا انتظار کرتا ہے۔ اگر استغفار کر لیا تو اس کا لکھا جانا ہی ختم ہوا اور اگر استغفار نہ کیا تو ایک گناہ ہی لکھا جاتا ہے۔ پھر صغیرہ گناہ حسنات کے ذریعہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کیلئے ہر وقت رحمت حق کا دروازہ کھلا ہوا ہے اللہ بڑا حلیم و کریم ہے اور ستار و غفار ہے۔ اس کی شان کریمی کو جانتے ہوئے بھی کوئی شخص گناہ کی مغفرت کرائے بغیر مر جائے تو بڑے خسارے کی بات ہے۔

فضلیت استغفار

احادیث میں استغفار کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ بذات خود کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے۔ اور یہی راستہ آپ ﷺ نے اپنی امت کیلئے پسند فرمایا۔ جن احادیث میں استغفار کی ترغیت دی گئی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔

(1) اہل استغفار کیلئے خوشخبری:۔ حضرت عبداللہ بن بسرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے نامہ اعمال میں استغفار کی کثرت دیکھی۔

(ابن ماجہ۔ نسائی)

(2) گناہوں کی معافی کا ذریعہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جو مومن بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے

۔پس اگر توبہ استغفار کرلے تواس کے دل صاف ہو جاتا ہے۔اگر گناہ زیادہ کرے تو یہ سیاہ داغ بھی بڑھتا جائے گا جہاں تک اس کے دل پر چھا جائے گا۔یہی وہ زنگ ہے۔جس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ان کے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا ہے (ترمذی)

(3) استغفار کو لازم کرلو:۔ حضر ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص استغفار کرنے کو اپنے اوپر لازم کرلے اللہ تعالی اس کے لئے دشواری سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دیگا۔اور ہر دکھ سے نجات دے گا۔اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا اور ہر دکھ سے نجات دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو گا۔(ابو داوٗد)

(4) فرشتے کا انتظار:۔ حضرت ام عصمہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے۔تو اعمال لکھنے والا فرشتہ تین گھڑی انتظار کرتا ہے۔پس اگر وہ استغفار کرلے تو وہ گناہ اس کے اعمال نامہ میں نہیں لکھتا۔اور اس پر اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن عذاب نہ دے گا۔(مستدرک حاکم)

(5) استغفار کی تاکید:۔ حضرت حذیفہؓ نے بیان فرمایا کہ میں اپنے گھر والوں سے فحش کلامی کے ساتھ پیش آتا تھا۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ڈر ہے کہ میری زبان مجھے دوزخ میں داخل نہ کردے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم استغفار سے کیوں دور ہو؟روزانہ سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

(6) استغفار کا اجر:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محافظ فرشتے اللہ کے حضور جب کسی کا اعمالنامہ پیش کرتے ہیں۔جس کے اول آخر میں استغفار

لکھا ہوا ہو تو اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ کو وہ سب کچھ بخش دیا جو اس کے اعمالنامہ کے اول و آخر کے درمیان میں ہے۔(براز)

(7) **اللہ کا انداز کرم:۔** حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا شیطان نے رب تعالیٰ نے کہا اے میرے تیری عزت و جلال کی قسم میں تیرے بندوں کو جب تک کہ روح ان کے جسموں میں ہے بھکاتا رہونگا۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال اور بلند مقام کی قسم میں ہمیشہ اس وقت تک ان کی مغفرت کرتا رہونگا۔ جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیگے۔(احمد)

(8) **استغفار کا فائدہ:۔** حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کرتا ہے وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہے جو گناہوں پر اصرار کرنے والے ہیں۔اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ گناہ ہو۔

(9) **اچھے بندوں کا وصف:۔** حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر کہ جب نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو استغفار کریں۔(ابن ماجہ)

(10) **روزانہ سوبار استغفار:۔** حضرت اغر مزنیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض اوقات میرے قلب پر حجابات کی کیفیت محسوس ہوتی ہے میں روزانہ اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔(مسلم)

(11) **اللہ تعالیٰ کا اندز مغفرت:۔** حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کی مغفرت نہیں فرمائے گا ۔لیکن رب کریم نے فرمایا ہے کون شخص یہ گمان کرتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں

گا۔ میں نے تو اس کی مغفرت کر دی اور اس شخص کے ایسا کہنے پر اس عمل ضائع کر دیئے ۔(مسلم)

(12) **فوت شدہ کیلئے تحفہ** :۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبر میں مردہ کی حالت ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی ہوتی ہے وہ دعاؤں کا انتظار کرتا ہے خواہ وہ ماں باپ کی طرف سے ہو یا بھائی سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور بے شک رب کریم دنیا والوں کی دعائیں مردوں کو پہاڑوں کی طرح کر کے پہنچاتا ہے اور زندوں کے اپنے مردوں کی طرف ان کیلئے مغفرت کی طلب ہوتی ہے۔ (شعب الایمان)

(13) **بندوں پر اللہ کی شفقت** :۔ حضرت ابوذرؓ سے راویت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو نیکی کرے اس کیلئے اس کے دس مثل یا اس سے بھی زیادہ ثواب ہے اور جو برائی کا مرتکب ہو تو برائی کی قضا اس کی مثل ہے یا میں معاف کر دوں جو آدمی مجھ سے ایک بالشت قریب ہو گا میری رحمت ایک ہاتھ اس کے قریب ہو گی اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہو گا میری رحمت دو ہاتھ اس کے قریب ہو گی جو میرے پاس چل کر آئے گا میری رحمت دوڑ کر اس کی طرف جائے گی اور جو زمین بھر گناہ لے کر میرے پاس آئے گا تو میں اس کے گناہوں کے برابر مغفرت کے ساتھ اس ملونگا بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

(منازل ولایت)

☆☆☆☆☆☆☆☆

اللہ کی عبادت

حوالہ

کیتی نہ کوئی بندگی ضائع گئی کل زندگی

دل کھا گیا شرمندگی استغفر اللہ العظیم

بارگاہ رب العزت میں انسان کا سب سے پسندیدہ عمل اس کی عبادت ہے۔ عبادت کا اصل مقصد تو اللہ تعالیٰ کی بندگی' پوجا اور حمد و ثنا ہے۔ مگر اس کا بنیادی فائدہ خود انسان ہی کو پہنچتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان میں اچھے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ انسان کامل بننے کا ذریعہ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں جا بجا عبادت کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

ترغیب عبادت

ایک رب کی عبادت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(1) یایہا الناس اعبد و ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقونo

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ (پ البقرہ 21)

انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اس لئے انسان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے خالق کی عبادت کرے۔ اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا اور اس کا فائدہ انسان کو یہ ہوگا کہ وہ متقی بن جائے گا۔

(2) و عبدو اللہ و لا تشرکو بہ شیاء (پ5 نسا36)

اور اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ۔

شرح:۔ ایک خدا کی عبادت انسان پر فرض مطلق ہے۔ اس لئے اللہ کا دوست صرف وہی

بن سکتا ہے۔ جو صرف اللہ تعالی کو راضی کرتا ہو۔

فضائل عبادت

(بحوالہ احادیث)

(1) **جنت میں حضور کی رفاقت :۔** حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ (حضور ﷺ کے خادم اور اصحاب صفہ میں سے تھے) فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں رات گزارتا اور آپ کے وضو کے لئے پانی اور دیگر ضروریات لاتا (ایک روز) آپ ﷺ نے فرمایا مجھ سے مانگو میں نے عرض کیا کہ جنت میں آپ کی رفاقت کا طالب ہوں۔ نبی اکرام ﷺ نے فرمایا کیا اس کے علاوہ بھی خواہش ہے؟ میں نے عرض کیا صرف یہ خواہش ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو۔ (مسلم)

(2) **رمضان المبارک میں کثرت عبادت :۔** حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں رات کو بیدار رہتے اہل خانہ کو بھی جگاتے خوب کوشش فرماتے اور عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جاتے (بخاری و مسلم)

(3) **مسجد میں عبادت کا صلہ :۔** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح و مسجد کی طرف جائے اللہ تعالی ہر صبح و شام اس کے لئے جنت مہمانی تیار فرماتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

(4) **حضور ﷺ کی عبادت :۔** حضرت مغیرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات میں قیام کیا یہاں تک کہ آپ کے پیروں پر ورم آگیا تو آپ ﷺ سے لوگوں نے کہا حضور ﷺ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ ﷺ کے لئے اگلے او پچھلے گناہ معاف

کر دیئے گئے ہیں۔ تو سرکار ﷺ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ (متفق علیہ)

(5) عبادت کرنے والے بہترین لوگ ہیں:۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے بہترین لوگوں میں سے قرآن کے اٹھانے والے (حفاظ) یا قرآن پر عمل کرنے والے اور رات کو عبادت کرنے والے (بہیقی فی شعب الایمان)

(6) عبادت سے مدد حاصل کرو:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک دین اسلام آسان ہے۔ اور کوئی دین میں سختی نہیں کرتا مگر دین اس پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔ لہذا اعتدال اختیار کرو طاقت اور قوت کے مطابق عمل کرو اور خوش رہو (البتہ) صبح شام اور رات کے آخر حصہ میں عبادت سے مدد حاصل کرو۔ (بخاری)

(7) خلوص کے ساتھ عباد ت:۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اروایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر بلند آواز کے ساتھ یہ دعا پڑھتے (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے ہے ملک اور وہی سزا وار حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں ہے گناہوں سے بارگشت اور قوت عبادت مگر اللہ کی طرف۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہیں عبادت کرتے ہم مگر اسی کی۔ اسی کے واسطے نعمتیں ہیں اور اس کے لئے ملک ہے اور وہ بہترین تعریف کے قابل ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم خلوص کے ساتھ اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اگرچہ کافر اس کو برا کیوں نہ جانیں۔ (مسلم)

(8) کثرت سجود کا صلہ:۔ حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے۔ کثرت سجود اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالی کے لئے جو سجدہ بھی کرو گے۔ وہ اس کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور تم سے ایک خطا دور کرے گا۔ (مسلم)

(9) چند نیک اعمال:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رحمٰن کی عبادت کرو۔ لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ سلامتی کرو یا سلام کرو۔ اور جنت میں سلامتی کے

ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(10) عبادت کے لئے اللہ سے توفیق مانگو:۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو رات میں عبادت کے لئے بیدار ہوا اور اس نے کہا خداوندا تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو یکتا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لئے ملک اور حمد ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو پاک ہے۔ اور ساری تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بڑا ہے۔ اور عبادت کی قوت اور گناہ سے واپسی اللہ کی مدد پر منحصر ہے۔ راوی کہتے ہی کہ اس کے بعد کہتے خداوندا میری مغفرت فرما۔ راوی کہتے ہیں یا سرکار ﷺ نے یہ فرمایا پھر بارگاہ الٰہی میں دعا کرے۔ جس کو قبول کیا جائے گا۔ پھر اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز کو قبول کیا جائے گا۔ (بخاری)

فرمودات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم

(1) عبادت کی حقیقت:۔ عبادت کی حقیقت کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ عبادت ایک پیشہ ہے۔ دکان اس کی خلوت۔ راس المال اس کا تقویٰ اور نفع اس کی جنت ہے۔ خدا مخلوق پر سے کبھی کوئی مصیبت اور برائی نہیں ہٹاتا ہے۔ جب تک کہ مخلوق عبادت کی طرف نہ جھک جائے۔

(2) حضرت عمرؓ کا قول:۔ ایک مرتبہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس پر زیادتی کی مگر اللہ کا کرم ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس کی عبادت کرتا ہوں مزید فرمایا کہ کم سونا عبادت

ہے۔

(3) معبود بر حق کا حق:۔ حضرت عثمان غنیؓ کا قول ہے کہ اگر تم معبود حقیقی کی پرستش اور عبادت کرنا نہیں چاہتے تو اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو استعمال بھی نہ کرو مزید فرمایا کہ ایک پرہیز گار عابد شیطان پر حاوی ہوتا ہے۔

(4) فلسفہ عبادت :۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو لوگ شوق میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت تاجرانہ ہے۔ جو خوف میں عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت غلامانہ ہے۔ شکر نعمت کے طور پر عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت آزادانہ ہے۔ (اللہ سے دوستی)

☆☆☆☆☆☆☆☆

نعت شریف

حوالہ

بلغ العلے بکمالہ کشف الدجے بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و آلہ

حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کو بنظر ایمان دیکھا جاوے تو اس میں اول سے آخر تک نعت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام ہوتی ہے۔ حمد الٰہی ہو یا بیان عقائد۔ گذشتہ انبیائے کرام اور ان کی امتوں کی واقعات ہوں یا احکام، غرض قرآن مجید کا ہر موضوع اپنے لانے والے محبوب ﷺ کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مثال کے طور پر سورہ اخلاص قل ھو اللہ احد کو لیجئے کہ اس میں خدائے قدوس کی صفات کا ذکر ہے۔ اور سورہ لہب کو دیکھئے یعنی تبت ید ابی لھب و تب کہ اس میں خدا نے بظاہر ابو لہب کافر اور اس کی بیوی کا تذکرہ کیا

ہے۔ از اول تا آخر مگر جب غور کرو تو یہ دونوں سورتیں محبوب ﷺ کی نعت پاک سے بھری ہوئی ہیں۔ قل ھو اللہ میں ارشاد ہے کہ اے محبوب تم کہہ دو کہ اللہ ایک ہے۔ اور وہی بھروسہ کے لائق ہے۔ نہ وہ کسی کی اولاد نہ اس کی کوئی اولاد۔ مگر ایک کلمہ قل نے (یعنی محبوب تم کہہ دو) اس ساری سورۃ میں نعت کو شامل کر دیا ہے۔ کیونکہ مرضی الٰہی یہ ہے۔ کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام تو ہمارا ہو اور زبان تمہاری ہو۔

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی　　اتنی ہے گفتگو تیری اللہ کو پسند

تبت یدا ابی لھب میں بھی نعت شامل ہیں۔ قل ھو اللہ احد میں قل فرمانے سے نعت کی شان نظر آئی اور یہاں قل نہ فرمانے سے کیونکہ ایک بار ابو لہب ابن عبدلمطلب نے حضور اقدس ﷺ کی شان میں کہا تھا۔

تبا لك آپ تباہ ہو جائیں۔ پروردگار عالم نے اس کلمہ ملعونہ کا بدلہ اور انتقام لیتے ہوئے خود فرمایا کہ تبت یدا ابی لھب و تب کہ ابو لہب ہلاک ہو جائے اور وہ ہلاک بھی ہو گیا یعنی اے محبوب ﷺ اس کا جواب آپ نہ دیں ہم خود جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اب اس سے جہاں ابو لہب کی گمراہی ہلاکت وغیرہ کا ذکر ہوا ساتھ ہی ساتھ آقائے دوجہاں کی عزت و عظمت بارہ گاہ الٰہیہ میں معلوم ہو گئی۔ ان کی شان میں ادنیٰ سا بجواس کرنے والا خدائے پاک کا دشمن قرار پاتا ہے۔

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب

جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس کو اعلان جنگ دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام' اہل بیت عظام کے مناقب مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کے فضائل جو قرآن کریم میں ارشاد ہوئے وہ حقیقت میں نعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ بادشاہ کے غلاموں کی تعریف اس کے تاج و تخت کی مدحت در حقیقت بادشاہ کی ثنا خوانی ہے۔ کفار کی برائیاں بت پرستوں کی

مذمت بھی اسی شہنشاہ کی نعت ہے۔ جس کی مخالفت سے یہ لوگ مردود ہوئے۔

اسی طرح آیات احکام کو دیکھئے کہ سب میں حضور علیہ السلام کی نعت ظاہر ہے۔ مثلاً قرآن میں جگہ جگہ نماز اور زکوۃ کا حکم دیا یا حج فرض فرمایا مگر کسی جگہ یہ نہیں بتایا گیا کہ نماز کس طرح پڑھو کس کس وقت پڑھو کتنی کتنی رکعتیں پڑھو اسی طرح یہ وضاحت بھی نہ فرمائی کہ زکوۃ کون دے کتنے مال پر دے کس قدر دے۔ حج کرو مگر تمام حج کے قاعدے نہیں بیان کئے ۔جس کی منشا یہ ہے کہ احکام ہم نے بتا دیئے۔ اب اگر ان احکام کی تفصیل اور طریقہ دیکھنا ہے ۔تو ہمارے محبوب علیہ السلام کے مبارک فعل اور قول کو دیکھ لو۔ ان کی زندگی پاک ہمارے سارے احکام کی مکمل تفسیر ہے۔ اور حق تو یہ ہے نماز' روزہ' حج وغیرہ محبوب علیہ السلام کی محبوب اداؤں کا نام ہے۔ ان کی ادائیں پیاری ہیں جو بھی اخلاص سے ان کی سی ادائیں کرے گا۔ مقبول ہو گا۔ اگر کوئی شخص رکوع سجدہ میں قرآن پڑھ لے اور قیام میں التحیات پڑھے یعنی جو ذکر الٰہی نماز میں ہوتا ہے۔ اس کی ترتیب بدل دے نماز نہ ہو گی۔ آخر یہ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ اس نے اگرچہ سارے ارکان ادا کر دیئے اور سارے ذکر بھی کر لئے مگر اس طرح نہیں کئے جس طرح محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کرتے تھے۔ پیاری تو ان کی ادائیں ہیں نہ کہ محض تمہارے افعال۔ دیکھو نماز و تلاوت بزبان عربی لازم ہے کہ یہی محبوب کی زبان ہے۔ ہمیں طوطی مینا پیاری ہیں کیونکہ وہ ہماری سی بولی بولتی ہیں اگرچہ بغیر سمجھے ہی سہی۔ تو اے مسلمانو تم بھی۔۔۔۔۔ اس محبوب ﷺ کی بولی بولو اگرچہ بغیر سمجھے ہوئے سہی ثواب پاؤ گے۔ اگر نماز محض درخواست ہوتی تو ہر زبان میں ادا ہو جاتی کہ رب تو ہر زبان جانتا ہے۔ حج میں کیا ہے ؟ کہیں ٹھہرنا کہیں دوڑنا کہیں کنکر پھینکنا کہیں طواف میں گھومنا آخر یہ کام ان تاریخوں میں عبادت کیوں بن گئے۔ اس لئے کہ یہ اللہ والوں کے کام ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ اسی قوم سے

ہے ہماری نمازوں اور ساری عبادتوں کا یہ ہی حال ہے کہ حضور ﷺ سے مشابہت اور تشبیہ نصیب ہو جاوے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہمیں بخش دے۔

رات کی تاریکی میں نمازیں امت کی بخشش کی دعائیں
ان کے سجدے فخر عبادت صلی اللہ علیہ وسلم

سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ہدیہ محبت حضور نبی کریم ﷺ کے لئے

رسائل جاء احمد من هدا ها بایات مبینة الحروف

وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد ﷺ لے کر آئے واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

و احمد مصطفى فينا مطاعا فلا تغشو بالقول الغيف

اور احمد ﷺ ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ لہذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا۔

☆☆☆☆☆☆

نعت خوانی

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

آجکل کہا جاتا ہے کہ نعت خوانی بدعت ہے۔ ان بدعت کہنے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے وہ صحابہؓ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ ان کے لئے خصوصی دعائیں فرمائیں۔ حضرت حسانؓ حضور ﷺ کے مقبول شاعر اور نعت خواں تھے۔ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے حضور کی نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ اور

حضور خوش ہو کر دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم ایدہ بروح القدس (مشکوۃ شریف)

اے اللہ حسانؓ کی روح قدس کے ساتھ امداد فرما

ایک مرتبہ حضرت عباسؓ کے حق میں بھی حضور ﷺ نے دعا فرمائی تھی اور یہ وہ موقعہ تھا جبکہ حضور ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے اور آپ صحابہ سمیت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباسؓ نے آگے بڑھ کر عرض کیا حضور مجھے اجازت دیجئے میں نعت خوانی کروں حضور ﷺ نے فرمایا۔

قل لا یفضض اللہ فاك (مواھب لدنیہ ج ۱)

اے عباس اجازت ہے جو کہنا ہے اللہ تعالی تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔ تو اس وقت حضرت عباسؓ نے ایک طویل نعت پڑھی تو حضور ﷺ نے ان کے لئے منہ سلامت رہنے کی دعا فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ منکرین نعت کے منہ کالے اور ٹیڑھے ہی نظر آتے ہیں۔

منکرین نعت ہیں کامل سیہ ان کے چہرے ہیں سیہ اور دل سیہ

سبھی نعت خواں :۔ حضرت امام بوصیریؒ کا قصیدہ بردہ شریف ایک مشہور و معروف ایمان افروز قصیدہ نعتیہ ہے۔ حضرت امام بوصیریؒ کو مرض فالج ہو گیا تھا۔ کوئی علاج مفید و کارگر نہ ہوتا تھا۔ آخر انہوں نے یہ قصیدہ نعتیہ لکھا۔ رات کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور نے یہ قصیدہ خود امام بوصیری سے سنا اور پھر انعام میں اپنی چادر عطا فرمائی اور فالج سے شفا ہوئی۔

آقا کی ثنا خوانی دراصل عبادت ہے ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں

اسی طرح بڑے بڑے صحابہ کرام اولیاء عظام حضور ﷺ کی نعت خوانی میں رطب اللسان

رہے اور ہیں۔ فاروق اعظمؓ، امام اعظمؒ، غوث اعظمؒ، مولانا جامیؒ، مولانا رومیؒ، اعلیٰ حضرتؒ وغیرہ ان سب بزرگوں نے نعتیں لکھیں اور پڑھیں سنی اور سنائیں۔ گویا سبھی حضور ﷺ کے نعت خواں ہیں۔ جو حضور ﷺ کا نعت خواں نہیں وہ مسلمان نہیں۔ حضور ﷺ کی نعت نظم میں یا نثر میں مسلمان کے لئے ایک بڑی نعمت ہے۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں نعت رسول ﷺ پڑھتے رہنے کی توفیق بخشے اور نعت رسول ﷺ پڑھتے ہوئے ہی دم ہمارا نکلے۔

بشیر ان کی ثنا کرتے ہوئے گر تیرا دم نکلے
فرشتے غسل دیں لاشے ترے کا آب زمزم سے

ارشاد حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و اجمل منك لم تر قط عيني　　　و اکمل منك لم تلد النساء

یعنی یارسول اللہ! میری ان آنکھوں نے آپ سے زیادہ حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ آپ سے زیادہ کامل حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں گویا۔

رخ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب کوئی اور آئینہ　　　نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

آگے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں

خلقت مبرا من كل عيب　　　كانك قد خلقت كما تشاء

یعنی حضور! آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں گویا جیسے آپ نے خود چاہا ویسے ہی اللہ نے آپ ﷺ کو بنادیا۔

وہ کمال حسن حضور ﷺ ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رفعت مصطفیٰ ﷺ

حوالہ

الم نشرح

ترجمہ سورۃ الم نشرح:۔ کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ سینہ کشادہ نہیں کر دیا اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے بوجھ۔ جس نے بوجھل کر دیا تھا۔ آپ کی پیٹھ کو اور ہم نے بلند کر دیا ہے۔ آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب آپ فرائض نبوت سے فارغ ہوں تو حسب معمول ریاضت میں لگ جائیں ورا اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔ (القرآن)

(1) الم نشرح لك صدرك و و ضعنا عنك ورزك الذى انقض ظهرك

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔

یہ پوری سورت حضور ﷺ کی نعتوں کا گلدستہ ہے۔ اول آیت میں فرمایا گیا کہ ہم نے تمہارا سینہ کشادہ کر دیا۔ سینہ کشادہ کرنے کے چند معنے مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے مراد ہے کہ سینہ پاک کو چاک فرمایا کہ تین بار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضورر ﷺ کا سینہ پاک چاک کیا اور اس سے دل مبارک کو نکال کر آب زمزم سے دھویا ۔ایک تو جب کہ آپ ﷺ کی عمر شریف پانچ سال تھی اور آپ ﷺ حضرت دائی حلیمہؓ کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔ اور دوسرے جبکہ وحی کی ابتدا کی گئی اور تیسرے شب معراج میں جبریل علیہ السلام نے سینہ سے ناف تک کے حصہ کو چیرا اور حضرت میکائیل علیہ السلام ایک طشت بھر زمزم کا پانی لائے او جبریل امین نے دل مبارک کو دھویا دوسرا طشت

نور معرفت اور حکمت نور ایمان کا بھرا ہوا تھا۔اس کو حضور ﷺ کے قلب مبارک میں لوٹا دیا لیکن اس شق صدر سینہ چیرنے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی تھی دوسرے یہ کہ اس سے مراد ہے سینہ کشادہ کرنا کہ نور نبوت اور اسرار الہیہ اور علوم غیب کا وہ سینہ پاک حامل بن سکے ۔ورنہ ہر دل میں یہ برداشت نہیں جہاں تک کہ اس سینہ میں عالم غیب اور عالم شہادت سما گئے۔

تیسرے یہ کہ آپ ﷺ کا سینہ پاک اس قدر وسیع بنایا کہ دنیا سے تعلق تو خدا سے غافل نہیں کرتا اور رب سے علاقہ دنیا سے بے خبر نہیں ہونے دیتا یعنی ایک ہی وقت میں پوری طرح رب سے تعلق رکھتے ہیں اور دنیا سے بھی بے خبر نہیں ہوتے ورنہ دنیا داری سے آدمی دین سے غافل ہو جاتا ہے اور دین دار دنیا کی خبر نہیں رکھتے یہ حضور ﷺ کا سینہ پاک ہے کہ ہر طرف متوجہ ہے•

ادھر اللہ سے واصل ادھر دنیا میں ہیں شاغل   خواص اس برزخ کبری میں ہے حرف مشدد کا

آج قبر انور میں بھی کیا لطف ہے۔ہزاروں کروڑوں درود پاک روزانہ پہنچتے ہیں ان کو متوجہ ہو کر سننا ملائیکہ صلوۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ان کی طرف توجہ فرمانا تمام امت کے برے اور اچھے اعمال پیش ہونا ان کی شفاعت فرمانا پھر رب تعالی سے بھی راز و نیاز۔پھر تمام عالم میں نعمتیں فرمانا اللہ المعطی و انا قاسم غرض کہ ایک جان پاک ہے اور فکر جہاں صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ و برك و سلم .بوجھ اتارنے کے یہ معنی ہیں کہ پہلے ہمیشہ دل مبارک گنہگار امت کے غم میں غمگین رہتا تھا۔پھر حضور ﷺ سے وعدہ مغفرت فرما کر رب تعالی نے تسکین دے دی۔بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں شرک اور بت پرستی ہوتے ہوئے دل پاک کو تکلیف ہوتی تھی اور اس کے روکنے پر بظاہر قدرت نہ تھی۔بعد میں آپ ﷺ کو قوت عطا فرمائی کہ تمام عرب سے بت پرستی کو دور فرمادیا اور خانہ کعبہ کو بتوں کی نجاست سے پاک فرمادیا اور بت پرستوں کو خدا پرست بنادیا۔

(2) ورفعنا لك ذکرک یعنی اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

یہ آیت کریمہ بظاہر تو مختصر سی ہے مگر اس کے ایک ایک کلمہ میں جس قدر نعت محبوب ہے اس کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہے۔ صرف چھ طرح اس سے نعت پاک بیان کرتا ہوں۔

رفعت: کے معنے رب تعالی نے اس بلندی کو اپنی طرف نسبت کیوں دی کہ ہم نے آپ ﷺ کا ذکر اونچا کر دیا اور "لک" یعنی تمہارے لئے کیوں زیادہ فرمایا اور حضور علیہ السلام کے ذکر سے کیا مراد ہے۔

رفعت کے معنی ہیں بلندی رفعنا کے معنے ہوئے ہم نے اونچا کر دیا آپ کا ذکر اس اونچا کرنے کے معنے میں بہت گنجائش ہے اولا تو یہ کہ تمام بڑوں کے ذکر تو زمین پر۔ مگر محبوب علیہ السلام کا چرچا زمین پر بھی اور آسمان پر بھی جنت میں بھی۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانے

خسروا عرش پے اڑتا ہے پھریرا تیرا

شاعر کا خیال سب سے زیادہ اونچا اڑتا ہے مگر جہاں کے شاعر کا خیال بھی نہ پہنچ سکے وہ مرتبہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ حضرت حسانؓ فرماتے ہیں۔

ما ان مدحت محمدا بمقالتی　　　لکن مدحت مقالتی بمحمد

اس کلام پاک کے معنوں پر غور فرمایئے میں نے اپنے کلام سے محبوب علیہ السلام کی تعریف نہ کی بلکہ ان کے ذکر پاک سے اپنے کلام کو قابل تعریف بنالیا۔ دوسرے اس طرح کہ ہر جگہ دیکھوں جہاں رب کا نام وہاں محبوب علیہ السلام کا نام پاک۔ کلمہ۔ اذان۔ نماز۔ التحیات اور خطبہ وغیرہ۔

تیسرے اس طرح کہ قرآن مجید میں اور انبیاء کرام کا ذکر ان کے پاک ناموں سے اور سید الانبیاء ﷺ کا ذکر اور نداء اچھے اچھے اوصاف سے۔ چوتھے اس طرح کہ بڑے بڑے نام اور

دنیا سے ایسے گئے کہ ان کا نام بھی مٹ گیا مگر نہ مٹا تو ان کا چرچا۔ لوگوں نے ان کا ذکر بند کرنے کی بہت کوشش کی۔ بدعت کہا شرک کے فتوے لگائے مگر وہ خود مٹ گئے۔ حضور علیہ السلام کا ذکر نہ مٹ سکا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

پانچویں اس طرح کہ سارے ملائیکہ اور نبیوں سے آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھوا دیا گیا۔
چھٹے اس طرح کہ عالم ارواح میں یعنی میثاق کے دن سارے نبیوں نے آپ ﷺ کا کلمہ پڑھا
بلندی کو اپنی طرف اس لئے نسبت کیا کسی کو عزت ملتی ہے کنبہ سے کسی کو دولت سے کسی کو کسی خاص دن میں پیدا ہونے سے کسی کو کسی وجہ سے ۔ مگر ہمارے محبوب ﷺ کو کسی سے عزت نہیں ملی بلکہ سب کو ان سے عزت ملی۔ اور ان کے رب نے عزت دی اسی لئے آپ ﷺ کی ولادت پاک نہ تو جمعہ کو ہوئی اور نہ شنبہ کو اور نہ ہی اتوار اور نہ منگل کو کیونکہ جمعہ کو اسلام کا معظم دن ہونے والا تھا۔ اور شنبہ یہودیوں کا اور اتوار عیسائیوں کا اور منگل مشرقین کا۔ دوشنبہ کو ولادت ہوئی تاکہ اس کو حضرت سے عزت ملے۔
اسی طرح رمضان وغیرہ کسی مشہور مہینہ میں ولادت نہ ہوئی۔ بلکہ ربیع الاول میں ہوئی تاکہ اسی مہینہ کو حضور علیہ السلام سے عزت ملے نیز آپ ﷺ کی ولادت بیت المقدس میں نہ ہوئی کہ کوئی کہتا چونکہ وہ نبیوں کا شہر ہے۔ اس لئے اس جگہ پیدا ہونے سے آپ کی عزت بڑھ گئی اور نہ کسی سر سبز ملک میں ولادت ہوئی کوئی سیر کرنے کو جائے اور زیارت بھی کر آوے بلکہ مکہ مکرمہ عرب کا خشک ملک آپ کی ولادت کے لئے منتخب کیا گیا۔ پھر مکہ شریف میں آپ ﷺ کو نہ رکھا کہ کوئی شخص آپ کی زیارت سے حج کے طفیل نہ کرے۔ بلکہ مدینہ پاک میں رکھا گیا کہ زیارت سرکار ﷺ کے لئے علیحدہ سفر کرو۔ کعبہ کی طرف بھی نماز اسی

لئے ہوئی ہے کہ محبوب نے اس کو قبلہ بنادیا۔

ان کے طفیل حق نے حج بھی کرادیئے　　　　اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

اسی لئے پہلے بیت المقدس کو قبلہ بنایا اور پھر کعبہ کو کہ اگر پہلے ہی سے کعبہ معظمہ قبلہ ہوتا تو محبوب علیہ السلام کی یہ شان ظاہر نہ ہوتی۔

حق یہ ہے کہ دنیا و آخرت دوزخ و جنت۔ مومن و کافر بلکہ شیاطین بھی انہی کی رفعت ذکر کے لئے بنائے گئے کہ مومن تو ان کے گیت گائیں۔ کفار ان کا ذکر روکیں تو ذکر کی اور بھی اشاعت ہو۔ جنت میں ان کے فرماں بردار جائیں اور دوزخ میں ان کے دشمن ٹھونس دیئے جائیں دیکھو رب نے شیطان کو علم و ادب۔ تقرب۔ تصرف سب کچھ دیکر ایک سجدے کے انکار سے مردود کیا۔ اسے بلند کر کے نیچے گرایا تا کہ قیامت تک کے علماء صوفی' مشائخ' عابد' عارف عبرت پکڑیں کہ اس بارہ گاہ کی بے ادبی سے سارا کیا کرایا اکارت جاتا ہے۔ سجدہ آدم دراصل نور محمدی ﷺ کو سجدہ تھا۔

آدمی اپنی بنائی ہوئی چیز خود بگاڑ سکتا ہے۔ مگر رب کی بنائی چیز کسی کے بگاڑے نہیں بگڑتی۔ گیس و چراغ آدمی بجھا سکتا ہے۔ کیونکہ انہیں آدمیوں نے ہی روشن کیا تھا۔ لیکن چاند سورج کسی کی پھونک سے نہیں بجھتے کیونکہ رب کے روشن کئے ہوئے ہیں۔ حضور کی رفعت کو اپنی طرف نسبت فرما کر یہ بتایا کہ تمہاری بلندی کسی مخلوق کی طرف سے نہیں محض ہماری عطا ہے۔ لہذا تمہیں کوئی نیچا نہیں کر سکتا بلکہ جو تمہیں نیچا کرنا چاہے گا وہ خود نیچا ہو جاوے گا اور جو تمہارا چرچا کرے گا اس کا دنیا میں چرچا ہو جاوے گا۔ رفعنا کو ماضی فرما کر یہ بتایا کہ تمہاری بلندی آج کی ہی نہیں بہت پہلے کی ہے۔ اور ماضی کو مطلق فرما کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری بلندی گذشتہ کے قرب و بعد کی قید سے آزاد ہے۔ ہر زمان تماری آن بان اور شان اعلی رہی۔ حق تو یہ ہے کہ یہ ماضی و حال مستقبل فقط سمجھانے کے لئے ہیں۔ ورنہ انکی بلندی

جب سے ہے جب نہ ماضی تھی نہ مستقبل یعنی زمانہ سے پہلے انہیں بلندی ملی۔

لک اس لئے بڑھایا گیا کہ جس سے معلوم ہو کہ بلندی اور رتبہ آپ کی ملک کر دیا گیا کہ جس کو آپ بلند فرمائیں وہ بلند ہو جائے اور جس کو حضور علیہ السلام دھتکار دیں اس کو دونوں جہاں میں کہیں بھی پناہ نہ ملے اس کی چند مثالیں ہیں۔

اولاً تمام آدمی ہر جگہ سفر کرتے ہیں مگر ان کی کوئی عزت نہیں مگر جہاں سفر حج کیا کہ حاجی بن گئے ان کی عزت ہوئی۔ دوسرے آزما کر دیکھا ہے کہ جہاں سے بھی جو جہاز عرب کو جاتا ہے۔ حاجیوں کو لے کر اس پر اس قدر ہجوم عاشقاں ہوتا ہے۔ کہ اللہ اکبر اور اس کی ایسی عزت کہ لندن جانے والے اور پیرس جانیوالے جہازوں کو وہ عزت نہیں۔ ابو جہل' ابو لہب اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کے نام ان کے والدین نے کچھ اور رکھے تھے مگر سرکار نے ان کو اور خطاب دیئے۔

والدین کے رکھے ہوئے نام گم ہو گئے وہی نام مشہور ہو گئے جو کہ حضور ملے تھے۔ دنیا میں ہزاروں ماں باپ گذرے مگر جس قدر نام کہ آمنہؓ خاتون اور حضرت عبد اللہؓ کا بلکہ ان کے سارے خاندان کا دنیا میں روشن ہوا۔ کسی ماں کا کسی باپ کا ایسا نہ ہوا۔ دنیا میں ہزاروں نبی اور سینکڑوں صحیفے آئے مگر ان پیغمبروں اور انہی کتابوں کے نام دنیا میں روشن ہوئے جن کو حضور علیہ السلام نے روشن کر دیا۔

حضرت مریم کو یہودیوں نے تہمت لگائی مگر میرے آقا ﷺ نے ان کی پاکدامنی بیان فرمائی تمام دنیا ان کی عصمت کا خطبہ پڑھ رہی ہے۔ غرضیکہ جو ان کا ہو گیا اس کو عظمت ملی۔ جو شخص ان کے ذکر کو روکنا چاہے وہ حقیقت میں رب سے لڑائی کرتا ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور ہے بڑھانا تیرا

(شان حبیب الرحمٰن)

☆☆☆☆☆☆☆☆

درود شریف کیا ہے

حوالہ

ہزاروں درود ہزاروں سلام

بروَے محمد علیہ السلام

لاکھوں درود لاکھوں سلام

بروَے محمد علیہ السلام

درود شریف نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجنے کو کہا جاتا ہے۔

درود شریف دراصل سلام ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس پیش کیا جاتا ہے۔ اور فوائد اس کے بے انتہا دونوں جہانوں سلامتی اور برکت کامیابی و کامرانی جنت، قرب الٰہی اور سب کچھ اس کے پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ جب خداوند کریم خود بھی درود پڑھ رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی تو درود شریف اللہ تعالیٰ کے ذکر و نبی کریم ﷺ کی تعظیم پر مشتمل ایک لاجواب عبادت ہے۔

درود پاک پڑھنے کی ضرورت

قرآن مجید میں آیا ہے کہ

و ابتغو الیہ الوسیلة

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی وسیلہ تلاش کرو۔ چنانچہ ہم ناقص سیاہ کار اور خدائے برتر کے درمیان حضور کریم ﷺ کی ذات کریمانہ ہی بہترین وسیلہ ہے۔ جیسے لکڑی کے ساتھ بوجھل لوہا بھی تیرتا رہتا ہے۔ اسی طرح ہم دامن مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ پکڑ کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک جانتا ہے ہے کہ حضور علیہ السلام سے زیادہ

کامل وسیلہ اور نہیں حضور ﷺ کی قربت کے لئے وسیلے کی اشد ضرورت ہے۔

درود تمام اعمال سے افضل ہے

حضرت علامہ احمد بن المبارک اپنی مشہور کتاب "الابریز" میں فرماتے ہیں۔اس قول کے بارے میں کہ نبی کریم ﷺ پر درود پاک ہر ایک شخص سے قطعی طور پر قبول ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ درود شریف تمام اعمال سے افضل ہے

مومن ہونا:۔ ایک چیز یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مگر اللہ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ قرآن میں بھی پڑھتا ہوں اور تم بھی پڑھو لیکن درود شریف کے متعلق صاف صاف کہہ دیا کہ میں بھی سلام بھیجتا ہوں ملائیکہ بھی اور مومنو تم بھی بھیجو اس کے معنے صرف درود پڑھنے سے ہی ہم مومن ہو جاتے ہیں۔

درود اللہ کا ذکر ہے

علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفا میں فرماتے ہیں کہ حق تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا اس کا صاف اور صاف مطلب یہ ہے کہ جس نے حضور علیہ السلام پر صلوۃ و سلام پڑھا تو اس نے تحقیق اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس درود کا پہنچنا

(1) حضرت امام حسین ؓ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود پڑھتے رہا کرو بے شک تمہارا درود میرے پاس پہنچتا رہتا ہے۔۔

(2) حضرت علامہ سخاوی ؒ نے قول البدیع میں نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور

اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ حاضر ہوتے ہیں اور آپ ﷺ پر سلام کرتے ہیں۔ آپ ان کو سنتے ہیں؟ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایاہاں سنتاہوں اوران کے سلام کاجواب بھی دیتاہوں۔

(3) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر درود پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارادرود مجھ تک پہنچتاہے۔(مشکوۃ شریف)

(4) حضرت ابراہیم بن شیبان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج سے فارغ ہوکر مدینہ شریف گیا اور روضہ اقدس ﷺ کے پاس جاکر قبرانور کے نزدیک سلام عرض کیامیں نے حجرہ شریف کے اندر سے صاف طوروعلیکم السلام کی آواز سنی۔

(5) دلائل الخیرات شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ میں خود سنتاہوں درود اپنے عاشقوں کااور میں پہنچانتاہوں ان کواور پیش کیاجاتاہے مجھ پر(فرشتوں کے ذریعہ سے) دوسروں کادرود۔ آپ ﷺ نے فرمایا

اسمع صلوۃ اھل محبتی

جو مجھ سے محبت کرتے ہیں ان کادرود میں خود سنتاہوں۔

(دلائل الخیرات شریف208)

اصل راز

(1) اللہ تک پہنچنے کے لئے پاک وصاف ہونااوروضو کرنالازمی ہے۔ اللہ تک پہنچنے کے لئے درود شریف کاوضوکامیاب ترین وضوہے۔

(2) مرشد کاکام ہے خداسے ملاناکسی کو مرشد کامل نہ مل سکے تو صرف درود شریف کثرت سے پڑھاکرے یہ اللہ تعالیٰ سے ملادے گا۔

(3) ہر درد کاعلاج ہوتاہے۔ مگر دینی اور دینوی دردوں کاکامیاب واحد علاج درود شریف ہے۔

(4) ہر خزانے کی چابی ہوتی ہے۔روحانی خزانہ کی چابی درود شریف ہے۔

(5) نماز مومنوں کی معراج ہے۔اور دورد عاشقوں اور صادقوں کی معراج

(6) درود شریف ایک تجارت ہے۔ جس کا ثمرہ دن بدن بڑھتا رہتا ہے۔اور آخر جاکر جنت کے دروازے پر چھوڑ آتا ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کا آسان ترین نسخہ حضور ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔

(8) درود شریف پڑھنا ایسی عبادت ہے۔ جس کا فائدہ اسی کی طرف لوٹتا ہے جو درود شریف بھیجتا ہے۔

(9) درود شریف اپنی ذات کے لئے دعا کرنا ہے۔

(10) درود شریف پڑھنے والا روحانی طور پر تربیت محمدی ﷺ میں ہوتا ہے۔

(11) حضور کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں مجھ پر سلام و صلوۃ بھیجے گا۔ تو اس کے مرنے بعد اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوقات کو حکم دے گا کہ اس شخص کے لئے دعائے رحمت طلب کی جائے۔ (معارج النبوت)

(12) فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جو دو انسان جب مل کر مجھ پر درود پڑھتے ہیں۔ان کی جدا ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (افضل الصلوۃ)

دعا کی قبولیت

درود شریف ہر حال میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہے۔اس کے لئے دعا میں کثرت سے پڑھنا چاہیئے اور دعا یقیناً مقبول ہو جائیگی۔

(1) حضرت فضلہ بن عبیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف فرماتے تھے۔ ایک اور آدمی آیا اور آکر نماز پڑھی پھر دعا مانگی حضورت ﷺ نے فرمایا اے نمازی تم نے جلدی کر دی۔جب تو نماز پڑھے تو اللہ کی حمد کر پھر مجھ پر درود شریف پڑھ پھر دعا

مانگ۔

(2) حضرت علامہ سخاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود شریف دعا کے اول درمیان اور آخر میں ہونا چاہیئے۔

(3) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہر دعا رکی رہتی ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ پر درود اس میں شامل نہ ہو۔

(4) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حدیث شریف نقل ہے کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کی حفاظت کرینوالا ہے۔اور تمارے رب کی رضا کا سبب ہے۔

(5) حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے اوپر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ حضور ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے۔

(6) حضرت حسن بن علیؓ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص کسی مہم یا پریشانی یا مصیبت میں ہو۔وہ درود پاک ہزار مرتبہ محبت و شوق سے پڑھے اللہ تعالی سے دعا کرے۔اللہ اس کی مصیبت ٹال دیگا۔اور ان کو اپنی مرادیں مل جائیں گی۔

مشکل جو سر پہ آ پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پر درود اور اسلام

نفیس ترین تمثیل

(1) حضرت حافظ سخاویؒ حضرت علامہ امام فاکہانیؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ اگر عاقل کو کہا جائے تو تجھ کو کونسی چیز پسند ہے۔ساری دنیاؤں کے تمام مخلوق کی نیکیاں تیرے اعمال نامہ میں ڈال دی جائیں یا صرف ایک صلوت جو رب العزت کی طرف سے تم پر بھیجی گئی ہو تو آج تک کوئی ایسا بندہ پیدا نہیں ہوا۔نہ سننے میں آیا ہے۔جو کہے کہ ساری دنیائے مخلوق کی نیکیاں چاہیں اور خداوند تعالی کی صلوۃ نہیں چاہیئے۔ہر ایک خداوند تعالی کی بھیجی ہوئی صلوۃ کے سوا

کوئی بھی چیز پسند نہیں کریگا۔ آپ اپنے دل سے پوچھئے کہ اس شخص کا کیا مرتبہ ہوگا۔ جس پر خود خداوند قدوس صلوۃ بھیج رہے ہیں فیصلہ آپ خود کیجئے اور اس کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی حدیث بھی اپنے سامنے رکھئے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار صلوۃ درود بھیجے گا۔ تو اللہ اور اس کے فرشتے اس شخص پر ستر بار صلوۃ بھیجتے ہیں۔

(2) اسی لئے حضرت مولا علیؓ مشکل کشا نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ کا ذکر بھول جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کرتا۔ اور میں حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص آپ ﷺ دس بار درود شریف بھیجے گا وہ اللہ تعالی کی ناراضگی سے محفوظ رہنے کا حقدار ہوگا۔

فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ جسیے بات پسند ہو کہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملے کہ اللہ تعالی اس سے راضی ہو تو اس کو چاہیئے کہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرے فرمایا آقائے دو عالم ﷺ نے کہ جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالی اس شخص پر نظر رحمت ڈالتا ہے اور جس پر اللہ نظر ڈالے اسے کبھی عذاب نہیں دیگا۔

پانچ فرشتے

مجالس الابرار میں ہے کہ انسان کے ساتھ پانچ فرشتے رہتے ہیں

☆ ایک سیدھی جانب جو نیکیاں لکھتا ہے

☆ دوسرا بائیں جانب جو بدیاں لکھتا ہے۔

☆ تیسرا آگے رہتا ہے جو نیکیوں کی تلقین کرتا ہے

☆ چوتھا پیچھے رہتا ہے جو بلاؤں کو دور کرتا ہے۔

☆ پانچواں پیشانی پر رہتا ہے جو درود شریف لکھتا ہے اور حضور ﷺ کو پہنچا دیتا ہے۔

درود شریف نہ پڑھنے کی وعید

(1) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میرے اوپر درود شریف نہ پڑھا۔ اس کا دین نہیں۔

(2) نبی سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر درود پاک نہ پڑھا اس کا وضو نہیں ہے۔

(کشف الغمہ 273-272)

جامع صغیر میں علامہ حضرت جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے یہ حدیث شریف نقل کی ہے فرمایا رسول عربی ﷺ نے کہ اپنی اولاد کو تین باتوں کا حکم دو۔

(1) اپنے نبی کریم ﷺ کی محبت

(2) حضور اکرم ﷺ کے اہلبیت اطہار کی محبت

(3) قرآن شریف پڑھنا

اس حدیث شریف سے یہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی محبت خاص تقاضائے ادب ہے۔

(منہاج القبول فی ادب رسول 99)

جب بھی نام مبارک نبی کریم ﷺ کا کسی مجلس میں سنا جائے تو فورا کہنا چاہیے ﷺ ۔اس کا بے شمار ثواب ہے اور یہ بابرکت درود بھی ہے۔

درود اس پر جس کا تذکرہ عین عبادت ہے

درود اس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے

☆☆☆☆☆☆☆

قبلہ عالم سرکار استاد گرامی جناب چوہدری محمد یوسف غنیؒ کی

روحانی ڈائری

خالق کائنات رب العزت نے حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کو روحانی طور پر عظیم مقام عطا فرمایا تھا۔ مگر سرکارؒ نے اپنے آپ کو بہت چھپایا۔ اغیار تو اغیار بعض اپنوں نے بھی کماحقہ سرکار کو صحیح معنوں میں نہ پہچانا۔ ہم لوگوں نے کئی مرتبہ آپ سرکارؒ کے آستانہ عالیہ کے قرب وجوار میں رہنے والوں سے سرکارؒ کے بارے میں پوچھا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بلکہ ایک مرتبہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جگر گوشہ صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خاں و مدرس مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات شریف سے ان کے آستانہ عالیہ پر خاکسار اور صوفی محمد اطلس صاحب شرف ملاقات ہوئی موصوف کے دولت کدہ سے سرکار استاد گرامیؒ کے آستانہ عالیہ کا درمیانی فاصلہ چند صد گزوں کا ہے۔ جب حضرت علامہ موصوف سے حضرت استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنیؒ کے بارے میں خاکسار نے گفتگو کی تو وہ بہت حیران ہوئے کہ ہم ان کے پڑوس میں رہنے کے باوجود بھی ان کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ اسی طرح سرکارؒ نے کے آستانہ عالیہ کی گلی کے سامنے جو مسجد ہے۔ سرکارؒ اس مسجد میں اکثر نمازیں ادا کرتے تھے۔ ان مسجد کے امام صاحب سے سرکارؒ کے بارے میں خاکسار نے رابطہ کیا مگر وہ بھی روحانی طور پر سرکارؒ کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ کی مشہور زمانہ کتاب فوائد الفواد میں منقول ہے کہ سوال کیا گیا کہ مشائخ میں سے بعض انتقال کر جاتے ہیں اور ان کے انتقال کے بعد کوئی ان کا نام بھی نہیں لیتا اور بعض انتقال کر جاتے ہیں تو ان کا نام اور شہرت دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتی

ہے۔ احوال کا یہ فرق کیسے ہوتا ہے ؟ جواب دیا کہ جو زندگی میں اپنے اشتہار کی کوشش کرتے ہیں۔ وفات کے بعد ان کا نام اور شہرت مٹ جاتے ہیں۔ اور جو زندگی میں خود کو پوشیدہ رکھتے ہیں وہ وفات کے بعد ان کے نام اور شہرت سارے جہاں میں پہنچ جاتے ہیں۔ کچھ اس قسم کا معاملہ بھی سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی طیبہ کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سرکارؒ نے اپنی ولایت کو نہایت ہی پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ لیکن بعض اوقات اپنے رازدان عقیدت مندوں سے اعلیٰ درجہ کی روحانی بات کر جاتے مثلاً مورخہ 20-2-91 کو جاوید اقبال کو خط لکھا کہ میرا خط ملنے کے ساتھ ہی داتا گنج بخشؒ کی ملاقات آپ کے ساتھ ہو گی اور مورخہ 19-9-91 کو سرکارؒ نے جاوید اقبال صاحب کو خط لکھا کہ میرا خط کھولیں گے تو اسی وقت پیر صاحب گولڑہ شریفؒ کے ساتھ ملاقات ہو گی اسی طرح مورخہ 29-2-99 کو خط لکھا فرمایا میرا خط ملنے کے بعد آپ کو بادشاہ سخی سلطان العارفینؒ سے اور پیر مہر علی شاہؒ سے ملاقات ہو گی۔ اور ان کو ہی مورخہ 20-9-91 خط لکھا اور فرمایا شہباز قلندرؒ سے ملاقات ہو گی۔

روحانی ڈائری میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ طریقت و معرفت میں کتنا بلند مقام رکھتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی سرکارؒ نے اپنے آپ کو عاجزی و انکساری کی وجہ سے پوشیدہ رکھا۔

کھلبت ہے گم سم کی کہنے سننے کی نہ

جو جانے سو نہ کہے جو ہاں کہے سو جانے نہ

عارف میاں محمد بخش فرماتے ہیں

حال انہاندا کس نوں معلم پھر دے آپ چھپایا

دل وچہ سوز پتنگاں والی چہرہ شمع بنایا

بلکہ حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ اپنے عقیدت مندوں کو تاکید فرمایا کرتے کہ اپنے اندرونی حالات دوسروں کو نہ بتائیں مورخہ 90-12-17 کو جناب جاوید اقبال کی طرف ایک خط لکھتے ہیں

کوشش ہونی چاہیئے کہ آپ کے اندرونی حالات عام دوستوں تک نہ پہنچ پائیں۔ کیونکہ جو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ پریشان ہوتا ہے۔ میاں محمد صاحبؒ کا بھی فرمان ہے۔

خاصاں دی گل عاماں اگے نہ مناسب کرنی

مٹھی کھیر پکا محمد کتیاں اگے دھرنی

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جنہاں عشق حقیقی پایا موہوں نہ کچھ الاون ہو

ذکر فکر وچ رہن ہمیشاں دم نوں قید لگاون ہو

مجلس حضوری

حضور والا ذی شان حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ حضوری تھے۔ اس کا انکشاف اس ذریعہ سے ہوا کہ سرکارؒ کے ایک نہایت ہی معتمد عقیدت مند راجہ محمد رزاق صاحب نے استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت سے 1975ء تا 1980ء سرکارؒ کی زندگی طیبہ کے دن رات کی روحانی حالات تین ڈائریوں میں نوٹ کیے ہیں۔ خاکسار نے یہ ڈائریاں خود پڑھی ہیں۔ باقاعدہ تاریخ کے ساتھ حالات درج ہیں۔

خاکسار نے ان ڈائریوں میں جو امتیازی اور خصوصی بات اخذ کی ہے۔ وہ حضرت استاد گرامیؒ کی حضوری مجالس ہیں۔ خاکسار نے اس سلسلہ میں حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی حاضری کے باب میں بھی کچھ تحریر کیا ہے۔

تقریباً ہر ڈائری کے دوسرے صفحہ پر مجلس حضوری کا تذکرہ ہے۔ اس کا اتنا زیادہ مواد ہے۔ اگر پورے مواد کی تحریر لکھی جائے تو ایک کتاب بن جائے۔

کبھی سرکار استاد گرامی پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی مجلس عالیہ نوریہ کی حاضری دے رہے ہیں۔ کبھی حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی مجالس عالیہ میں شمولیت کر رہے ہیں۔ کبھی کسی صحابیؓ کی مجلس میں شامل ہو رہے ہیں۔ کبھی حضرت غوث الاعظمؒ کی مجلس میں حاضر ہو رہے ہیں کبھی حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضری دے رہے ہیں۔

اکثر مجالس کا تذکرہ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار پر انوار پر منعقد ہونے کا ذکر ہے۔

حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کو کبھی کسی مجلس میں تسبیح عطا کی جا رہی ہے کبھی کسی مجلس میں ہار عنایت کیا جا رہا ہے۔ اور کبھی کسی مجلس میں آپ کو چادر دی جا رہی ہے۔ کسی مجلس میں آپ کو مبارک باد دی جا رہی ہے۔ کسی مجلس میں آپ کو روحانی اور عرفانی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور کبھی کسی مجلس میں آپ کو ہار پہن کر آنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح کبھی جو آپ کے ساتھ عقیدت مند ہوتے تھے۔ ان کو نواز جا رہا ہے۔

بعض ایسی راز و نیاز کی بھی باتیں ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں کی جا سکتیں۔ لہٰذا ان میں سے چند مجالس کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(1) مورخہ 28-2-80 حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار پر انوار پر رات کے ایک بجکر پانچ منٹ پر سید دوعالم نور مجسم پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ مجلس میں تشریف لائے اور حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تمام پر زور طریقہ سے پڑھو!

یارسول اللہ ﷺ　　　یاحبیب اللہ ﷺ

یا خلیل اللہ ﷺ　　　یا محبوب اللہ ﷺ

سب نے مل کر پڑھا ہم ذکر باری تعالی میں جو درود شریف کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں۔ آخر پر یہی درود شریف ہوتا ہے۔

(2) مورخہ 79-2-8 حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے دربار عالیہ پر رات کے 10 بجے حضور اکرم پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ تشریف لائے تمام کھڑے ہو گئے اور درود شریف پڑھنے لگے۔ مجلس کے آخر پر حضور انور ﷺ کے ساتھ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے صبح کی نماز مدینہ منورہ میں پڑھی۔

(3) مورخہ 78-10-21 بڑیلہ شریف میں عرش مبارک پیر سید عالم حضور نبی کریم ﷺ مجلس میں تشریف لائے۔ وہاں ایک آدمی نے ایسی پر سوز اور عشق و محبت کی ساتھ نعت شریف پڑھی کہ تمام مجلس پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ تمام مجلس لطف اندوز ہوئی۔

(4) مورخہ 78-6-6 رات کے ایک بج کر 25 منٹ پر حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ تمام روحانیات کو فرمایا ایک دفعہ بسم اللہ اور چھ دفعہ اللہ اکبر پکاریں فرمایا آپ تحت الثریٰ اور عرش معلیٰ تک بھی دیکھ سکتے ہیں۔ کشف القبور بھی اور کشف القلوب بھی ہو جائیگا۔ مراقبے میں آپ جس وقت چاہئیں ہر وقت حضور اکرم ﷺ کی زیارت اور بات چیت کر سکتے ہیں۔ جس وقت چاہیں مراقبہ کریں۔ حضرت سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہیں۔

تبلیغ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام

بحوالہ ڈائری مورخہ 79-10-18 کو حاضری کے موقعہ پر حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی غضب اور قہر نہیں ہے۔ یہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے مت ڈرو ان سے ڈر کر کدھر جاؤ گے۔ وہ تو رحمۃ للعلمین ہیں۔ ان کو مخلوق سے بہت پیار ہے تم سے بھی پیار تھا اس لئے پیدا کیا۔

ڈرو صرف دنیا کے غضب اور قہر سے اللہ تعالیٰ کا کوئی غضب نہیں خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہو وہ مہربان اور شفیق ہے۔

دربیان مجلس محمدی ﷺ

حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

یاد رہے مجلس محمدی ﷺ ہر جگہ آفتاب کی طرح روشن ہے۔ جب تک کوئی صاحب باطن اور کامل مرشد رہنمائی نہ کرے۔ مجلس محمدی ﷺ میسر نہیں ہو سکتی۔ خواہ ساری عمر درود وظائف اور ریاضت میں مشغول رہے۔ کامل مرشد ایک لحظہ کے اندر مجلس محمدی ﷺ میں پہنچا دیتا ہے۔

واضح رہے کہ امت وہ ہے جو پیروی کرے اور پیروی کا مطلب ہے کہ حضور ﷺ کے قدم بقدم چل کر مجلس اقدس میں پہنچ جائیں۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جنہیں حضوری کی راہ معلوم نہیں۔ نفس پرست اور خود نما ہیں۔ گھمنڈ اور غرور میں رہ کر کسی عارف باللہ سے یہ راہ معلوم نہیں کرتے۔

یادرکھو جو ھو کا منظور نظر نہیں۔وہ مومن۔ مسلم۔ فقیر۔درویش۔عالم۔فقیہہ۔اور پیر کیسے ہو سکتا ہے۔

سنو! حضرت محمد ﷺ کی حضوری سر بسر ہدایت ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرمایا جس نے مجھے دیکھااس نے حق کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نمودار نہیں ہو سکتا۔

جب کوئی شخص مجلس نبی ﷺ میں داخل ہو تا ہے۔ تو اس کے وجود پر حسب ذیل چار نگاہوں کی مندرجہ ذیل تاثیریں ہوتی ہیں۔

(1) چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کی نظر سے اس کے وجود میں صدق پیدا ہو تا ہے جھوٹ اور نفاق دور ہو جاتے ہیں۔

(2) حضرت امیر المومنین عمرؓ کی نظر سے اس کے وجود میں نفسانی خطرات اور خواہشات بالکل دور ہو جاتی ہیں۔

(3) حضرت امیر المومنین عثمانؓ کی نظر سے طالب کے وجود میں ادب اور حیا پیدا ہوتے ہیں۔

(4) اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر سے طالب کے وجود میں علم ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں۔اور جہالت ودنیاوی محبت دور ہو جاتی ہے۔

اس وقت طالب اللہ تلقین کے لائق ہو جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسے بیعت فرماتے ہیں۔تب اسے لازوال اور لاتخف مرشدی مرتبہ نصیب ہو تا ہے۔

مجلس نبوی ﷺ کی علامت

مجلس نبوی ﷺ کی سات علامتیں ہیں۔

(1) یہ کہ نبی کریم ﷺ کے وجود مبارک سے کستوری جیسی خوشبو آتی ہے۔ کیوں کہ

آنحضرت ﷺ کے وجود مبارک میں نفس امارہ بالکل نہیں تھا۔اس واسطے طمع، لالچ اور حرص وہوا مطلق نہ تھے ہمیشہ فنافی اللہ میں مستغرق تھے۔

(2) ظاہر وباطن میں دل غنی ہو جاتا ہے۔

(3) ہر ایک بات نص وحدیث کے مطابق کرتا ہے۔

(4) شریعت کا لباس پہنتا ہے۔

(5) سنت وجماعت پر کاربند رہتا ہے۔

(6) بہ ظاہر لوگوں سے ہمکلام رہتا ہے۔لیکن باطن میں فنافی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔

(7) مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے سخاوت میں بے نظیر ہوتا ہے۔

(کلید جنت)

☆☆☆☆☆☆

حضرت استاد گرامیؒ کی کہانی اور آپؒ کے داماد (جناب جمشید صاحب) کی زبانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاضری حضرت سخی سلطان باہوؒ کے مائی باپ کے روضۂ پاک پر

بشمولیت پاکستان ائیر فورس میں نے شور کوٹ شہر 1985 قلعہ پر رڈار کی ڈیوٹی سر انجام دیتے ہوئے دیکھا کہ کچھ لوگ روضۂ پاک پر حاضری کے لئے آرہے ہیں۔ دریافت کیا کہ یہ کس ہستی کا مزار پاک ہے معلوم ہوا یہ حضرت سخی سلطان باہوؒ کے مائی باپ کا روضۂ اقدس ہے۔ اور یہاں پر حاضری دینے کے بعد بندہ آپؒ کے روضۂ اقدس کی حاضری دے سکتا ہے۔ یہ اس شخص کیلئے ضروری ہے جو پہلی بار حاضری دینے کی خواہش ظاہر کرے۔

دل میں جستجو بڑھی۔ قلعہ سے نیچے اترے مائی باپ کے روضۂ پاک پر حاضری دی اور ایک گاڑی کے ذریعے گڑھ مہاراجہ جو کہ شور کوٹ شہر سے سید ھا دریائے جہلم پار کرنے کے بعد ہے وہاں پہنچے۔ وضو کیا روضۂ اقدس پر حاضری دی وہاں پر عجیب و غریب دنیا دیکھی۔ میرے ساتھ ایک میرے دوست بھی تھے۔ ایک سایہ دار درخت کے نیچے ہم کھڑے تھے تو کافی تعداد میں لوگ آئے سفید رنگ کی ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں اور بڑی تیزی سے گزرتے ہوئے ایک جگہ جمع ہو گئے نہ معلوم کیا باتیں ہوئیں بہر حال سلیقے دار لوگ محسوس ہوئے۔ ان لوگوں کا دربار پاک کے اندر جانا و حاضری دینا تلاوت کرنا بہت اچھا لگا۔ میں اور میرا دوست نہ رہ سکے کہ یہ (جماعت) یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ گجرات اور مختلف علاقوں سے آئے ہیں اور پہلے بھی آتے رہتے ہیں ان میں ایک بزرگ ہستی ہیں ان کے یہ سبھی لوگ پیروکار ہیں ان کے ساتھ آتے ہیں ان کا طریقہ کار تبرک کھانے اور کھلانے کا الگ ہے۔ سچ پوچھئے ہم نہ تو ان بزرگوں سے ملے اور نہ ہی ملنے کی خواہش ظاہر

کی۔وقت کافی گزر گیا تھا۔ان دنوں دریا خشک تھا اسی رستے شور کوٹ شہر قلعہ پر ڈیوٹی پر پہنچ گئے۔

ڈھیری حسن آباد میں رہائش گاہ پر استاد محترمؒ کی آمد

عشاء کا وقت تھا۔ساون کا مہینہ تھا۔جیسے ہی بارش تھمی تو دروازے پر دستک ہوئی۔میرا نام لیکر پوچھا گیا کہ جمشید ادھر رہتا ہے دوست نے کہاں جی ہاں اندر تشریف لے آئیں۔
استاد محترم قبلہ محمد یوسف غنیؒ ایک آدمی کے ساتھ کمرے میں تشریف لائے میں عشاء کی نماز پڑھ رہا تھا۔قبلہ محترم کے منہ سے نکلا۔بیٹا نماز پڑھتا ہے۔نماز پوری کی آپؒ کی ہستی دیکھی بہت خوشی ہوئی۔دل میں سوچا کتنا نورانی چہرہ ہے یہ ضرور بزرگ ہستی ہیں کیونکہ انداز گفتگو ہی دل کو بھا گیا۔منگنی کی چند باتیں علیحدگی میں ہوئیں۔کھانے اور چائے کا پوچھا۔جواب ملا بیٹے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہم چلتے ہیں ڈھیری حسن آباد چوک تک پیدل چلتے گئے کافی معزز اور باوقار ہستی معلوم ہوئے۔شاید میرے مقدر اسی گھر میں عرصہ دراز سے لکھے گئے تھے۔آپؒ ایک ٹیکسی کے ذریعے آئے اور واپسی بھی اسی پر ہوئی۔

ڈھیری حسن آباد جامعہ مسجد میں قبلہ محترم کی عشاء کی نماز اور چند باتیں

ہم آپ کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینا چاہتے ہیں۔اس سلسلہ میں آپ سے ملاقات ضروری سمجھی۔پتہ نہیں یہ رشتہ ہمیں قبول ہے یا نہیں ؟ ہم سوچیں گے بہر حال بیٹا آپ ہمیں اچھے لگے۔اللہ کرے آپ اچھے رہیں۔میں ٹینچ باٹا میں ٹھہرا ہوا ہوں صبح روانگی ہے پھر آپؒ تشریف لے گئے۔

ٹینچ باٹا میں جناب غلام نبی صاحب سے ملاقات

آہستہ آہستہ قربت بڑھی کہ آیا یہ ہستی کون ہے ؟ ان کا لائحہ عمل کیا ہے۔دریافت کیا جائے

۔ قبلہ محترمؒ کی پیاری اور دلچسپ باتیں سن سن کر اس جماعت سے دلی لگاؤ سا ہو گیا۔ استاد محترم کی حج پر روانگی اور واپسی پر استقبالیہ پر ساری جماعت کا اکٹھے ہونا دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی۔

جب میں اسلام آباد ائیر پورٹ پہنچا ہاتھ میں ہار تھا۔ کیا دیکھتا ہوں سفید ٹوپیوں میں ملبوس لاتعداد دنیا دیکھ کر رہ نہ سکا یہ لوگ کس کا استقبال کرنے آئے ہیں کیا علامہ طاہر القادری صاحب تشریف لا رہے ہیں؟ جواب ملا نہیں ہمارے استاد صاحب قبلہ محترم محمد یوسف غنی مدظلہ العالی حج سے تشریف لا رہے ہیں۔ دل نے جواب دیا کہ اے جمشید تو اکیلا نہیں یہاں تو ان گنت دنیا اسی ہستی کا انتظار کر رہی ہے کہ وہ ہستی پہنچے تو ان سے مل کر اپنی دنیا اور آخرت بنائیں۔ جماعت کا ڈسپلن اور خاموشی دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ یہ سبھی لوگ چاہنے والے ہیں۔ بہر حال پونے ایک بجے کے قریب آپؒ تشریف لائے۔ بندہ ناچیز کی باری کہاں کہ گلے میں ہار ڈالے اور مبارک باد کا مستحق ہو۔ کافی ٹائم کے بعد بندہ غریب وہاں تک پہنچا جہاں استاد محترم ہر ایک کو گلے لگا کر کہہ رہے تھے کیا حال ہے۔ کام کیسا جا رہا ہے بچے ٹھیک ہیں۔ کاروبار ٹھیک چل رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ وہاں ہی ایک میدان میں آپ کی چائے کے ساتھ تواضع کی گئی۔ پھر آپ ایک ٹویوٹا ہائی ایس کے ذریعے گجرات تشریف لے گئے۔

17 اگست 1989 کو قبلہ محترمؒ کی صاحبزادی سے شادی خانہ آبادی

میرے ہم زلف جاوید اقبال چوہدری اور میرے بارات اکٹھی آئی۔ انتظامیہ کا طریقہ کار دیکھ کر پھر یہ کہ ہر آدمی کے سر پر ٹوپی دیکھ کر ہر باراتی نے محسوس کیا کو یہ لوگ انتہائی مذہبی اور پرہیز گار ثابت ہوتے ہیں۔ جس کا ایک نمونہ بارات پر ڈھول باجے وغیرہ کا نہ ہونا بھی تھا۔ آپ کو ڈھول باجوں سے سخت نفرت تھی۔ یہاں پر نکاح کی رسم بہت سادہ اور پر کشش۔ پھر کھانے کا انتظام اتنا بہترین کہ ہر کھانے والے نے تعریف کی۔ استاد محترم کا ہمارے کہنے کے

باوجود کہ سامان وغیرہ نہیں چاہیے اپنی بیٹی کو بے حساب سامان اور عزت آبرو کے ساتھ الودا ع کیا۔ ڈھیروں دعائیں دیں اللہ آپ کو اپنا اپنا گھر نصیب کرے۔

شادی کا دوسرا دن

بیٹے جمشید کیسے ہو۔ نماز پڑھتے ہو؟ وضو کرنا آتا ہے؟ جو ٹوٹا پھوٹا طریقہ آتا تھا بتایا کیونکہ نہ کسی عالم سے سیکھا نہ کسی نے سکھایا وضو کرنے کا طریقہ بتایا گیا اور پھر سنا۔ قبلہ محترم نے اس طریقہ کو دوسروں تک پہنچانے کی بھی تلقین کی۔

شادی کے بعد گاہے بگاہے گجرات میں آمد

جماعت کے لوگ جوق در جوق آپؒ سے دین و دنیا سیکھنے کی غرض سے آتے جہاں تک کہ جگہ نہ رہتی پھر بھی کوشش ہوتی کہ تمام کو جگہ مل جائے۔ ہر ایک کو اس کی استطاعت کی مطابق سبق دیتے اور عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے کسی کو خالی ہاتھ اور خالی ذہن نہ جانے دیتے۔ تواضع میں بھی کسر اٹھانہ رکھتے۔ ہر ایک کی باربار تواضع کرتے رہتے۔

بندہ ناچیز بھی وضو کر کے قریب آکر بیٹھ جاتا اور آپؒ کے منہ سے میٹھی دینی باتیں سنتا رہتا۔ آہستہ آہستہ لگاؤ بڑھتا گیا اور کچھ کچھ معلوم ہونے لگا کہ آپؒ کس طرف ہم سب کو راغب کرنا چاہتے ہیں۔

پردے کا حکم

پردے کا حکم سختی سے دیتے پردہ نہ کرنے والے پر سے نظر اٹھا لیتے۔ پانچ وقت کی نماز با جماعت ادا کرنے کی تلقین کرتے اور خود اس پر سختی سے عمل کرتے۔ بندہ غریب جب بھی گجرات آیا۔ نماز استاد صاحب کے ساتھ مسجد میں جا کر با جماعت ادا کی۔ بلکہ تلقین کرتے کہ چلو مسجد چلیں۔

بندہ غریب پر شفقت

آپؒ بادشاہ سلامت حضرت سخی سلطان باھوؒ کی حاضری کے سلسلے میں گڑھ مہاراجہ بمعہ جماعت گئے ہوئے تھے۔ میری ڈیوٹی گھر کی دیکھ بھال پر تھی۔ آپؒ دربار پاک سے ملحقہ سامنے والے کمرے میں رہتے تھے۔اس کمرے کو اتنا صاف کیا کہ جتنا کرنے کا حق تھا۔آپؒ اسی کمرے میں اپنے بیڈ کے ساتھ ہی جائے نماز بچھائے رکھتے تھے۔ اسم اللہ ذات بھی ترتیب سے لگائے اور صفائی کا عمل خوب انداز سے کیا۔جب آپؒ حاضری کے بعد تشریف لائے۔ تو بول اٹھے او۔ جمشید یہ صفائی تو نے کی ہے ؟ VERY GOOD بہت اچھا کام کیا ہے آپ نے شاباش دی ادھر آؤ آپ کو اسم اللہ ذات دیا جائے۔بندہ ناچیز کا ایک بزرگ ہستی کے سامنے پہلا دن اور وہ بھی بغیر وضو میں نے اصرار بھی کیا کہ جناب میں وضو کرلوں ۔جواب ملا ایسے ہی آجاؤ ادھر بچ پر بیٹھ جاؤ۔ دیکھو سامنے کیا ہے بتایا جناب اللہ لکھا ہوا ہے۔ آپؒ نے فرمایا اس کو غور سے دیکھو پھر اپنے سینے پیشانی کی طرف دیکھو کوئی نظر آتا ہے۔ دیکھا لیکن کچھ نظر نہ آیا۔

آپؒ نے خود آنکھیں بند کیں اور اور کہا اب دیکھو اب ضرور کچھ نظر آئے گا دیکھا تو (اسم اللہ) جدھر جدھر آنکھیں بند کر کے گھماتا ہوں اسم اللہ ذات اسی طرف دوڑتا نظر آتا ہے۔ فرمایا اب اس کو سینے کی طرف لے جاؤ اور محفوظ کرلو۔اور ایسا ہی کیا۔

استاد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات

جب چاہا جس وقت چاہا میرے پیارے استاد محترمؒ نے اپنا دیدار کروایا۔اتنا پرکشش چہرہ جیسے بظاہر تھے اب بھی ایسے ہی ملتے ہیں جو خواہش ہو پوری فرمادیتے ہیں کچھ دینی اور دنیاوی مشکلات کا سامنا بھی ہوا لیکن آپ کی نظر کرم حاضری پر یا ویسے ہی مسئلے کو حل فرمادیا۔

یہ آپؒ کی بڑی شفقت اور مہربانیوں میں ایک عمل ہے۔ آپؒ تو ساری جماعت کیلئے نگاہ کرم تھے چاہے کوئی غریب ہو یا امیر سبھی کو ایک نگاہ سے دیکھتے۔ جس سے بھی سنا یہی کہتا نظر آیا کہ میرے ساتھ زیادہ پیار و لگن تھا۔ در حقیقت یہ اپنے چاہنے والوں پر شفقت تھی جو آپؒ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپؒ کسی کو دامن خالی نہیں بھیجنا چاہتے تھے۔ آپؒ دنیا بھی تھے اور آپؒ دین بھی تھے۔ فرمارہے تھے کہ آج جب کبھی کوئی تکلیف بھی آتی ہے تو میں ان کو یاد کرتا ہوں میری آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور تکلیف اللہ پاک دور کر دیتے ہیں۔

راولپنڈی میں ہوتے ہوئے شادی کی لسٹ کیلئے دعا گوئی کی التجا

عرض کی جناب اگر شادی کی لسٹ میں نام آجائے تو مکان ملنے کا چانس ہے۔ آپؒ نے فرمایا لسٹ میں نام آجائے گا۔ ایک دفعہ گجرات آمد پر دریافت کیا کہ ابو جی آپؒ سب کی عرض اللہ سے پوری کروا لیتے ہیں ایک کام کہا تھا کیا بنا۔ فرمانے لگے بیٹے کام بن جائے گا صبر کر لو۔ بندہ غریب خاموش ہو گیا۔ آخر کار آپ بادشاہ سلامتؒ تشریف لے گئے گجرات اور راولپنڈی سے بھی جماعت حاضری کے سلسلے میں وہاں حاضر ہوئی۔ بندہ غریب بذات خود تو ڈیوٹی کی وجہ سے نہ جاسکا لیکن آپؒ کے بہت ہی ہر دلعزیز جناب شیخ آصف صاحب باٹا والے ان کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ حاضری پر دعا فرمائیں کہ شادی کی لسٹ میں نام آجائے۔ پیغام دیا گیا جواب ملا جا کر جمشید کو بتا نا کہ جب لسٹ میں نام آئے گا تو جمشید کا نام "درمیان" میں ہو گا۔ یقین کریں جلد ہی پیغام ملا کہ جمشید آپ کا نام لسٹ میں آگیا ہے دیکھ لو جا کر دیکھا تو 206 ٹوٹل میں سے میرا نمبر 103 تھا۔ جو کہ میرا ذاتی نمبر بھی ہے اس سے بڑھ کر کرامات کیا ہو سکتی ہے اور نظر کرم کیا ہو سکتی ہے۔

نتیجہ:۔ جب آپ نے ایک ولی کامل کو دل سے مان لیا تو پھر اسی کی جان نہ چھوڑیں۔ اس کی

قربت میں زیادہ ٹائم گزاریں۔ زیادہ خدمت کریں خدمت اس قسم کی کہ ولی کامل کا ہر وہ عمل جو اس نے بتایا ہے اسے سو فیصد پورا کریں۔ چاہیے زندگی گزر جائے۔

استاد محترم کی معہ جماعت گھر میں دعوت

شادی کی لسٹ میں نام آنے کی خوشی میں میں نے عرض کہ جناب میرے گھر بھی ذکر پاک کی محفل کروائی جائے آپؒ نے قبول فرمالی۔ راولپنڈی کی ساری جماعت تشریف لائی شام کی نماز باجماعت میرے گھر کی چھت پر ادا کی گئی پھر ذکر پاک کی محفل ہوئی پھر تبرک تقسیم ہوا۔ اس روز آپؒ کو قریب پا کر بندہ غریب کو نہایت خوشی ہوئی۔

گاہے بگاہے گھر آپؒ کی آمد

آپؒ جب بھی پنڈی تشریف لاتے میرے گھر ضرور آتے۔ اور گجرات سے امی حضور کی بھجوائی ہوئی کھانے پینے اور دیگر گھریلو اشیاء ہم تک آپؒ کے ذریعے پہنچتی رہتی۔ کبھی کبھار آپؒ تھوڑی دیر ٹھہر جاتے اور چائے نوش کر لیتے زیادہ تر جلدی چیزیں دے کر واپس سلطان ڈرائیور کے ساتھ واپس تشریف لے جاتے۔

ترقی سروس کیلئے امتحان دینے کی تاکید

یہ بندہ غریب سوچ بھی نہیں سکتا آپؒ کے شخصیت اس قدر ہر کسی کی ہمدرد اور خیال رکھنے والی تھی کہ مجھے ایک دفعہ کہنے لگے اگلا رینک (RANK) لینے کیلئے ٹیسٹ دو عہدہ بڑھ جائے گا۔ میں عرض کہ جناب میری تیاری نہیں پہلے تیاری کر لوں پھر امتحان دونگا۔ آپؒ نے تاکید کی کہ اسی اگلے ٹیسٹ میں آپ تیاری کر کے امتحان دیں انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ بس آپؒ کا بار بار کہنا میری سوچ سے اس وقت بالاتر تھا۔ بہر حال وقت کافی کم تھا مقابلہ کافی سخت تھا۔ میرے ٹریڈ کے اور میرے لیول کے 23 لڑکے امتحان کیلئے بیٹھے جس میں میرے

نمبر 73% آئے۔ جب رزلٹ نکلا تو بندہ غریب "ٹاپ" پر تھا۔ استاد محترم کی نگاہ کرم کے صدقے میری سوچ سے کہیں زیادہ بہتر رزلٹ میرے سامنے آیا۔ تو استاد محترم کی قدرو منزلت پہلے سے اور زیادہ دل میں جگہ کر گئی اور استاد صاحبؒ کے متعلق کچھ معلوم ہونا شروع ہو گیا اور بندہ ناچیز نے اپنے اندر کے انسان کو جگایا اور کہا آئندہ یہ فخر نہ کرنا کہ یہ آپ کے سر ہیں بلکہ اس نگاہ سے دیکھنا کہ آپ بھی اس جماعت کے رکن ہیں اور سبھی کی طرح آپؒ سے کچھ نہ کچھ سیکھتے رہنا ہے۔

استاد محترم سے کراچی کی پوسٹنگ رکوانے کی درخواست

ایک دفعہ جب مجھے تقریباپانچ سال کا عرصہ راولپنڈی میں ہو گیا تو ڈر سا محسوس ہوا کہ کراچی پوسٹنگ ہو گئی تو آپؒ کی یہ پیاری پیاری دینی باتیں نہ سن پاؤں گا۔ آپؒ سے التجا کی کہ دعا فرمائیں کراچی پوسٹنگ نہ ہو۔ آپ نے جوابا فرمایا کہ جمشید کراچی اچھی جگہ ہے اللہ بہتر کرے گا اگر پوسٹنگ ہو گئی تو چلے جانا اللہ تبارک و تعالی بہتر فرمائے گا۔ اس وقت تو یہ دعا کوئی دل کو نہ بھائی لیکن ایک دن ایسا بھی آنکلا کہ واقعی کراچی کی پوسٹنگ آگئی اور آپؒ کے وہ چند الفاظ سامنے آگئے مثلا پوسٹنگ آجائے تو کراچی چلے جانا اللہ بہتر فرمائے گا ملحوظ خیال رکھ کر ایک دن کراچی پہنچ ہی گیا۔

دو بیٹیوں کے بعد بیٹے کی ولادت

اللہ تبارک و تعالی کا کرنا ایسا ہوا کہ آپؒ کی نگاہ کرم کا اس وقت کے کہے ہوئے الفاظ اس صورت میں ظاہر ہوئے کہ اللہ پاک نے بیٹے کی پہلی خوشی عنایت فرمائی یہ میرے اور میری فیملی کیلئے انتہائی خوشی کا دن تھا۔ آپؒ کی شفقت بھری نگاہیں تو دور تک کا حال ہمیں بہت عرصہ قبل ہی بتا دیتی تھیں لیکن ہماری سوچ اور عقل میں پختگی ذرا کم تھی سوچ نہیں پاتے تھے۔

جوں جوں آپؒ کی طرف رغبت بڑھتی گئی دینی اور دنیاوی دونوں کام ہوتے نظر آئے زیادہ دل جمی سے آپؒ کی ہر گفتگو کو سننے کا شوق بڑھتا گیا۔ اور کچھ مانگنے اور مشورہ لینے کی طاقت بھی بڑھتی گئی عرض کیا کہ جناب کراچی میں سنا ہے کافی Stay کرنا پڑتا ہے کیا میں BA کراچی سے کرلوں۔ آپؒ نے فوراً جواب دیا کیوں نہیں اگر ترقی میں اضافہ ہوتا ہے تو ضرور BA کرلو۔

BA کرنے کی ساری تفصیل ایک آدمی سے دریافت کی کتابیں لیں اور تیاری شروع کردی ساتھ ہی پاکستان ایئر فورس کی بڑی مشقیں شروع ہوگئیں۔ کچھ تیاری بہتر نہ ہو سکی بر کیف امتحان دیا ایک پیپر رہ گیا باقی کلیئر ہوگئے آپکی شفقت کی وجہ سے وہ مرحلہ بھی بخوبی سرانجام پا گیا اور وہ دن آگیا کہ میں نے BA پاس کرلیا جس دورانیے میں میں نے BA کیا نقل لگانے کا اصول ختم ہو چکا تھا۔ بڑی سخت چیکنگ تھی۔ بہر حال یہی تفصیل ہے۔ مختصر کہ جب ولی کامل کی نگاہ آپ کا ساتھ دیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو اچھے اعمال سے نہیں روک سکتی۔

ولی کامل کی نگاہ

اگر آپ نے صدق دل سے کسی کو ولی کامل تسلیم کرلیا ہے تو بار بار ولی کامل کی طرف رجوع رکھنے سے آخر کار سرکار اپنی نسبت سے اس کا ناتا جوڑ لیتے ہیں۔ اور بندہ اپنی منزلت کی طرف پہلا قدم رکھنا شروع کردیتا ہے۔ پہلے پہل طالب کار نے کافی مشقت کی کئی دفعہ خالی ہاتھ بھی جانا پڑا لیکن آخر کار طالب کار کی کسی اچھے اعمال کی وجہ سے اسے اپنا بنالیا۔ میرے پیارے استاد محترم نے مانگے بغیر ہی یہ سب کچھ اپنے چاہنے والوں کو دینا چاہا لیکن بعض وقت ہماری استطاعت کم ہونے کی وجہ سے دیر ہوئی لیکن آپؒ نے اپنی خاص نظر کرم سے نواز دیا۔ آپؒ کا اصول تھا انگلش میں ہے

IF YOU SEE SOME ONE WITHOUT A SMILE ,GIVE HIME ONE OF YOURS

یعنی اگر آپ نے کسی کو بغیر مسکراتے دیکھا ہے تو اپنی خوشیوں میں سے چند خوشیاں اسے دیں۔ آپؒ نے اپنے ہر چاہنے والے کو دین و دنیا دونوں طرف سے پر امید رکھا۔ ہر طرح کی مدد کی

قبلہ محترم رحمتہ اللہ علیہ کی بندہ غریب کیلئے خصوصی دعا

آپؒ نے اپنی حیات زندگی اور ابدی زندگی میں اپنے ہر چاہنے والے کیلئے دل ہی دل میں دعا فرماتے رہتے اور اپنی جماعت کی ہر فرد کیلئے ہر طرح کی مدد فرماتے بندہ غریب کیلئے خصوصی دعا فرماتے اور فرماتے رہتے کہ نماز پڑھنا اور اس کا عمل سبھی کو بتانا۔ آخر میں تمام غلطیوں سے معافی کیساتھ اللہ تمام اعمال قبول فرمائے۔ آمین

دعاؤں کا طالب

جمشید

☆☆☆☆☆☆☆

ملفوظات

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہوؒ

اسم اللہ ذات کی تلوار سے نفس کی گردن اڑا

تصور (اسم ذات) کی روشنی آفتاب سے بڑھ کر ہے بغور حقیقت میں مشاہدہ کے بغیر مشاہدہ

ہے۔

توجو کچھ پڑھتا ہے اسم اللہ سے پڑھ کیونکہ اسم اللہ ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

اپنے جسم کو اسم اللہ میں اس طرح پنہاں کردے جس طرح بسم اللہ میں الف پوشیدہ ہوتا

ہے۔

یکتائی اور صفائی تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے حاصل ہوتی ہے

سن! طالب دنیا کبھی فقیر نہیں ہوسکتا (مراۃ العارفین فروری 2001)

حضرت استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنی صاحبؒ

(1) نماز اشراق، نماز تہجد اور نماز صلوۃ التسبیح پڑھنے کی سخت تاکید فرمایا کرتے۔ بلکہ وصال شریف سے صرف نصف گھنٹہ قبل حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تمام عقیدت مندوں کو فرمایا کہ مسجد میں جاکر صلوۃ التسبیح ادا کریں۔

(2) نوافل حضور اکرم ﷺ، نوافل حضرت سیدنا نوح علیہ السلام، نوافل سیدنا حضرت غوث اعظمؒ، نوافل حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ اور نوافل حضرت استاد گرامیؒ پڑھنے پر بہت زور دیتے بلکہ ایک مرتبہ فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ اپنا تعلق ہمارے ساتھ قائم رہے تو ان نوافل کی ادائیگی کرے ہر ہستی کیلئے دو رکعت نماز نفل اس طریقہ سے پڑھے کہ حضور اکرم ﷺ کے نفلوں میں الحمد شریف کے بعد 15 مرتبہ سورہ اخلاص اور

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے نفلوں میں گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص باقی تمام ہستیوں کیلئے الحمد شریف کے بعد تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں۔

(3) ہمیشہ حضور استاد گرامیؒ شمس العارفین اور عرفان کتابیں پڑھنے کا حکم فرماتے۔

(4) مراقبہ کرنے کے سلسلہ میں سخت تاکید فرمایا کرتے۔

(5) نماز عشاء کے بعد اسم اللہ پاک کا تصور کر کے دیکھنا سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ از حد ضروری سمجھتے تھے۔اس کی تاکید بھی بہت فرمایا کرتے۔

(6) ذکر اللہ کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑنا بلکہ جو عقیدت مند ذکر اللہ ھو نہ کرتا تو حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کو فوراً معلوم ہو جاتا اس کو بلا ناغہ ذکر کرنے کا حکم صادر فرماتے۔

(7) ذکر باری تعالی ہفتہ وار جمعتہ المبارک کے دن 1966 سے شروع ہوا۔ سرکار استاد گرامیؒ اپنی حیات طیبہ میں باقاعدہ ذکر باری تعالی خود بنفس نفیس کراتے رہے اور اس کو ہمیشہ جاری رکھنے کی تاکید فرماتے رہے۔

(8) اگر کسی عقیدت مند کو برا خواب (سانپ۔ بھینس۔ مردہ برہنہ کتا وغیرہ وغیرہ نظر آئے) تو جناب استادِ گرامی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ایک مرغا ذبح کیا ہوا اور بیس روپے نقد کسی مسکین و فقیر کو دے دو۔ کوئی آفت و مصیبت کے وقت بھی یہ صدقہ دینے کے سلسلہ میں سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

(9) حضور استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ جب دعا مانگتے تو عموماً مندرجہ ذیل دعا ضرور پڑھتے۔وہ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم یار جائی یامنائی یاغیا ثی یامرادی یاشفائی یا کمائی کفی یحی یا غفور یا غفور یا غفور اغفرلی خطیئتی یوم الدین یا اللہ

يااللہ يااللہ ياغفور ياغفور ياغفور يارحمن يا رحمن يا رحمن يا رحيم يا رحيم
ياكريم ياكريم يا كريم وصلى الله تعالى على رسول خير خلقه و نور عرشه
نبينا و شفيعنا و سيدنا و مولانا محمد و اله و اصحابه اجمعين برحمتك ياا
رحم الرحمن سبحان ربك رب العز ة عما يصفون وسلام على المرسلين و
الحمد لله رب العلمين فالله خير حافظا و هو ارحم الرحمين

فضلیت دعائے مکرم

نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا دعائے بزرگوار کے متعلق فرمایا ہے کہ جو کوئی شخص اس دعا کو پڑھے یا اپنے پاس رکھے تو اللہ تعالیٰ سے جو مانگے سو پاوے اگر فقیر ہو تو غنی ہو جائے بیمار ہو تو صحت پائے۔ اگر کسی مراد کیلئے پڑھے تو مراد حاصل ہو جائے۔ اگر غمگین ہو تو خوش ہو جائے اگر جاہل ہو تو عالم بن جائے اگر قیدی ہو تو اخلاصی پائے اگر جورو کی خواہش کرتے تو جورو ملے اگر سفر کو جائے تو وطن سلامت واپس آئے اور اگر اعتقاد سے پڑھے تو اللہ کے نور اقدس کو خواب میں دیکھے اور پندرہ مرتبہ روزانہ پڑھے تو نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھے

(10) سرکارؒ نے ایک مرتبہ اپنے ایک عقیدت مند سے فرمایا کہ درود ہزارہ سناؤ لیکن وہ صحیح طور نہ سنا سکا۔ سرکارؒ نے خود پڑھا اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ سرکارؒ نے اپنے عقیدت مند کو یہ درود شریف پڑھنے کی ہدایت کی ہوگی اور دوسری بات یہ اخذ کی جا سکتی ہے کہ سرکارؒ بنفس نفیس اس درود ہزارہ کا ورد فرماتے تھے۔ درود ہزارہ مندرجہ ذیل ہے۔ اور اس کا ترجمہ بھی تحریر ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على محمد و على ال محمد بعدد كل ذرة مائة الف الف مرة و بارك و سلم

ترجمہ:۔ اللہ کی نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔ اے اللہ درود بھیج محمد ﷺ پر اور

آل محمد ﷺ پر ہر ایک ذرے کے عوض دس کروڑ بار اور برکت دے اور سلام بھیج۔

باطنی حواس خمسہ

(1) آنکھ بند ہو تو حافظہ بہت تیز ہو جاتا ہے۔

(2) ناک بند ہو تو خیال بہت تیز ہو جاتا ہے۔

(3) زبان بند ہو تو قوت ذہن بہت تیز ہو جاتی ہے۔

(4) کان بند ہو تو قوت مدرقہ بہت تیز ہو جاتی ہے۔

(5) ہاتھ بند ہو تو قوت متصرفہ بہت تیز ہو جاتی ہے۔

تشریح:۔ جب یہ ظاہری حواس خمسہ بند ہو جاتے ہیں تو یہ باطنی حواس خمسہ کھل جاتے ہیں

(12) مورخہ 95-01-24 حضرت استاد گرامیؒ بندہ کے خواب میں تشریف لائے تو فرمایا کہ والدین کے ایصال ثواب اور دیگر قبور کو بخشنے کیلئے درود روحی پڑھا کرو۔ میں نے صبح اٹھکر درود روحی کی فضیلت پڑھی تو درود روحی پڑھنے میں زیادہ اشتیاق پیدا ہوا۔ "اذکار جمیلہ" میں تحریر ہے کہ یہ درود قبرستان میں زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کی برکت سے روحوں کو عذاب سے نجات ملتی ہے۔ اس کا ثواب والدین کی روح کو بخشنے کے لئے لاجواب ہے گویا کہ تمام عمر کے ان کے حقوق ادا کر دیئے۔ اہل قبور کو بخشنے سے انہیں ایسا درجہ ملتا ہے کو فرشتے بھی ان کی زیارت کو آتے ہیں۔ درود روحی مندرجہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللهم صل على محمد مادامت الصلوة و صل على محمد مادامت الرحمة و صل على محمد مادامت البر كات و صل على روح محمد فى الا رواح و صل على صورة محمد فى الصور و صل على اسم محمد فى الاسماء و صل عل نفس محمد ما النفوس و صل على قلب محمد فى القلوب و صل على قبر

محمد فی القبور و صل علی روضة محمد فی الریاض و صل علی جسد محمد فی الا جساد و صل علی تربة محمد فی التراب و صل علی خیر خلقك سیدنا محمد و علی اله و اصحابه و ازوجه و ذریاته و اهل بیته و احبابه اجمعین0 برحمتك یا ارحم الرحمین0

(13) ایک مرتبہ گجرات شریف آستانہ عالیہ پر فرمایا کہ جب آدمی اکیلا ہوتا ہے۔ اپنے دل میں کوئی بات کرتا ہے۔ اسکے ساتھ ایک اس کے اندر بھی آدمی ہوتا ہے اسکو اپنے ساتھ ملاتا ہے لہذا ذکر میں اپنے بدن کو ہلا کر یک جہتی پیدا کرنی چاہیئے۔

(14) اگر اللہ سے ملاقات کرنی ہے تو رات کو قیام کرو۔ اگر امیر بننا چاہتے ہو تو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

(15) گورکھپور میں راجہ سلطان محمود کے گھر سرکارؒ نے فرمایا کہ نماز تہجد پڑھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ایک مرتبہ ایۃ الکرسی اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں۔

(16) دعا کے بارے میں جناب استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ پاک کے حضور یوں دعا کیا کریں کہ یا اللہ مجھ سے جو حقوق اللہ رہ گئے ہیں جو میں نے ادا نہیں کئے وہ معاف فرمادے اور جو حقوق العباد میں سے مجھ سے رہ گئے ہیں میں ادا نہیں کرسکا۔ ان کو اپنے ذمہ لے لے۔

(17) سرکار استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے۔ اس درود شریف کے متعلق حضرت استاد گرامیؒ نے فرمایا تھا کہ یہ درود تاج کا مخفف ہے۔

اللهم صل و سلم دائما ابدا

(18) جناب استاد گرامیؒ فرمایا کرتے کہ رات کو سوتے وقت تیمّم کر لیا کرو اگر وضو کرو گے تو جسم کا ماس پاک ہو گا اور جب رات کو تیمّم کرو گے تو جسم کی ہڈیاں بھی پاک ہو جائیں گی۔

(19) حضرت استاد گرامیؒ نے فرمایا کہ سونے سے قبل سورہ ملک اور بعد از نماز فجر سور یسین اور سورہ مزمل پڑھا کریں۔

(20) حضرت سخی سلطان باہوؒ کے دربار عالیہ پر خاکسار نے حضرت استاد گرامیؒ سے وسعت رزق کے بارے میں عرض کی سرکارؒ نے فرمایا کہ حضرت امام غزالیؒ نے رزق کے بارے میں بحوالہ حدیث فرمایا ہے۔ کہ فجر کے دو سنت ادا کرنے کے بعد ایک سو مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ پڑھا کریں۔ خاکسار نے عرض کی حضور یہ تو میں پہلے ہی ورد کرتا ہوں۔ سرکارؒ نے فرمایا تو پھر اول اور آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کریں۔

مہیا ہو نہ جو شے اقلیم سکندر میں　　　وہ آسانی سے مل جاتی ہے کشکول قلندر میں

(21) چودھویں شعبان کا سورج ڈوبنے کے بعد 15 شعبان، شب برات شروع ہو جاتی ہے ۔ قدرت کا قلم جدید سال کے اعمال لکھنا شروع کر دیتا ہے۔

سورج غروب ہوتے وقت **لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** 40بار پڑھ لو۔ مغرب کے وقت سے عبادت میں مشغول ہوں۔ تاکہ نامہ اعمال کی ابتدا اچھے کاموں سے ہو۔

قسمت کی رات، بھلائی کی رات، مغفرت کی رات، نجات کی رات، حیات کی رات، خیر کثیر کا اجتماع ہوتا ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد دو نفل بندگی شب برات بڑھیں۔ سورہ یسین پڑھیں۔

رات کو 2 نفل درازی عمر بالخیر پڑھیں۔ پھر غم، بیماری دفع ہونے کی نیت سے، فراخی

رزق، مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی نیت سے پڑھیں۔

آٹھ نفل کسی روز بعد الحمد شریف کے 11 بار سورہ اخلاص ثواب حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کو بخشیں حضور علیہ ﷺ کا فرمان ہے دعا تقدیر بدل سکتی ہے خود نفل پڑھو۔ درود شریف، کلمہ، سلام، تلاوت استغفار ذکر کریں۔ اولاد کو بھی عبادت کا حکم کرو۔ قبرستان جا کر اپنے عزیزوں اور تمام مسلمانوں کیلئے مغفرت کی دعا مانگے، سنت ہے۔

(22) سفر کیلئے نفل پڑھو اور دعا میں سب کو اللہ کے سپرد کرو۔

(24) اگر استخارہ کرنا ہو تو رات کو سوتے وقت بسم اللہ شریف 300 مرتبہ، دورد شریف 300 بار سورہ الم نشرح 17 دفعہ۔ بدھ جمعرات جمعہ کو پڑھیں اگر پہلے روز جواب مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ تین روز تا سات روز پڑھیں۔

ذکر باری تعالیٰ کے بعد دعا

یا اللہ ہم نے جو ذکر کیا مناجات پڑھی درود سلام پڑھا۔ یا اللہ تیری خوشنودی اور رضا کے لئے پڑھا اس کو اپنی بارگاہ الٰہی میں قبول و منظور فرما۔

یا اللہ اس کے پڑھنے میں ہم سے کسی قسم کی غلطی یا کوتاہی ہوئی ہو تو معاف فرما۔

یارب العالمین اس پاک کلام اور حاضر طعام کا ثواب حضرت محمد مصطفیٰ علیہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں تحفۃ ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ قبول و منظور فرما۔

یا اللہ اس پاک کلام کا ثواب تمام انبیاء علیہ السلام کو پیش کرتے ہیں قبول فرما۔

یا اللہ اس کا ثواب حضور پاک علیہ ﷺ کے اہلبیت کرام اور تمام صحابہ عظام رضی اللہ عنہم پیش کرتے ہیں قبول فرما۔

یا اللہ حضور کریم علیہ ﷺ کے صدقہ سے صدیقین، صالحین، ازواج مطہرات، شہداء اور شہداء کربلا معلیٰ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں قبول و منظور فرما۔

یا اللہ اس پاک کلام کا ثواب حضور اکرم ﷺ کے صدقہ سے خصوصاً سیدنا حضرت طانوخ علیہ السلام حضرت غوث پاکؒ اور مرشد کامل حضرت سخی سلطان باھوؒ کو پیش کرتے ہیں قبول فرما۔

یا اللہ اس کا ثواب استاد محترمؒ اور مرشد کامل حضرت سخی سلطان باھوؒ کو پیش کرتے ہیں قبول فرما

یا اللہ ہم نے جو کلام پڑھا اس کا ثواب تمام اولیاء کرام کو پیش کرتے ہیں قبول فرما

یا اللہ اس کا ثواب روز اول سے آج تک آنے والی تمام ارواح مقدسہ کو پیش کرتے ہیں قبول فرما۔

یا اللہ حاضرین مجلس کے عزیز و اقارب والدین اور دوست احباب جو بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں ان کو اس کا ثواب پہنچا حضور پاک ﷺ کے صدقہ سے۔

یا اللہ حضور ﷺ کے صدقہ سے حاضرین مجلس کو تمام بیماریوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرما۔

یا اللہ حضور ﷺ کے صدقہ سے پوری جماعت کو روشن فرما۔ سب کے دلوں کو اپنے ذاتی نور سے روشن اور منور کر دے سب کے باطن روشن کر دے۔ ہمیں خلوص کی دولت سے نواز دے۔

یا اللہ ہم سب کو گناہوں سے بچا شیطان سے بچا نفس امارہ کے شر سے بچا۔ اپنے غیض و غضب سے بچا

یا اللہ جو بیمار ہیں ان کو صحت دے جو بے روزگار ہیں ان کو روزگار دے جو باروزگار ہیں ان کے رزق کو ترقی عطا کر جو بے اولاد ہیں انہیں نیک اور صالح اولاد دے جو مقروض ہیں ان کی غیب کے خزانوں سے مدد فرما۔ ہم سب کو سلوک اتفاق پیار اور محبت عطا کر۔ اس ملک کو

استحقام عطا کر۔ نفاذ شریعت میں ہماری مدد فرما۔پاکستان کو اسلام کو قلعہ بنادے تمام دنیا میں مسلمانوں کو فتح وکامرانی عطا کر اور اسلام کے دشمنوں کو شکست دے اور اسلام کا بول بالا فرما ۔(آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صوفی محمد اقبال بھٹی صاحب کے تاثرات

صوفی محمد اقبال کو ماسٹر محمد اصغر صاحب گجرات والے حضور استاد گرامیؒ کی خدمت میں لے گئے گویا کہ ابتدائی ملاقات ماسٹر صاحب نے کرائی۔ آپ لاہور میں سکونت پذیر ہیں سرکارؒ سے شدید عقیدت رکھنے والے ہیں۔ جب آپ ابو ظھبی میں تھے۔ تو پاکستان (لاہور) میں پہنچتے تو پہلے گجرات شریف سرکارؒ کی خدمت میں حاضری دیتے پھر اجازت لے کر گجرات سے لاہور اپنے گھر جاتے۔ یہ انتہائی عقیدت و محبت کی نشانی ہے۔ گھر والے اس معاملہ میں بہت حیران ہوتے۔ مگر جب بھائی صاحب کا سخت ایکسیڈنٹ ہوا تو استاد گرامیؒ کو مطلع کیا گیا تو آپ فوراً لاہور ہسپتال میں تشریف لائے اور روحانی طور پر بذریعہ حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچویؒ اپریشن کیا گیا تو پھر تمام گھر والوں کو اس وقت یقین آیا۔

آپ بڑے خوش نصیب اور سعادت مند ہیں کہ پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا خواب میں دیدار ہوا۔ لہذا سرکارؒ نے آپ کو اور آپ کے دونوں بھائیوں کو اور گھر والوں کو اسم اللہ پاک عطا فرمایا۔

خاکسار آپ کی ملاقات کیلئے معہ عزیزی محمد اطلس سلمہ لاہور گیا۔ آپ کے عظیم اخلاق کو اور گھر کے منزہ ماحول کو دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔ ان کے والد صاحب نہایت ہی مخلص اور صالح انسان ہیں۔

حضور استاد گرامیؒ موصوف سے ازحد پیار کرتے اور نظر عنایت سے سرفراز فرماتے چنانچہ سرکارؒ نے مورخہ 6-8-85 کو اقبال صاحب کو خط لکھتے ہیں کہ آپ کا خواب بہت اچھا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسمیں اور ترقی عطا فرمائے۔ آج جو خصوصی بات آپ میں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب آپ مسجد میں جائیں تو اسم اللہ کا خیال کر کے کہیں کہ مولوی صاحب کوئی آیت جو آپ چاہیں اس خیال دوڑائیں تو جب جماعت کے لئے آپ کھڑے

ہو نگے تو مولوی صاحب وہی آیت تلاوت کریں گے لیکن اس کو کھیل نہیں بنانا ہے صرف یہ آپ ایک دو مرتبہ آزمائش انشاء اللہ ٹھیک پائینگے۔ آپؒ کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا۔

میں دعاگو ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو دین ودنیا میں چار چاند لگائے امین ثم امین۔

مورخہ 85-12-21 کو حضرت استاد گرامیؒ نے اقبال صاحب کو خط لکھا جو کہ بڑی اہمیت کا حامل ہے جمعہ کا دن تھا اس لئے کافی سارے حضرات تشریف فرما تھے گفتگو کا موضوع تھا۔

حاضری پر بیٹھنے سے پہلے کیا کچھ پڑھنا چاہیئے

میں عرض کر رہا تھا۔ یہ تو آپ لوگوں کی اپنی مرضی ہے لیکن اصولاً درود شریف گیارہ دفعہ۔ الحمد شریف ایک دفعہ تین دفعہ قل شریف پھر گیارہ دفعہ درود شریف پڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء، اولیاء، مرشد، استاد، ماں باپ، سات سلطان الفقراء اور رجال الغیب کی ارواح کو بخشنے کے بعد پھر وہاں پر کھڑا ہو جائے۔ ایک دفعہ درود شریف ایک دفعہ الحمد شریف۔ ایک دفعہ چاروں قل۔ پانچ دفعہ یا اللہ یا الرحمن . یا الرحیم . یاحی یاالقیوم . اللہ حافظی اللہ ناصری . اللہ معی تین مرتبہ لا حول و لا قوۃالا باللہ اور تین دفعہ درود شریف پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرے یا اللہ دونوں جہاں میں آپ کا کوئی شریک نہیں ٹھہراتا اور دوسرا کلمہ شریف کا ورد کرے پھر عرض کرے یا اللہ میں اسم اللہ کی حاضری کے لئے عرض کرتا ہوں تاکہ یہ میرے آنکھوں میں۔ سر میں۔ خفی میں اور اخفی میں متجلی ہو جائے۔

لا مقصود لا معبود الا ھو۔ یا حضور پاک ﷺ مجلس مل جائے۔ سات سلطان الفقر آء کا فیض جاری ہو جائے یا رجال الغیب کی رفاقت نصیب ہو جائے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد الہ واصحبہ اجمعین برحمتک ارحم الرحمین تک پڑھے پھر بیٹھ کر حاضری کرے اور پھر گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے۔ یہ تھی کل کی بات جو میں نے کاغذ پر لکھ دی۔

ہر عقیدت مند کو حاضری کے وقت یہ حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے جو تحریر ہے عمل کرتے ہوئے طریقہ اپنانا چاہیئے۔

ایک روحانی اہم خط

ماسٹر محمد اصغر صاحب کا ایک خط جو انہوں نے صوفی محمد اقبال بھٹی کو دوبئ کی طرف تحریر کیا تھا۔ مورخہ 19-7-84 کو دربار شریف حضرت سیدنا طانوخ
علیہ السلام کی حاضری کی روداد کے سلسلہ میں تحریر ہے نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ تمام عقیدت منداس سے استفادہ حاصل کریں۔

(1) 19-7-84 بروز جمعرات دربار شریف حضرت صاحب علیہ اسلام کے حاضری تھی۔ مغرب کی نماز کے بعد دو نفل توبہ کے پڑھے گے پھر دو نفل شکران نعمت پڑھے گے عشاء کی نماز کی بعد فرمایا گیا کہ قبر میں تین سوال ضرور ہونگے جو کہ رب تعالیٰ۔ دین اور حضور پاک ﷺ کے متعلق ہوں گے۔ان کے علاوہ غوث اعظمؓ نے فرمایا ہے کہ پیر کے متعلق بھی پوچھا جائے گا۔ توتم سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے روحانی باپ سخی سلطان بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ دادا حضرت غوث اعظمؓ اور پردادا حضور پاک ﷺ۔

(2) یہ بھی بتایا گیا ہم سب اللہ تعالیٰ سے دوستی کے لئے آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا دوست ہو جائے۔ تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ دوستی کے کچھ حقوق ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جو کچھ اپنی ملکیت ہو دوست کی نذر کردی جائے اور وہ جہاں چاہے خرچ کرے۔

(3) پھر ذکر ہو اور حکم دیا گیا کہ سونے سے پہلے گیارہ بارہ درود شریف تین مرتبہ

لا تعداد درود لا تعداد سلام بروئے محمد علیہ السلام

کہہ کر گیارہ سو گیارہ مرتبہ ''احمد یا محمد رسول اللہ'' کر پڑھ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف اور تین دفعہ لا تعداد سلام پڑھ کر ٹانگیں جنوب سر شمال کی طرف اور منہ خانہ کعبہ شریف کر

کے سوجانا ہے۔اسی طرح حکم کی تعمیل کی گئی۔فجر کی نماز کے بعد واپسی ہوئی۔

(4) ایک بات کی طرف خصوصی آپ کی توجہ رہنی چاہیئے کہ استاد صاحبؒ کے متعلق یہ کبھی بھی نہ سوچ لینا کہ کہ انہیں ہماری کوئی ضرورت ہے یا انہیں ہم سے کوئی لالچ ہے۔ انہیں ہماری کوئی حاجت نہیں ان کی یہ ذرہ نوازی ہے کہ ہم سے حسن سلوک فرماتے ہیں۔ ہماری مشکلات کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔

جس طرح ہماری نمازوں کی ضرورت رب تعالیٰ کو بالکل نہیں ہے۔ نمازوں کی ہمیں ضرورت ہے۔اسی طرح استاد صاحبؒ کو ہماری کوئی ضرورت نہیں ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں حاجت ہے استاد صاحبؒ کی۔بات صرف نیت کی ہے۔ کہیں غلط نہ سوچ لینا کہ میں دو بئی میں ہوں۔استاد صاحبؒ کو مجھ جیسے آدمی کی بڑی ضرورت ہو گی۔

(منجانب :۔اصغر)

جناب ظفر مسعود خاں صاحب (راولپنڈی) کے تاثرات

مورخہ 4-2-2001 کو جناب ظفر مسعود خاں صاحب کی دکان پر معہ عزیزی قاری محمد بشیر صاحب سلمہ بسلسلہ کتاب تذکرہ یوسفیہ گیا۔ موصوف نہایت ہی پرتپاک طریقہ سے ملے اور خاطر تواضع کی۔ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔دکان کے نزدیک ہی مسجد ہے۔نماز ادا کی گئی۔ نماز پڑھ کر ہم ظفر صاحب سے پہلے ہی دکان پر آگئے تھے عامر صاحب سے ملے ان سے پوچھا آیا آپ نے حضرت استاد گرامیؒ کی زیارت کی ہے۔انہوں نے فرمایا صرف ایک مرتبہ ملاقات ہوئی ہے۔اور ایک مرتبہ فون پر بات ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔اور استاد گرامیؒ کی نظر عنایت ہے کہ پھر خواب میں بہت دفعہ ملاقات ہوئی ہے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ اس دکان میں کبھی استاد گرامیؒ تشریف لائے ہیں ؟ صرف ایک مرتبہ یہاں تشریف لائے ہیں۔اسی اثنا میں ظفر صاحب تشریف لے آئے انہوں نے فرمایا

کہ ہاں حضرت استاد گرامیؒ یہاں ایک دفعہ تشریف لائے اور دعا فرمائی ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کرسی پر سرکارؒ تشریف فرما ہوئے۔ ہم نے کرسیاں بدل دی ہیں۔ لیکن یہ کرسی برکت کی وجہ سے تبدیل نہیں کی۔ ظفر صاحب کی یہ عقیدت اور ادب و احترام دیکھ کر خاکسار بہت متاثر ہوا۔ اپنے شیخ کی قدرو منزلت کرنا ہر عقیدت مند کیلئے از حد ضروری ہے۔ احترام مرشد کے سلسلہ میں ایک بہت پیارا واقعہ ہے۔ امیر خسروؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خاص مرید تھے۔ ان کو اپنے مرشد سے بڑی محبت تھی ایک مرتبہ ایک سائل حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ طلب کیا اس وقت حضرت محبوب الٰہی کے پاس دینے کو اور کچھ نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس خیال سے کہ سائل خالی واپس نہ جائے اپنی جوتیاں ہی اس کو دے دیں جن کو لے کر وہ چلا گیا۔ راستے میں اسکی ملاقات امیر خسروؒ سے ہو گی۔ انہوں نے اس فقیر سے پوچھا تم سے میرے آقا حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خوشبو آرہی ہے کہیں تم ان کے دربار میں سے تو نہیں ہو کر آئے۔ سائل نے عرض کی میں ان کے پاس کافی دیر ٹھہرا رہا ہوں مگر سوائے ان کی دو جوتیوں کے مجھے کچھ نہیں ملا۔ امیر خسروؒ نے اس فقیر سے کہا یہ جوتیاں مجھے دے دو اور اس کے بدلے میرا سارا مال و زر تم لے لو فقیر حیران ہوا اور بولا کہ آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں امیر خسروؒ نے کہا کہ ہرگز نہیں لاؤ جوتیاں چنانچہ آپ نے اپنے مرشد کی جوتیاں لے کر سارا اسباب اور مال و زر اس فقیر کے حوالے کر دیا پھر جوتیاں لے کر حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہو گئے حضرت نے اپنی جوتیاں امیر خسروؒ کے ہاتھ میں دیکھیں تو مسکراتے ہوئے فرمایا۔ خسرو ! یہ جوتیاں تم نے بہت سستی خریدی ہیں۔ اللہ پاک ظفر صاحب کے کاروبار میں برکتوں کا نزول فرمائے ان کی اور ان کے اہل عیال کی دین و دنیا احسن فرمائے۔ اور مزید ان کو محبت وا رادت نصیب فرمائے۔ آمین

آپ حضرت استاد گرامیؒ کے بڑے لاڈلے عقیدت مند ہیں۔ سرکارؒ کی ملاقات سے پہلے ظفر صاحب کئی روحانی شخصیتوں سے ملاقات کر چکے تھے۔ پشاور والے بزرگ کا بھی تذکرہ کیا لیکن روحانی پیاس نہ بجھی۔ دل کو تسلی و تشفی نہ ہوئی۔

ایک مرتبہ حضرت استاد گرامیؒ کے بارے میں جناب اشفاق صاحب نے تذکرہ کیا۔ میں نے سرکارؒ سے ملاقات کی خواہش کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جمعرات کو چلیں گئے میں ان کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ تشریف نہ لائے میں نے اشتفاق صاحب سے ملنے پر کہا کہ آپ جمعرات کو نہیں آئے میں انتظار کرتا رہا وہ کہنے لگے اگر جانا ہی تھا تو آپ خود میرے پاس آجاتے تو گجرات چلے جاتے۔ میں نے کہا اب جمعرات کو آپ کے پاس پہنچ جاؤنگا۔ لہذا آئندہ جمعرات کو ہم لوگ گجرات شریف حضرت استاد گرامیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ آپ سرکارؒ نہایت ہی پیارے انداز سے ملے سلام ودعا کے بعد آنے کا مقصد پوچھا بیان کیا گیا۔ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا محبت سے لبریز اور پر اثر طریقہ سے اتنی پیاری اور سادہ گفتگو فرماتے رہے اور میرے دل کی دنیا بدلتے رہے فرمایا راولپنڈی سے گجرات دور پڑتا ہے۔ کوئی راولپنڈی کے نزدیک ہی تلاش کرلو۔ میں کچھ نہیں ہوں۔ میں نے عرض کی حضور جہاں میں نے پہنچنا تھا بس پہنچ گیا اب میں کہیں نہیں جاؤنگا۔ یہ میری حضرت استاد گرامیؒ سے پہلی ملاقات تھی جس کی وجہ سے میں سرکار استاد گرامیؒ سے منسلک ہوا۔

ذکر کی مجلس تھی میں آنکھیں بند کئے ہوئے ذکر میں مشغول تھا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ایسی جگہ ہے کہ اس سے نیچے سیڑھیاں جارہی ہیں تو میں حیران ہوا کہ یہ کیا ہے میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ حضرت استاد گرامیؒ بندہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور توجہ دے رہے ہیں۔

حضرت استاد گرامیؒ کی پیاری باتیں شروع تھیں گفتگو کے دوران ظفر صاحب فرمانے لگے۔

کہ ایک مرتبہ سرکارؒ نے فرمایا۔ کہ تمام جماعت کے آدمیوں کو خود اپنی مرضی سے فیض دیا ہے لیکن ظفر صاحب نے مجھ سے فیض چھینا ہے۔

حضور استاد گرامیؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ وقت بہت کم ہے مقابلہ سخت ہے۔ بظاہر یہ جملہ مختصر ہے لیکن اسمیں جامعیت اور گہرائی بے انتہا ہے۔

آپ گجرات شریف سے راولپنڈی چیک اپ کرانے۔ سی۔ ایم۔ ایچ ہسپتال میں تشریف لے گئے۔ میں حضور استاد گرامیؒ کے ساتھ تھا۔ فرمانے لگے ظفر صاحب! جب ہم کسی۔ کے پاس جاتے تو کوئی فیض نہ دیتا اب میرے پاس ہے کوئی لینے والا نہیں۔

ظفر صاحب کہنے لگے کہ مجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ عرض کرتا کہ حضورؒ ہم حاضر ہیں یہ ہم سے غفلت ہوئی کہ ایک نہایت ہی سنہری موقعہ کو ضائع کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت استاد گرامیؒ نے قاری عمر دین صاحب سے فرمایا کہ تم لوگ ظفر صاحب کی قدر کرو کیونکہ یہ تمہارے مستقبل کے بزرگ ہیں۔

رنگ ورنگ سہلیاں رنگ ورنگ گھڑے
بھریا اس دا جانئیے جھدا توڑ چڑھے

جناب محمد آصف قریشی صاحب کے تاثرات

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں بہت پریشان تھا یعنی روحانی طور پر بہت کمی محسوس ہو رہی تھی کہ ایک روز میں بازار سے گزر رہا تھا کے باٹا کی دکان پر شیخ آصف صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ پہلے کوئی اتنی شناسا ہی نہ تھی لیکن ان کی دکان پر سیل لگی ہوئی تھی میں وہاں رک گیا میں نے ان سے سلام کیا۔ وہ دکانداری کی بجائے مجھ سے فوراً سوال کرنے

لگے کہ آپ کو بزرگوں سے یعنی کسی اللہ کے بندے سے ملنے کا شوق ہے۔ میں نے عرض کی طلب تو ضرور ہے لیکن اگر کوئی اللہ کا کامل ولی اللہ ہو تو۔ شیخ صاحب نے فرمایا میں ایسے ہی بزرگ سے آپ کی ملاقات کراؤنگا۔ میں نے عرض کی اگر اتنے اچھے بزرگ ملیں تو انشاء اللہ ہماری محبت اور خلوص میں بھی کمی نہ ہو گی۔ شیخ آصف صاحب فرمانے لگے ضرور ملاقات کراؤنگا۔ میں نے کہا کب اور کہاں ؟ کہنے لگے کہ وہ گجرات شریف ہوتے ہیں۔ جب بھی تشریف لائیں گے میں ان سے آپ کی ملاقات کراؤنگا۔ کچھ دن بعد میں ظہر کی نماز مسجد میں پڑھ رہا تھا کہ میرے دل میں اتنی بے چینی اور تڑپ اٹھی کہ میرا دل کرے کہ میں فوراً اس ہستی سے ملوں۔ اور وہاں مسجد میں ہی میں نے طے کر لیا کہ شیخ صاحب کو ساتھ لے کر کل ضرور گجرات شریف جاؤں گا۔

میں نماز سے فارغ ہو کر واپس اپنی دوکان پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ بزرگ تشریف لائیں ہیں میں فوراً شیخ صاحب کے گھر چلا گیا۔ وہ ہستی جن کا نام نامی اسم گرامی چوہدری محمد یوسف غنیؒ تھا اور جن کو سب ساتھی استاد صاحبؒ کے لقب سے پکارتے تھے۔ استاد محترمؒ بڑی شفقت سے ملے میں نے اپنی بے چینی اور روحانی پریشانی کے بارے میں عرض کی۔ آپؒ نے مجھ کو کچھ وظائف پڑھنے کے لئے عطا کئے اور میں نے اپنی ایک اور پریشانی عرض کی انہوں نے کچھ اچھا محسوس نہ کیا اور اس طرح میرے اندر یک دم ٹوٹ پھوٹ ہو گئی اور اندر سے چکنا چور ہو گیا۔ انہوں نے جانے کی اجازت دے دی لیکن میں جو مرہم لینے گیا تھا الٹا زخم بڑھا کر اپنی روح زخمی کر لایا۔ اس کے بعد عصر کی نماز ادا کی اور حالت یہ تھی کہ کوئی جگہ ملے اور میں زور زور سے رووں۔ خیر اسی پریشانی میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا اور نماز مغرب ادا کی۔ نماز پڑھنے کے بعد میں پھر شیخ صاحب کے گھر دوبارہ چلا گیا اور جونہی میں ان کے کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ عقیدت مندوں سے بھرا ہوا تھا۔ داخل ہوتے ہی استاد

محترمؒ نے فرمایا آیئے آصف قریشی صاحب ادھر میرے پاس آکر بیٹھیں۔ میں بہت گھبرایا ہوا ان کے پاس بیٹھ گیا۔ لنگر کی تقسیم شروع ہو چکی تھی۔ مجھے پاس بٹھا کر لنگر پلیٹ میں ڈال کر دیا اور خود بھی اس پلیٹ میں کھانا شروع کر دیا۔ میں نے جب پہلا لقمہ منہ میں ڈالا جونہی حلق سے نیچے اتارا میرے اندر کی کیفیت ہی بدل گئی۔ میرے تمام زخم مندل ہو گئے اور انجانی خوشی میرے اندر محسوس ہونے لگی۔ یہ میری جماعت میں آنے کی ابتداء ہے۔

کچھ دنوں کے بعد ہم مرشد پاک حضرت سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پاک پر حاضری کے لئے استاد محترم کے حکم کے مطابق یکم محرم کو چلے گئے۔ سب سنگی ساتھی ساتھ تھے وہاں پہنچ کر دربار مبارک پر حاضری کے لئے اندر حاضر ہوئے۔ مجھے مرشد پاکؒ کے سرہانے کی طرف جگہ ملی۔ وہاں کھڑے ہو کر دعا کی۔ حاضری کے بعد باہر آیا۔ استاد محترمؒ ہر ایک سے حاضری کی کیفیت کے بارے میں پوچھتے رہے میں تو ابھی بالکل اس چیز سے ناواقف تھا کہ حاضری پر کوئی صاحب مزار سے ملاقات یا کچھ اور عنایت کا سلسلہ بھی ہوتا ہے۔ لہذا جب استاد محترمؒ نے مجھ سے حاضری کی کیفیت پوچھی تو میں نے عرض کی حضورؒ! کیا وہ مجھے جانتے ہیں۔ آپؒ ان کے حضور پیش کریں نظر شفقت فرمائیں گے۔ تو وہ بھی کچھ میری طرف توجہ فرمائیں گے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جب کسی سے کچھ حاصل کرنا ہو تو اس کے سرہانے نہیں بلکہ ان کے قدموں کی طرف حاضری دیتے ہیں۔ ان کے سرہانے ڈانڈا لے کر نہیں کھڑے ہوتے۔ مجھے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ فرمانے لگے اب جائیں اور قدموں کی طرف بیٹھ جائیں۔ اور جب تک کچھ بادشاہ سلامتؒ کچھ توجہ نہیں فرماتے آپ وہاں سے نہ اٹھیں۔ استاد محترم رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق میں وہاں جا کر دعا کے بعد بیٹھ گیا اور مراقبہ کی حالت، تصور اسم اللہ ذات میں محو ہو گیا۔ 3 بجے سے 5 بجے تک اندر بیٹھا رہا لیکن کچھ کیفیت نہ بدلی۔ آخر عصر کی اذان ہو گئی اور میں بڑا مایوس ہوا اور نماز کے

لئے اٹھ کر مسجد میں آگیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میرے آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ مرشد پاکؒ کی قبر مبارک پر بہت خوبصورت گلاب کا پھول پڑا ہوا ہے۔ اور میں نے اس پھول کو پکڑا ہوا ہے۔ اور وہ پھول مجھے لے کر چل پڑا۔ اور سمندر میں داخل ہو گیا۔ اور میں اس پھول کے سہارے خانہ کعبہ پہنچ گیا ہوں اور وہاں حجر اسود کو بوسہ دے رہا ہوں اور اس کے بعد ایک ساتھی نے ٹھوکر لگائی۔ اس منظر کے بعد سب ساتھی استاد گرامیؒ کے گرد جمع ہو گئے مجھے سب سے آخر میں جگہ ملی۔ استاد محترمؒ نے دور سے ہی مجھے اتنا کہہ کر مخاطب کیا کہ قریشی صاحب سب ٹھیک ہو گیا ہے؟ استاد گرامیؒ کی اتنی بلند پرواز تھی کہ جو میں نے دیکھا آپؒ پر سب آشکار تھا۔ اور کوئی وضاحت طلب نہ کی یہ سب آپؒ کی نظر کیمیا اور توجہ کا ثمر تھا۔ اسی دن رات کو کچھ دیر کے لئے مسجد میں نیند کی غرض سے لیٹ گیا کہ شاید مرشد پاک سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ سے خواب میں ملاقات ہو جائے۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک دریا میں کھڑا ہوں اور دور سے ایک تانگہ میری طرف آرہا ہے۔ جب وہ تانگہ میرے قریب آیا تو دیکھا اس میں ایک بوڑھی عورت اور ایک بزرگ سوار تھے انہوں نے مجھے بازو سے پکڑ کر تانگے میں بیٹھا لیا اور لا کر مرشد کے حوالے کر دیا۔ صبح یہ خواب میں نے استاد محترم رحمتہ اللہ علیہ کے گوش گزار کی۔ تو آپؒ نے فرمایا وہ بزرگ ہستیاں مرشد پاک کے والدین کریمینؒ تھے اور آپ کو بادشاہ سلامت حضرت سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر گئے ہیں۔ استاد محترمؒ کے الفاظ کچھ میرے لئے یوں تھے۔ "یار قریشی! تم نے تو آج میلہ ہی لوٹ لیا ہے"۔

حاضری کے دس دن بعد ایک نئی کیفیت شروع ہو گئی یعنی ایک بہت بڑی اور خوبصورت آنکھ ہر دم میرے سامنے رہنے لگے ایک روز دوران نماز مجھے وہ آنکھ اتنی پیاری لگی کہ میں ہاتھ باندھے نماز جمعہ ادا کر رہا تھا کہ بے اختیار میرے ہاتھ کھل گئے اور میں جیسے

ہی وہ آنکھ پکڑنے لگا لیکن فوراً میرے دل میں خیال آگیا کہ میں تو نماز پڑھ رہا ہوں۔ عصر کی نماز کے وقت معلوم ہوا کہ استاد محترمؒ شیخ صاحب کے گھر تشریف لائے ہیں میں حاضر خدمت ہوا۔ آپؒ نے بہت شفقت سے حال احوال دریافت کیا۔ نماز مغرب کا وقت ہوا تو استاد محترمؒ نماز کے لئے مسجد کی طرف روانہ ہوئے تو میرے کندھے پر بازو مبارک رکھ کر چل پڑے اور مجھ سے روحانی کیفیت کے بارے میں پوچھنے لگے میں نے فوراً جمعہ کی نماز کے دوران کی کیفیت عرض کی آپؒ نے فرمایا کہ آپکا اتنا ہی بڑا اسم اللہ ذات روشن ہو جائے تو کیسا ہے۔ میں نے عرض کی آپؒ کی مجھ ناچیز پر بہت عنایت ہوگی۔ آپؒ نے فرمایا مغرب کی نماز کے بعد یاد کرا دینا۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد میں نے یاد کرایا آپؒ فوراً مجھے لے کر بیٹھ گئے اور میری پیشانی کو پکڑ کر توجہ فرمانے لگے۔ تصور اسم اللہ ذات کی تلقین فرمائی۔ آپؒ کی توجہ سے جب میں نے اپنے دل پر دیکھا تو پہلی تاریخ کے چاند کی مانند باریک اسم اللہ ذات مجھے اپنے دل پر لکھا نظر آیا میں نے استاد محترمؒ سے حال بیان کیا تو آپ نے مجھے مبارک باد دی۔ اور فرمایا کہ اللہ نے آپکا اسم اللہ ذات روشن کر دیا اور اس کی آبیاری اپنے نیک اعمال سے کرنا آپ کا اپنا کام ہے۔ اور اللہ اسے اور بڑا کر دے گا۔ یہ میرے اسم اللہ ذات روشن ہونے کی روداد ہے۔ اور استاد محترم رحمتہ اللہ علیہ کی بے انتہا توجہ اور محبت سے اس میں دن رات اضافہ ہونا شروع ہو گیا اور بہت سی بزرگ ہستیوں سے ملاقاتیں ہونا شروع ہو گی۔

اکثر قریشی صاحب ذکر باری تعالی کے بعد ایک نہایت ہی جامع دعا کیا کرتے ہیں اس قدر سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ تمام عقیدت مندوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے پیارے اور پر اثر جملے نہایت ہی قرینہ اور محبت سے ادا کرتے ہیں جس سے تمام عقیدت مندوں کے دلوں میں خشیت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالی آپکو دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی اور خلوص کی دولت سے نوازے۔ آمین

رحمت دا دریا الہی وگدا ہردم تیرا — جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم ہو جاوے میرا

کرامات

1) امام عارف حضرت شہاب الدین سہروردیؒ سےمنقول ہے انہوں نے فرمایا بسا اوقات اولیائے کرام سے مختلف کرامات ظہور پذیر ہوتی ہیں مثلاً فضا سے ہاتف کی آواز، خود اپنے باطن سے آواز کا آنا، زمین کا ان کے لئے لپیٹ کر مختصر کر دیا جانا کچھ واقعات کا ان۔ کے ظہور سے پہلے علم ہونا یہ سب کرامات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروی کی برکت کا نتیجہ ہیں اور کرامات دراصل معجزات انبیاء کا تتمہ ہی ہوتی ہیں۔ یہ عبارت نقل کر کے شارح مذکور فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جس ولی کے ہاتھوں میں کوئی کرامت ظاہر ہوگی وہ نبی کے معجزات کا تتمہ و تکملہ ہوگی۔ اب حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے اولیائے کرام کی کرامات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا تتمہ ہوں گی۔ ثابت ہوا اس کائنات ارضی میں اولیائے کرام کا وجود حضور نبی کریم ﷺ کا دائمی معجزہ ہے ادر اللہ کریم اولیائے امت کے طفیل بندوں کی ضروتیں پوری فرماتے ہیں اور ان کی برکتوں سے بلائیں ملک وبلاد سے رفعہوتی ہیں۔ ان کی دعاؤں سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ان کے وجود باجود سے بدحالی ونکبت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ جامع کرامات اولیاء الامام النبہانی علامہ یوسف نبہانی" ترجمہ پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی ص 144

2) معجزہ کی طرح کرامت بھی تین قسموں پر۔ ہے ایک قسم وہ ہے جس میں ولی کے کسب اور اختیار کے بغیر اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر خلاف عادت افعال ظاہر کرتا ہے دوسری قسم وہ ہے جس میں ولی کی دعا سے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی خلاف عادت فعل ظاہر کرتا ہے یہ دونوں قسمیں غیر اختلافی ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جس میں ولی کے کسب، قصد اور اس کے اختیار پر اللہ تعالیٰ فرق عادت فعل ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ اس قسم کو ماننے سے بعض مخالفین نے انکار کر دیا ہے بلکہ اس کو دھوکہ دہی۔ جہالت اور علم وبصیرت سے محرومی کی واضح ترین

نشانی قرار دیا ہے اس لئے ہم کرامت کے اختیاری ہونے پر اب دلائل پیش کرتے ہیں۔
حضرت علامہ تفتازانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کرامت (دعوے نبوت کے بغیر) خلاف عادت امر کے ظہور کو کہتے ہیں اور یہ جائز ہے اگر چہ یہ دلی قصد سے ہو اور یہ معجزات کی جنس سے ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالی کی قدرت ان سب کو شامل ہے اور یہ واقع ہے جیسے حضرت مریم، آصف بن برخیا اور اصحاب کہف کے واقعات اور اس جنس کے واقعات جو صحابہ تابعین سے اور صالحین امت سے بکثرت صادر ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ تفتازانیؒ نے اس عبارت میں تصریح کر دی ہے کہ کرامت ولی کے قصد اور اختیار سے واقع ہوتی ہے۔ (مقام ولایت و نبوت علامہ سعیدی ص 174)

علامہ نودی مسلم شریف کی ایک حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اور اس حدیث کے فوائد میں سے اولیاء اللہ کی کرامت کا ثبوت ہے اور یہی اہل سنت کا مذہب بخلاف معتزلہ کے اور اس حدیث میں بھی ہے کہ بعض اولیاء اللہ کی کرامات ان کے اختیار اور ان کی طلب سے واقع ہوتی ہیں اور یہی بات ہمارے متکلمین کے نزدیک صحیح ہے بعض علماء نے یہ کہا ہے کرامات اولیاء کے اختیار اور طلب سے واقع نہیں ہوتیں اس میں اعتراض ہے کہ کرامات خلاف عادت افعال کی تمام اقسام پر واقع ہوتی ہیں (یعنی تینوں قسموں پر جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔

(سعیدی)

بعض لوگوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ کرامت قبولیت دعا یا اس کی مثل کے ساتھ خاص ہے ان لوگوں کا یہ قول قطعاً غلط ہے اور مشاہدہ کا انکار ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ حقائق میں انقلاب اور شئے کو عدم سے وجود میں لانے اور اس جیسی دوسری چیزوں کے ساتھ کرامت

کا تعلق ہوتا ہے

علامہ نودی کی اس عبارت میں تقریباوہ تمام باتیں آگئی ہیں جو کرامت کے سلسلہ میں ہم اب تک کہتے آئے ہیں۔ (شرح نودی مع مسلم ج2ص314 مقام ولایت ونبوت شیخ الحدیث علامہ مولانارسول سعیدی صاحب ص175)

اس بحث میں علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں۔

ولی کی کرامت بعض اوقات اس کی طلب اور اختیار سے واقع ہوتی ہے اور یہ بات صحیح ہے۔

(عمدۃ القاری جز7ص283)

اور علامہ عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں۔

اور کامل وہ شخص ہے جو کرامت پر قادر ہو (الیواقیت والجواہر ج3ص105)

جو حضرات کرامت کے جواز کے قائل ہیں ان میں سے بعض نے کہا کہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ کیونکہ معجزہ اور کرامت میں فرق ہے۔ یہ فرق صحیح نہیں ہے۔ (فتاوی حدیثیہ ص259)

کرامت کی تعریف

کرامت عربی زبان میں لغوی اعتبار سے وسیع معنی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کا معنی عزت پانا اور ایسے بادل کے ہیں جو جم کر برسے۔ عقل جس مقام پر دنگ رہ جائے اور عقل کی جولانیاں جس جگہ کام نہ دے سکیں وہاں کرامت کا وجود ملتا ہے۔ مگر عجب طرفہ تماشا ہے کہ اس کے اصطلاحی ولغوی معنی میں ہم آہنگی ہے۔

الف:۔ اللہ تعالیٰ جس صاحب معرفت کو کرامت عطا کرتا ہے اسے عزت بخشتا ہے۔

ب:۔ جب کسی درویش سے کرامت سرزد ہو تو اس کے ذریعہ مصیبت زدہ انسانوں پر اللہ

تعالی کی رحمت جم کر برسا کرتی ہے اور اللہ تعالی اپنے بندوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات دیتا ہے۔

ت:۔اور پھر کرامت کے ذریعہ گمراہی سے چھٹکارا ملتا ہے اور گناہوں سے بچنے کا سبب ہے۔

خارق عادات:۔ان کی تعداد سات قرار دی گئی ہے۔ جن کے اسماء یہ ہیں۔

1) معجزہ:۔اگر کسی برحق سے دعوی کے بعد خرق عادت صادر ہو تو معجزہ ہے۔

2) اگر قبل ادعاء نبوت کوئی خرق عادت امر ظاہر ہو جائے تو ارہاص ہے۔

3) اگر کسی متبع نبوت ولی اللہ سے کسی امر کا ظہو ہو جائے تو کرامت ہے۔

4) اگر عامہ المسلمین میں سے کسی صالح اور نیک سرشت فرد سے کوئی ایسا امر ظہور پذیر ہو جائے تو وہ معونت ہے۔

5) اور اگر کسی غیر مسلم فرد سے ریاضت سے کوئی خرق عادات امر سرزد ہو جائے تو اس کو استدارج کہتے ہیں۔

6) اگر کسی شریر النفس کذاب سے بھی ایسا امر کسی اندرونی تدبیر و تصرف ظہور میں آجائے تو وہ اہانت ہے۔

7) اگر شریر الطبع اور خبیث طینت انسان اعمال مخصوصہ سیکھ کر ان کو عمل میں لا کر جو شعبدہ اور خلاف عادت کرتب دکھلائے اس کو سحر اور جادو کہا جاتا ہے۔

کرامات

حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامی چوہدری محمد یوسف غنیؒ

جناب شیخ آصف جاوید باٹا صاحب فرماتے ہیں کہ

حضرت استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ میری ساس کے بارے میں فرمایا کرتے کہ یہ سراپائے رحمت ہے۔ ان کی خدمت کرو اور اپنے پاس رکھو۔ ایک مرتبہ حضورؒ نے میری ساس کو جب اسم اعظم عطا فرمایا تو فرمانے لگے کہ کل تمہیں ایک خواب آئے گا۔ اس کو اچھی طرح یاد رکھنا پھر مجھے اس کے بارے میں بتانا۔ جس طرح حضورؒ نے فرمایا خواب آیا لیکن خواب ذہن سے معدوم ہو گیا۔ جب حضورؒ تشریف لائے تو خواب کے بارے میں پوچھا تو عرض کرنے لگی کہ سرکارؒ خواب تو آیا تھا میں بھول گئی تو فرمایا لاؤ بھئی ایک تکیہ ان کو ادھر لٹا دو۔ فرمایا کہ جب خواب شروع ہو تو بتانا۔ سرکارؒ ان سے علیحدہ ہو کر ہم سے باتیں کرنے لگے تو تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ خواب شروع ہوا؟

عرض کرنے لگی حضور خواب شروع ہو گیا بہت سے لوگ ہیں تمام کے کپڑے سفید ہیں۔ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔ میں بھی ایک کونے میں بیٹھ گئی ہوں۔

یہاں حضرت ابو بکر صدیق ، حضرت عمر ، حضرت عثمان ، حضرت علی ، حضرت امام حسن ، حضرت امام حسین ، رضی اللہ تعالی عنہم تشریف فرما ہیں اور حضرت فاطمہ ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی تشریف فرما ہیں۔ حضرت غوث الا اعظم بھی تشریف فرما ہیں۔

ایک نہایت ہی خوبصورت اور بڑی کرسی خالی ہے۔ اس طرح معلوم ہو رہا ہے کہ کسی ہستی کی آمد کی انتظار ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لے آئے۔

حضور استاد گرامیؒ نے فرمایا بس یہی دیکھانا تھا۔

جناب باٹا صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور استاد گرامیؒ بندہ کی دکان پر تشریف فرماتھے کہ ہوٹل والے نے ایک مچھلی پکڑ کر استاد صاحب کے حوالے کی کہ یہ مچھلی آپ کے لئے ہے آپ نے مجھے وہ مچھلی دیتے وقت فرمایا کہ میری بیٹی کو کہنا کہ اس طرح پکائے کہ بو بالکل نہ آئے۔ میں جب استاد صاحبؒ کو لیکر گھر گیا تو گھر والوں نے مچھلی پکائی اور دستر خوان پر رکھی واقعی مچھلی میں بو بالکل نہ تھی۔ استاد صاحبؒ بھی فرمانے لگے کہ مچھلی میں بالکل بو نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ہم حضورؒ کے ساتھ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار پر جا رہے تھے۔ راستہ میں سرکارؒ فرمانے لگے کہ راستہ میں پانی کھڑا ہے۔ ڈرائیور گاڑی کو موڑنے لگا حضورؒ نے فرمایا نہیں رہنے دو ادھر ہی چلو۔ ہم سامنے دیکھ رہے ہیں۔ پانی بہت زیادہ راستہ میں کھڑا ہے۔ گاڑی گزر رہی تھی اور وہ جگہ خشک نظر آرہی تھی جب گاڑی وہاں سے گزری تو پیچھے ہم نے دیکھا پانی موجود ہے۔

سرکار استاد گرامیؒ کے ایک عقیدت مند محمود صاحب ہیں جو کہ ٹیلر ماسٹر ہیں۔ انہوں نے کنواں کھودایا۔ آخر پر ایک بہت بڑا پتھر آگیا اور پانی ملنے کی کوئی امید نہ تھی۔ کام کرنے والوں نے کام چھوڑ دیا۔ محمود صاحب کہتے ہیں کہ میں بڑا پریشان ہوا اور حضرت استاد گرامیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کنواں کے بارے میں آگاہ کیا سرکارؒ نے فرمایا کہ تم تین دن کے بعد آنا۔ لہذا میں تین دن کے بعد سرکارؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضورؒ نے فرمایا جاؤ کام کرنے والوں کو کہو کے چار، پانچ کدال لگاؤ انشاء اللہ پانی آجائے گا۔ چنانچہ چار کدال ہی لگائے تھے کہ پانی ایک فوارے کی شکل میں نمودار ہوا۔ سرکارؒ نے فرمایا کہ اس جگہ پانی نہ تھا۔ خصوصی طور پر اللہ پاک سے لیکر دیا ہے۔ یہ واقعہ باٹا صاحب نے نقل کرایا۔

راولپنڈی میں ایک مولوی صاحب تقریر فرمارہے تھے۔ استاد گرامیؒ اس کو نہیں جانتے تھے فرمایا کہ جو وہ کہہ رہاہے وہ کرتا نہیں یعنی اس کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ باٹا صاحب نے جب ان کے بارے میں معلومات کی تو سرکارؒ کی بات فی الحقیقت صحیح تھی۔

حضرت استاد گرامیؒ ہمارے گھر تشریف فرماتھے تو میرے سالا صاحب جس کا نام محمد احمد تھا تشریف لائے۔ سرکارؒ سے ملاقات ہوئی۔ نام احمد سن کر بہت خوش ہوئے۔ سرکارؒ نے اس سے فرمایاکہ اگر تم صبح کی نماز کے بعد ہمیں یہاں پہنچاسکتے ہو تو میں تمہارے ساتھ جاسکتا ہوں۔ اس نے وعدہ کیاکہ میں انشاء اللہ صبح آپ کو اس جگہ پہنچادونگا۔ وہ راولپنڈی (صادق آباد) رہتے تھے۔ سرکارؒ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ سرکارؒ نے فرمایا پانی لاؤ میں نے وضو کرنا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارے گھر میں پانی کی آجکل سخت تنگی ہے کنویں کا پانی خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا احمد صاحب بٹن آن کرو۔ آدھ گھنٹہ میں پانی دیکھو۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ پانی پمپ کے ذریعہ سخت زور دیکر نکلا۔

جناب باٹا صاحب کہتے ہیں دوسری ملاقات سرکار استاد گرامیؒ سے اس طرح ہوئی کہ میں گودام میں کام کر رہا تھا۔ سرکارؒ وہاں تشریف لائے تو گودام کے باہر ایک لڑکا تھا۔ سرکارؒ نے پوچھا آصف صاحب کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگا کہ اندر کام کر رہے ہیں۔ گودام کے تین دروازے تھے۔ سرکارؒ فرمانے لگے "ساڈے کھولو کھتے کھتے چھپ کے جاؤ گے"۔ آپ کام کریں ہم یہاں ٹھہر جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یہاں اب مجھ سے کام نہیں ہوگا۔ گھر چلتے ہیں۔ سرکارؒ گھر تشریف لائے۔ مجھے اور میری بیوی کو ذکر دیا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ مکان آپ کا ہے؟ بتایا گیا کہ کرایہ پر ہے سرکار نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ اللہ آپ کو اپنا مکان دے۔ اللہ پاک نے جب ہمیں سرکارؒ کی نظر عنایت سے مکان عطا فرمایا تو سرکارؒ گھر تشریف لائے تو میری بیوی کو فرمانے لگے تم نے چھوٹا مکان کیوں لیا تو میری بیوی نے

عرض کی ہماری اوقات یہی ہے۔ سرکارؒ فرمانے لگے تم اللہ کی شان کو نہیں جانتے۔ وہ بہت بڑا مکان بھی دے سکتا ہے۔ وہ بڑی شان والا ہے۔ حضور استاد گرامیؒ کی خواہش تھی کہ میں یہاں رہوں میں نے کہا میری بہت خوش نصیبی ہوگی۔

قاری عمر دین صاحب فرماتے ہیں۔ میں سرکار استاد گرامیؒ کی زیارت کیلئے گجرات شریف گیا تو سرکارؒ نے الحمد للہ اسم اعظم عطا فرمایا۔ واپسی پر گھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسم اعظم دیکھیں۔ میں بچوں کو پڑھانے کیلئے چلا گیا۔ جب واپس گھر آیا تو بیوی نے بتایا کہ میں اسم اعظم لکھا دیکھ رہی ہوں اور میرے کندھوں پر وزن ہے۔ میں نے کہا کہ آرام کرلو اس نے کہا مجھے خواب آیا ہے کہ ایک بزرگ میرے سرہانے کی طرف تشریف رکھتے ہیں۔ تقریبا رات کے ایک بجے سرکار استاد گرامیؒ تشریف لائے دروازہ کھٹکھٹایا پتہ چلا سرکارؒ تشریف لائے ہیں میں خوشی کے مارے ننگے پاؤں باہر آیا سردیوں کا موسم تھا۔ سرکارؒ نے ایک بڑا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ جناب استاد گرامیؒ کمرہ کے اندر تشریف لائے تو جب بیوی نے آپؒ کو دیکھا تو کہنے لگی خواب میں یہی بزرگ تھے تو آپ سرکارؒ نے فرمایا کہ مجھے پہچان لیا؟

قاری عمر دین صاحب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت استاد گرامیؒ سے عرض کیا کہ مکان تعمیر کر لیا ہے لیکن پانی کی کمی ہے۔ سرکارؒ فرمایا کہ پانی کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ سرکارؒ کا فرمان اس طرح پورا ہوا کہ خاکسار نے اپنی طرف سے فی سبیل اللہ مکان کے پاس کنواں کھودوا دیا حالانکہ وہاں پر دوسرے لوگوں نے کنواں کی کوشش کی تھی مگر پانی نہیں آیا تھا۔ چونکہ استاد گرامیؒ کی کرامت ظاہر ہوئی تھی اللہ نے اپنے ایک ولی کامل کی نظر عنایت سے پانی عطا فرمایا۔

قاری صاحب کہتے ہیں کہ میں دل میں سوچتا رہتا کہ میں بہت بڑا ولی اللہ بن جاؤں تو لوگ میرے پاس آئیں۔ سرکارؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ سرکارؒ نے فرمایا۔ جو تم

دل میں سوچتے رہتے ہو۔ یہی تو رکاوٹ ہے۔ جس کی وجہ سے کامیابی نہیں ہوتی۔ اللہ پاک نے سرکارؒ کو کتنی لطیف اور روحانی نظر عطا فرمائی تھی کہ آپ دور سے دلوں کی بات جان لیتے

آر۔اے بازار راولپنڈی میں گونگے بچوں کے سکول کے سامنے ایک مزار ہے۔ قاری صاحب نے مزار دیکھ کر سرکار استاد گرامیؒ سے عرض کی حضور! یہ مزار والا کیسا ہے؟ آپ سرکارؒ نے بغیر مراقبہ اور آنکھوں کو بند کئے بغیر فرمایا صرف ہڈیاں ہی نظر آتی ہیں۔ بلکہ ایک مرتبہ سرکار استاد گرامیؒ نے قبرستان کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ ان قبروں والوں نے کچھ نہیں کیا۔

سرکار استاد گرامیؒ نے ایک مرتبہ ایک عقیدت مند مسعود سے فرمایا تمام رمضان مہینہ میں تم نے ذکر نہیں کیا اس نے عرض کی سرکارؒ بالکل ٹھیک ہے۔ حقیقت ہے کہ میں نے پورا مہینہ ذکر سے غافل رہا ایک آدمی جو کہ پاس بیٹھا تھا کہنے لگا کہ حضورؒ آپ کو کس طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ ذکر کیا ہے یا نہیں۔ سرکارؒ نے فرمایا میں جس کو اسم اعظم عطا کرتا ہوں اور ذکر کرنے کی تاکید کرتا ہوں اللہ پاک نے مجھے روحانیت عطا فرمائی ہے میں ہر ایک عقیدت مند کو دیکھتا ہوں کہ اس نے ذکر کیا ہے یا نہیں۔ بے شک وہ کہیں بھی ہو۔

بقول ماسٹر محمد اصغر صاحب

ایک مرتبہ میرے خیال میں آیا کہ میں حضور استاد گرامیؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دوں لیکن دروازہ نہیں کھٹکھٹاؤں گا۔ اگر آپ کو دنیا میں کسی عقیدت مند کی آمد کی خبر نہیں تو پھر قیامت کے دن کیا مدد ہو گی یہ صرف خیالی بات تھی۔ تو میں حضورؒ کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ آپ پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو۔

ایک مرتبہ میں نے اپنا بھیس بدل کر صبح کے وقت گلی میں جھاڑو دینا شروع کر دیا تو آپؒ کو فورا معلوم ہو گیا۔ حضورؒ نے جھاڑو دینے سے منع فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت استاد گرامیؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ سرکارؒ نے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ بھوک شدید لگی ہوئی ہے میرا ایک روٹی سے کیا بنے گا میں نے خوب کھایا لیکن نصف روٹی پھر بھی بچ گئی۔

ایک مرتبہ حضور استاد گرامیؒ نے فرمایا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں ان کی دہشت ناک صورت دیکھ کر خوف زدہ ہوا۔ ان سے کہا اگر آپ میرے لئے آئے ہیں تو لیٹ جاؤں انہوں نے فرمایا نہیں میں تو صرف آپؒ کو سلام کرنے آیا تھا۔ ہم مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو راستہ میں ایک گھر سے رونے کی آواز آئی۔

سرکارؒ نے فرمایا کہ یونان میں 1945ء میں ایک بد خصلت عورت میرے پیچھے پڑ گئی لیکن اللہ پاک نے مجھے اس گناہ سے محفوظ فرمایا دو نفل شکرانہ ادا کیئے۔ رات کو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا خواب میں دیدار نصیب ہوا۔

ڈاکٹر محمد نواز صاحب نے بندہ کو ایک مرتبہ بتلایا کہ میرا تبادلہ ہو گیا۔ میں بہت پریشان تھا۔ حضورؒ والا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تبادلہ کا ذکر کیا آپ نے بڑی بے نیازی سے فرمایا تبادلہ کو چھوڑو پہلے ادھر کام کراؤ آجکل جہاں ہم لوگ وضو کرتے ہیں وہ جگہ بنانی تھی ٹوٹیاں وغیرہ لگوانی تھیں میں نے مثالہ وغیرہ بنایا کام ختم ہو گیا میں نے عرض کیا حضورؒ کام ختم ہو گیا۔ سرکارؒ نے وثوق سے فرمایا تمہارا تبادلہ بھی ختم ہو گیا۔ اس وقت آپؒ نے اوپر کچھ دیر تک غور سے دیکھا۔ لیکن میرے دل کو تسلی نہ ہوئی۔ صبح کو اپنے دفتر گیا ہیڈ کلرک کہنے لگا کہ تمہارا تبادلہ رک گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کیسے اس نے کہا میں نے تبادلہ کا حکم ٹائپ کیا افسر کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا اور کہا کہ دستخط کریں۔ اس نے کہا اٹھاؤ یہ کاغذات اس کا تبادلہ نہیں کیا جائے گا۔ میں سرکارؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اب یقین آ گیا؟

ڈاکٹر موصوف نے دوسری کرامت یہ بتلائی کہ جو بھی بندہ آپؒ کے پاس آیا اور جماعت میں شامل ہوا۔ وہ پانچوں وقت کا نمازی بن گیا۔

بقول مرزا محمد صادق:۔ سرکارؒ نے فرمایا کہ میں بنگال میں تھا ایک رات سخت بارش اور طوفان تھا۔ میں اپنے خیمے میں اکیلا تھا۔ ساری رات اللہ کے ذکر میں مصروف رہا۔ صبح معلوم ہوا کہ میرے ارد گرد کے سب خیمے اڑ گئے ہیں۔ مگر میں بالکل محفوظ رہا۔

بقول اظہر صاحب بحوالہ خط مورخہ 16-1-2001 کہا کہ میں حضرت استاد گرامیؒ کی ہی کرامت ہوں۔

بقول جناب پروفیسر محمد عارف تنویر کہ ایف۔ ایس سی کے بعد میں کالج چھوڑ بیٹھا تھا اور فوج میں لفٹینٹ کے لئے بڑی کوشش کر رہا تھا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ جناب استاد صاحبؒ کے فرمانے پر بی۔ ایس سی میں داخلہ لے کر پڑھنا شروع کر دیا۔ ایم۔ ایس۔ سی میں داخلہ بھی آپ کی دعاؤں سے ہو گیا لیکن خرچہ کا ذمہ کوئی نہیں اٹھاتا تھا۔ استاد صاحبؒ سے عرض کیا فرمایا جس اللہ نے داخلہ دلوایا ہے وہ خرچہ کا بندوبست بھی کر دے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔

پھر جب میں پاس ہو کر آیا تو استاد صاحب کو میں نے عرض کیا کہ میں چند مہینوں کے بعد گورنمنٹ ملازمت کیلئے (OVERAGE) ہو جاؤنگا۔ فرمایا نو دن یہ نفل پڑھو وہ میں نے پڑھے اور آپ یقین کریں کہ نویں دن کال لیٹر میرے ہاتھ میں تھا۔

سرکار استاد گرامیؒ وفات پا جانے کے چند دن بعد خواب میں ملے فرمایا میں نے دیکھا آپ باہر اپنے گھر کے صحن میں کرسی پر تشریف فرما ہیں اور قبر مبارک کھلی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا قبر کے بارے میں کہ اس کی کیا ضرورت تھی۔ پھر آپ نے جماعت کے بندوں کو تبلیغ کی پھر اٹھ کر قبر مبارک کی طرف آئے اور اندر داخل ہو گئے۔

ایک دن سویا ہوا تھا کہ رات کو خواب میں مجھے دل کی تکلیف محسوس ہوئی میں چار پائی پر تھا یکدم استاد محترم تشریف لائے پوچھنے لگے کیا ہوا عرض کیا مجھے چھاتی پر تکلیف ہے آپ نے انگلی مبارک سے مساج کیا تو میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔ (بحوالہ خط آمدہ پروفیسر صاحب)۔

حضور استاد گرامیؒ عمرہ کیلئے تشریف لے گئے تو ایک واقعہ مدینہ منورہ میں رونما ہوا کہ مدینہ منورہ میں ایک انڈین مسلمان جو کہ سخت بیمار اور لا علاج تھا۔ ہر ایک کو دعا کیلئے کہتا ۔ سرکارؒ کے ساتھ جو آدمی گئے تھے اس بیمار نے ان کو دعا کیلئے کہا وہ کہنے لگے ہمارے استاد صاحبؒ یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان کے پاس چلو وہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا سرکارؒ نے فرمایا کہ جب روضہ رسول ﷺ کے پاس تمہاری دعا قبول نہیں ہوئی تو پھر وہ کونسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہو گی سرکارؒ نے پانی دم کر کے پلایا۔ پانی پیتے ہی اس کے بدن میں بجلی کی سی لہر دوڑ گئی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹھیک کیا ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے صدقے سے میرے تو صرف دعا کیلئے لب ہلے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی کام کیلئے یہاں بلوایا ہے۔

اسم اعظم

ایک آدمی کو حضور والاؒ کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپؒ کے پاس اسم اعظم ہے۔ سرکارؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اس نے اسم اعظم کے بارے میں عرض کی اس وقت اس آدمی نے سونے کی گھڑی پہنی ہوئی تھی حضورؒ نے فرمایا کہ یہ گھڑی مجھے دے دو۔ وہ بہت پریشان ہوا اس کا دلی ارادہ گھڑی نہ دینے کا تھا۔ سرکارؒ نے فرمایا پہلے میرے ساتھ میلان کرو۔ پھر محبت کرو پھر عشق کرو پھر فنافی اللہ ہو جاؤ پھر دیوانہ ہو جاؤ پھر اسم اعظم نصیب ہو گا۔

بقول بابر صاحب ٹیچ بھاٹہ راولپنڈی میں اولاد کے سلسلہ میں بہت پریشان رہتا تھا۔ ہماری بیوی نے حضرت استاد گرامیؒ کو خط بسلسلہ اولاد لکھا تو آپ نے بذریعہ خط مورخہ 18-5-89 کو جواب دیا ایک بات یاد رکھیں جو کہ بہت اہم ہے۔ مایوسی گناہ اور نا امیدی کفر ہے۔ جو مالک حقیقی آپ کی پیدائش کر سکتا ہے وہ آپ کو اولاد سے بھی نواز سکتا ہے۔ اس لئے اپنی تمام امیدیں اللہ تعالی سے وابستہ رکھیں۔ یہ ایمان کی جڑ ہے۔ انشاء اللہ تعالی آپ کو اولاد سے نوازے گا۔

حضور استاد گرامیؒ کے فرمان کے بعد ہمیں یقین کامل ہو گیا کہ اللہ پاک ہمیں ضرور اولاد عطا فرمائے گا۔ حتی کہ حضور استاد گرامیؒ نے مجھے یہاں تک خوشخبری دی کہ آپ کے تین بیٹے ہونگے۔ حالانکہ میں نے دوسری شادی کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لہذا اللہ تعالی کے فضل و کرم سے یہ ارادہ میں نے ترک کر دیا اور حضرت استاد گرامیؒ کی نظر عنایت سے ہمارے ہاں تین بیٹے ہیں۔ یہ بات ٹیچ بھاٹہ راولپنڈی میں خاکسار کو بابر صاحب نے مورخہ 21-9-2001 کو بتائی۔ اس وقت جناب غلام نبی صاحب بھی موجود تھے۔

ایک مرتبہ راجہ سلطان محمود صاحب نے گورکھپور میں حضرت استاد گرامیؒ کی تین کرامتیں بھری محفل میں بیان کیں۔

ایک دفعہ محرم میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے دربار مقدس پر تمام جماعت کے افراد حاضر تھے۔ حضرت استاد گرامیؒ نے بندہ کی حضرت سخی سلطان باہوؒ سے سفارش کی۔ حضورؒ! یہ عقیدت مند سرکارؒ کا ہم نامی ہے اس پر نظر عنایت فرمائی جائے۔ منظوری کے بعد حضرت استاد گرامیؒ نے بندہ کو فرمایا سلطان کھڑے ہو جاؤ اور آنکھیں بند کر کے دیکھو کچھ نظر آتا ہے۔ بندہ نے عرض کی حضور کچھ نظر نہیں آرہا۔ سرکارؒ نے میرے دل پر اسم اللہ پاک اپنی انگشت مبارک سے لکھا پھر پوچھا اب دیکھو کچھ نظر آتا ہے؟ عرض

کی حضورؒ ہاں اسم اللہ پاک نظر آرہا ہے اور اس کا رنگ سبز ہے۔

ایک مرتبہ ماہ رمضان شریف میں بندہ اعتکاف میں بیٹھا تھا۔ دل میں سرکار استاد گرامیؒ کی سخت یاد آئی۔ بندہ نے بار بار اور رو۔رو کر اللہ رب العزت کے دربار صمدی میں التجا کی یااللہ آج مجھے ہمارے مرشد عالی کا دیدار ہو جائے اٹھائیسواں روزہ تھا۔ اللہ پاک کا شکر ہے کہ بندہ کو حضرت استاد گرامیؒ کا دیدار ہو گیا۔

ملاقات پر حضرت استاد گرامیؒ نے فرمایا راجہ سلطان تو نے اٹھائیسویں روزہ مجھے سخت پریشان کیا میں اعتکاف میں بیٹھا تھا۔

ایک مرتبہ مجھے ٹانگوں میں شدید درد تھا۔ بے انتہا تکلیف تھی بندہ نے سرکار استاد گرامیؒ کو دل میں یاد کیا۔ دعائیں کرتا رہا کہ یااللہ آج حضرت استاد گرامیؒ بندہ کے گھر تشریف لے آئیں تاکہ درد کا علاج ہو جائے چنانچہ اللہ پاک کا کرم ہوا سرکارؒ شام کے وقت تشریف لے آئے پانی پر دم کر کے عطا فرمایا۔ پانی پینے سے درد کافور ہوا۔

محمد عامر صاحب بھٹی (راولپنڈی) نے خاکسار کے گھر حضرت استاد گرامیؒ کی دو کرامتیں جماعت کے معزز افراد کے سامنے بیان کیں۔

قبلہ والد ماجد صاحب ٹی۔ این۔ ٹی محکمہ میں ملازمت کرتے تھے۔ ان کی پروموشن کے کاغذات کی فائلیں متعلقہ آفیسر کی میز پر عرصہ 4 ماہ سے پڑی تھی لیکن آفیسر کیس کا کلیئر نہیں کر رہا تھا۔ حضرت استاد گرامیؒ سے عرض کی سرکارؒ نے فرمایا آج 2 بجے آپ کا کام ہو جائے گا۔ دفتر سے ایک آدمی 2 بجے مبارک دینے لگا۔ آپ کی پروموشن ہو گئی ہے۔

میں نے میٹرک کا امتحان دینا تھا۔ حضرت استاد گرامیؒ سے عرض کی کہ اس سال بندہ میٹرک کا امتحان دینا چاہتا ہے۔ سرکارؒ نے فرمایا کہ اس سال امتحان نہ دو آئندہ سال امتحان دینا۔ بندہ نے دو تین بار اصرار کیا کہ اسی سال امتحان دونگا۔ سرکارؒ نے فرمایا آئندہ سال امتحان دو تم

فسٹ ڈویژن میں پاس ہو جاؤ گے۔ چنانچہ سرکارؒ کے فرمانے کے مطابق آئندہ سال امتحان دیا فسٹ ڈویژن میں پاس ہوا اور 510 نمبر حاصل کیے۔

خاکسار محمد یعقوب رانا

ایک مرتبہ حضرت استاد گرامیؒ گورکھپور میں تشریف لائے ان دنوں بندہ کا مکان تعمیر ہو رہا تھا۔ مغرب کی نماز کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے لڑکے قاری محمد افتخار احمد کو کہا کے جلدی کرو نماز کا وقت جا رہا ہے۔ نماز کا خاص خیال رکھا کرو سرکارؒ نماز کی سخت تاکید فرمایا کرتے ہیں۔ اس گفتگو کے ایک گھنٹہ بعد سرکارؒ تشریف لے آئے۔ اسی جگہ پر جہاں میں نے نماز کیلئے اپنے بیٹے کو تاکید کی تھی اسی جگہ سرکارؒ نے فرمایا! قاریوں کے بچے نماز کا خیال نہیں رکھا کرتے۔

ایک مرتبہ بندہ کا بڑا بیٹا حافظ محمد آفتاب احمد سرکارؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دینے کیلئے گیا ان کے دل میں ایک بات آئی کہ آج سرکارؒ کوئی جدید سائنسی معلومات کی باتیں سنائیں تو بہت اچھا ہو۔ چنانچہ سرکارؒ نے نشست میں ایٹم کے بارے میں بہت ہی کار آمد اور مفید معلومات کی باتیں فرماتے رہے حتیٰ کہ کہ آپ نے یہاں تک بتایا کہ جس نے سب سے پہلے ایٹم بنایا اس کی شکل کے بارے میں بتلایا کہ وہ بندر کی طرح شکل کا تھا۔ سرکارؒ اللہ پاک کی عطا کی ہوئی روحانی طاقت سے دلوں کی بات معلوم کر لیتے تھے۔

ایک رات بندہ نے خواب میں ایک طویل قد تقریباً تیں پینتیس فٹ کے بزرگ کی زیارت کی۔ اس بارے میں بندہ نے حضور استاد گرامیؒ کی خدمت اقدس میں ذکر کیا کہ شاید یہ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام ہیں آپ سرکارؒ نے فوری جواب دیا فرمایا یہ اور ہیں یہ لفظ سنتے ہی مجھے خیال آگیا کہ یہ تو دابگل شریف کے بزرگ حضرت جلال صاحب شہیدؒ ہیں۔

ایک مرتبہ سرکارؒ کی خدمت اقدس میں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ واپسی پر اجازت کے بعد رخصت ہونے لگا تو ایک عقیدت مند جس کا نام اللہ رکھا تھا سرکارؒ کو کہنے لگے کہ ان کو وضو کرنے کا طریقہ بتا دیں۔ سرکارؒ نے فوراً فرمایا مجھے ملنے سے قبل ہی یہ لوگوں کو وضو کرنے کا طریقہ بتاتے رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ خاکسار ابھی حضور استادؒ سے متعارف نہیں تھے۔ ایک عقیدت مند نے جس کا نام سلطان محمود ہے اس نے مجھے وہ پرچہ جس پر استاد گرامیؒ نے وضو کرنے کا طریقہ لکھا ہوا تھا دیا تھا۔ مجھے وہ طریقہ بہت ہی پیارا لگا خاکسار نے خود یہ طریقہ اپنایا اور دوسروں کو بھی بتایا۔ سرکارؒ اس کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔

ایک مرتبہ خاکسار معہ عزیزی قاری محمد مہتاب احمد سلمہ گجرات شریف آستانہ عالیہ پر حضرت استاد گرامیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ الوداع کے وقت جب سرکارؒ سے اجازت طلب کی تو سرکارؒ کمرہ سے باہر نکل کر ہمارے ساتھ آئے جس جگہ مزار پاک ہے اس جگہ قیام فرما کر ہمارے لئے دعا فرمائی۔ آپ سرکارؒ نے فرمایا رانا صاحب اور میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے دل سے روشنی نکل کر آسمان پر جا رہی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حاضری مبارک

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام

☆ ماہ اپریل کی 10 تاریخ کے بعد پہلا اتوار

☆ ماہ اکتوبر کی 10 تاریخ کے بعد پہلا اتوار

حاضری مبارک

عالی مرتبت حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باھوؒ

یکم محرم

عرس مبارک

حضرت قبلہ عالم استاد گرامی جناب چوہدری

محمد یوسف غنی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

11 دسمبر کے بعد پہلا اتوار

وقت ذکر باری تعالیٰ 10.30 بجے صبح

اختتامیہ

اے میرے خالق و مالک اے ارحم الراحمین۔ تیری ذات وحدہ لاشریک ہے۔ تو احد ہے۔ صمد ہے۔ تو ہی زمین و آسمان کا مالک ہے۔ کائنات کی ہر چیز تیرے ہی قبضہ و قدرت میں ہے۔ میرے اللہ تو رحیم ہے کریم ہے۔ اپنی شان ستاری و غفاری کے سبب اور اپنی رحمت خاص کے طفیل ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور آئندہ نیکی کرنے کی توفیق عطا فرما۔

یا اللہ صدقہ اپنے پیارے مصطفیٰ کریم رحمتہ اللعالمین۔ شفیع المذنبین ﷺ کا ہم سب کا ظاہر باطن میں اپنی اور اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ اہلبیت اطہارؓ صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظامؒ کی سچی محبت اور مکمل اطاعت گزاری کرنے کی توفیق عنایت فرما۔ ہم سب کو تاحیات اے رب قدوس اپنی رضا اور اپنے پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہم سب کے قلوب کو نور معرفت سے منور فرما۔ حضرت استاد گرامیؒ کے فرمودات انکی تعلیم اور مشن پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق رفیق سے نواز۔ حضرت استاد گرامیؒ کی پوری جماعت کو اتفاق واتحاد اور محبت و خلوص کی دولت سے سرفراز فرما۔

اے خالق کائنات اپنے فضل و کرم سے سرکار استاد گرامیؒ کے تمام خاندان خصوصا استاد گرامیؒ کے صاحبزادگان کے اپنے عظیم والد ماجدؒ کے نقش قدم پر چلنے کی ہمیشہ توفیق عنایت فرما۔ ان کو ہر آنے والی دینی اور دنیاوی الجھنوں سے محفوظ فرما۔ ان کی اولاد کو نیک اور صالح بنا نیک اولاد عطا فرما نیز اماں حضور اور انکی دختران ذیشان کو امن و سلامتی کے ساتھ رکھ اور ہمیشہ اپنے رحمت کے سایہ میں رکھ۔

اے خالق و مالک بندہ ناچیز نے کتاب ہذا لکھنے کی جو کاوش کی ہے۔ اس کو اپنی جناب میں قبول

فرما۔ کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں جو عزیزم قاری محمد آفتاب احمد سلمہ عزیزم قاری محمد افتخار احمد سلمہ۔ عزیزم قاری مہتاب احمد سلمہ۔ عزیزم قاری محمد بشیر حسین سلمہ اور عزیزی صوفی محمد اطلس سلمہ نے مدد کی ہے۔ جناب استاد گرامیؒ کے ملفوظات، واقعات، اور کرامات وغیرہ جمع کرانے کے سلسلہ میں کئی دفعہ باہر کے سفر کرنے پڑے سفر کی تکلیفوں کو برداشت کیا اور مالی لحاظ سے تعاون کیا سرکار استاد گرامیؒ کے مشن کو کتابی شکل میں لانے کی غرض سے ان لوگوں نے خاکسار کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اے اللہ تعالی ان کی اس معاونت کو قبول فرما کر دنیا اور آخرت میں اجر اعظیمہ عطا فرما خصوصا جناب عزت مآب حاجی محمد سلیم صاحب گورکھپور اور فخر مآب جناب ظفر مسعود خاں صاحب گوہر جیولرز راولپنڈی کا از حد مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے پر خلوص طریقہ سے بھر پور مالی تعاون فرمایا ہے۔ جس کے باعث کتاب ہذا منظر عام پر آئی۔ اللہ تعالی ان دونوں کی فیاضی کو قبول فرمائے اور ان کی نیک تمناؤں کو پورا فرمائے۔ ان کے کاروبار میں۔ اولاد میں۔ عمر میں برکتوں کا نزول فرمائے اور ان کی دین دنیا احسن فرمائے۔

یا غفور الرحیم اپنے پیارے اسم اعظم کے طفیل جناب استاد گرامیؒ کے اہل خانہ سرکارؒ کی پوری جماعت۔ خاکسار اور خاکسار کے والدین کریمین۔ اولاد داماد اور نبی کریم ﷺ کی پوری امت کی بخشش فرما اور آخری مقام پر کلمہ طیبہ نصیب فرما۔ آمین ثم آمین

الف) اے باری الہ تو ہمیں نم دار آنکھیں نصیب فرما۔

ب) اے پروردگار تو ہمیں خوشحال کر دے یا اس حال میں خوش کر دے۔

ج) اے باری الہ ہمیں روز قیامت والدین کے سامنے شرمندہ نہ کرنا اور نہ والدین کو ہمارے سامنے شرمندہ کرنا۔ (جناب استاد گرامی رحمتہ اللہ علیہ)

بال چراغ عشق دا میرا روشن کر دے سینہ دل دے دیوے دی روشنائی جاوے وچ زیناں

منقبت

در شان عالیہ حضرت قبلہ عالم جناب استاد گرامی

چوہدری محمد یوسف غنی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

تصور میں میرے آتی ہے صورت استاد گرامیؒ کی
ہوتی ہے بار بار زیارت استاد گرامیؒ کی

پریشان حال طالب کو جلد سکوں آیا
آنکھوں کے روبرو جب آئی صورت استاد گرامیؒ کی

مدد کرتے ہیں و مصائب و آلام میں
ہم پہ ہے کیسی عنایت استاد گرامیؒ کی

مردہ دلوں کو زندہ کیا سرکارؒ نے
ہے بہت ہی مشہور یہ کرامت استاد گرامیؒ کی

در حضورؒ پہ اک جہاں فیض پاتا ہے
ہر وقت جاری ہے سخاوت استاد گرامیؒ کی

ہماری عزت ہے آپؒ کے ہاتھ میں آقا
اللہ عزوجل نے کی ہے عظیم رفعت استاد گرامیؒ کی

حضرت طانوحؒ و غوث الوریٰؒ کے پیارے ہو
دربار باہوؒ میں ہے بڑی منزلت استاد گرامیؒ کی

رہیں سلامت آپ کے گھرانے والے
آل و اولاد پر عظمت استاد گرامیؒ کی

ہر عقیدت مند پہ نظر کرم ہے بے شک رانا
سعادت مند ہیں جن پہ کھلی حقیقت استاد گرامیؒ کی

نتیجہ فکر

رانا محمد یعقوب

Tazkara-e-Yousafia

تاریخ تصوف کے باب کا ایک سنہری ورق

★ نفس امارہ۔ نفس ملہمہ۔ نفس لوامہ

★ نفس مطمئنہ کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔

★ شریعت ہی وہ واحد راہ ہے جس میں سے گزر کر طریقت کے مقام اعلیٰ کو پایا جا سکتا ہے۔

★ جو حقیقت میں منزل حقیقت کا دوسرا نام ہے۔

(فرمان حضرت استاد گرامی چوہدری **محمد یوسف** صاحب غنی رحمتہ اللہ علیہ)